

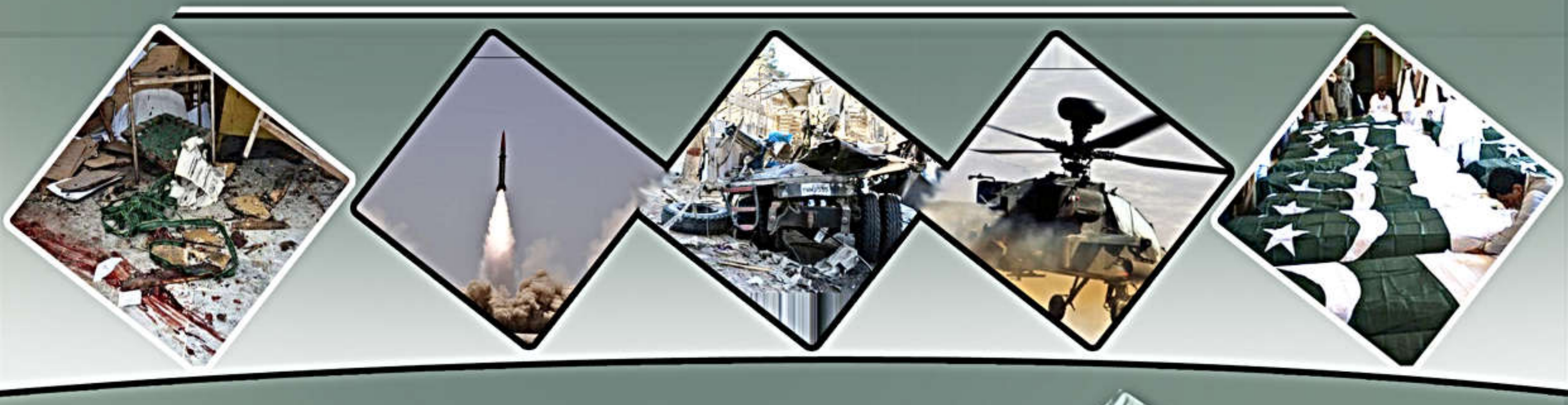


صفر المظفر ۱۴۳۸ھ بمطابق: نومبر ۲۰۱۶ء

شمارہ نمبر ۱۳

بانی تحریک محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ کے بھائی محترم حاجی عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ خصوصی انٹرویو

بلوچستان یا دشمنان اسلام کا قبرستان



ڈیورنڈ لائن اور کفری مقاصد

Afghanistan

Pakistan

فرمان مصطفیٰ ﷺ

عائذ اللہ بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ عبادہ بن صامت جو جنگ بدر میں شریک تھے اور شب عقبہ میں ایک نقیب تھے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا جبکہ آپ ﷺ کے گرد صحابہ کرام کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، کہ تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا، اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا، ایسا بہتان کسی پر نہ باندھنا جس کو تم دیدہ و دانستہ بناؤ اور کسی اچھی بات میں خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کرنا، پس جو کوئی تم میں سے اس عہد کو پورا کرے گا، تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جو کوئی ان بری باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہو جائے گا اور دنیا میں اس کی سزا اسے مل جائے گی تو یہ سزا اس کا کفارہ ہو جائے گا اور جو ان بری باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہو جائے گا اور اللہ اس کو دنیا میں پوشیدہ رکھے گا تو وہ اللہ کے حوالے ہے، اگر چاہے تو اس سے درگذر کر دے اور چاہے تو اسے عذاب دے (عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ) سب لوگوں نے آپ ﷺ سے اس شرط پر بیعت کر لی۔

(رواہ البخاری کتاب الایمان)

تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار کا علمی، عسکری اور سیاسی ترجمان



صفر المظفر ۱۴۳۸ھ بمطابق: نومبر ۲۰۱۶ء | شمارہ نمبر ۱۳

فرمانِ رسول اللہ ﷺ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، نہیں زخمی ہوگا کوئی شخص اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو زخمی ہوتا ہے اس کے راستے میں، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون جاری ہوگا جس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

(موطا امام مالکؒ)

سر پرستِ اعلیٰ

عمر خالد خراسانی صاحب حفظہ اللہ

نگران اعلیٰ

مولانا قاضی عمر مراد صاحب حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا قاضی حماد صاحب حفظہ اللہ

ہمارا برقی پتہ ہے:

IHYAEKHILAFAT@GMAIL.COM

رسالے کو انٹرنیٹ پر پڑھیئے:

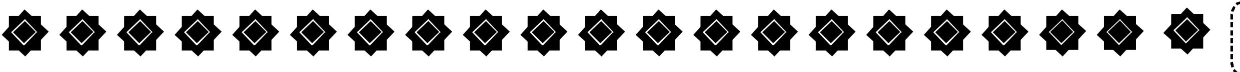
WWW.IHYAEKHILAFAT.COM
IHYAEKHILAFAT.BLOGSPOT.COM

زیرِ انتظام



احیائے خلافت

اعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار



القرآن والسنہ

قال تبارک وتعالیٰ: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا(النساء)

ترجمہ: اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کیساتھ احسان کرو کہ اللہ تعالیٰ (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

درج بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگان کو ہدایت بیان کرتے ہوئے چند ایسے افراد کی نشاندہی کی ہے کہ اگر ان سے اچھے تعلقات قائم کئے جائے تو اس میں بہت سارے فائدوں کے علاوہ چند یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوگی، دوم یہ کہ دنیا میں خوشحال اور پرسکون زندگی نصیب ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اچھے تعلقات خوشحال زندگی کی ضمانت دیتے ہیں، سوم یہ کہ روز آخرت میں اجر وثواب کا ذریعہ ہوگا اور تکبر سے پاک عاجزی کی علامت ہے، جبکہ اس حکم کا لحاظ نہ کرنے والوں کا شمار مغروروں اور متکبرین میں ہوتا ہے اپنے ماں باپ رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور پڑوسیوں سے پیار ومحبت رواداری اور بہترین اخلاق کا مظاہرہ لوگوں کے اعتماد کا سبب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کی ابتداء میں ذکر فرمایا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ یعنی یہ دو چیزیں توحید کے ماننے والوں کیلئے ناگزیر ہیں اور اس کے بغیر خدائے واحد لاشریک کی معبودیت بے معنیٰ و بے مقصود ہے اور وہ لوگ مسلمان تصور نہیں ہونگے کہ جب تک عقیدہ توحید پر یقین نہ رکھتا ہوں اسی اہم حکم کے ذیل جس پر ایمان کا دارو مدار قائم ہے اور اس کے بعد باقاعدہ ایک فہرست بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں، پڑوس والوں وغیرہ سب کے ساتھ جن کا اوپر ذکر ہوا احسان کرو اس سے صاف واضح ہے کہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی کتنی بڑی اہمیت ہے اللہ تعالیٰ نے شرک سے منع کرنے کے فوراً بعد یہ ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں سے احسان کرو۔ احسان کرنے کا بدلہ دنیا میں اور آخرت میں بھی یقینی ہے کیونکہ جن لوگوں کیساتھ احسان کیا جاتا ہے وہ لوگ خوش ہو کر دعائیں دیتے ہیں اور دعاؤں سے زیادہ کارآمد چیز کوئی نہیں، اس سلسلے میں ماں باپ کی دعاؤں کے بعد رشتہ داروں، یتیموں محتاجوں، قریب رہنے والے اور ذرا فاصلے پر رہنے والے پڑوسیوں کی نیک نیتی اور دعائیں تو بہت قابل ذکر ہیں۔ ماں باپ کی اہمیت وحیثیت، عزت واحترام قرآنی حکم کے مطابق بہت اہم اور اولاد کا دوسرا اہم فریضہ ہے اور دیگر ذمہ داریوں میں اول ترین شمار کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ ماں باپ کا احترام صلہ رحمی اور دعاؤں کی بہتر قبولیت کا مرکز ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ(لقمان)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو جسے اُس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اُس کو دودھ پلاتی ہے) اور (آخرکار) دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے (نیز) تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

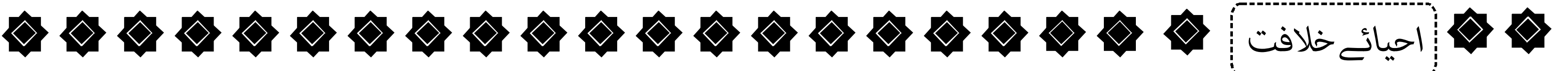
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا(بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہونا ضروری ہے جیسے کہ دیگر اعمال میں قبولیت کیلئے اخلاص نیت شرط ہے اسی طرح ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ احسان کرنے میں بھی اخلاص نیت شرط ہے جبکہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کیساتھ صلہ رحمی اور احسان نہ کرنا اور یا نیک تعلقات ختم کرنا کفار ومنافقین کی علامت ہے اور قرآن مجید میں ارشاد الٰہی نے ہم کو ہدایت کی ہے کہ مسلمان بھائیوں رشتہ داروں سے قطعہ تعلق سے گریز کریں کیونکہ یہ منافقین کی صفت قبیحہ ہیں، چنانچہ فرمایا:

الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (البقرہ)

ترجمہ: اور فاسق وہ لوگ ہیں جو اللہ کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز (یعنی رشتہ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو قطع کئے ڈالتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔



اللہ تعالیٰ نے اگر ماں باپ کی عزت واحترام کا حکم فرمایا ہے تو اس کے ساتھ ہی پڑوسیوں کا بھی وضاحت بیان فرمایا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کا حق بھی کچھ کم نہیں اور یہ بھی ماحول ومعاشرہ کا ایسا اہم حصہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

وعن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رجل يارسول الله ان فلانة تذكرمن كثرة صلاتها وصيامها وصدقتها غير انها تؤذی جيرانها بلسانها قال هی فی النار قال يارسول الله ان فلانة تذكر من قلة صيامها وصدقتها وصلاتها وانها تصدق بالاثوار من الاقط ولا تؤذی بلسانها جيرانها قال هی فی الجنة

(رواه احمد وبيهقی فی شعب الايمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز، روزہ اور صدقہ کی کثرت کا لوگوں میں تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے، یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں تذکرہ رہتا ہے کہ نماز، روزے، صدقہ کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ میں دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف نہیں دیتی یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔

چونکہ ہر انسان کو اپنے گھر والوں کے بعد سب سے زیادہ اور تقریباً روزانہ اپنے پڑوسیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور پڑوسیوں کے احوال واخلاق مختلف ہوتے ہیں، ان کے بچے گھر آتے رہتے ہیں، بچوں کے درمیان لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، ان چیزوں سے بعض اوقات ناگواری ہوتی ہے اور یہ ناگواری بڑھتے بڑھتے بغض، کینہ اور قطع تعلق تک نوبت پہنچتی ہے، خصوصاً جب پڑوسیوں میں سے کوئی تند وتیز مزاج کا مالک ہو تو مسئلہ بڑھ کر غیبتوں، تہمتوں تک پہنچتی ہے اور اسی طرح لڑائی، جھگڑوں کا سامان فراہم ہو جاتا ہے اور کئی مرتبہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اس ابتدائی بداخلاقی کا نتیجہ بہت سے خاندانوں کے اجاڑ پھونکنے پر منتج ہو چکا ہے اگرچہ یہ لاپرواہی ابتداء میں بہت معمولی نظر آتی ہے اور اکثر لوگ اسے نظر انداز کر دیتے ہیں، تو اس بداخلاقی، لڑائی جھگڑوں میں ملوث افراد سے وہ بہتر ہے جو عبادات میں تو کم ہوں لیکن پڑوسیوں سے اچھے تعلقات کا مظاہرہ کرتا ہو اور پڑوسی اس سے خوش وراضی ہو۔ حقوق اللہ کے بعد اور ماں باپ کی شرعی اطاعت کے بعد پڑوسیوں کا حق ہے جیسا کہ آپ ﷺ سے ایک روایت ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

عن جابر بن عبدالله قال جاء رجل من العوالی ورسول الله ﷺ وجبريل يصليان حيث يصلی الجنائز فلما انصرف قال الرجل يا رسول الله ﷺ من هذا الرجل الذی رأيت معك قال وقد رأيته قال نعم قال لقد رأيت خيرا كثيرا هذا جبريل مازال يو صينی بالجار حتىٰ رأيت انه سيورثه ۔(بحواله تفسير ابن كثير واحكام القران للجصاص)

ترجمہ: جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آس پاس کے علاقے سے آیا تھا اور رسول اللہ ﷺ اور جبرائیل امینؑ نماز پڑھ رہے تھے جیسے کہ نماز جنازہ ہو، جب فارغ ہوئے تو اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون تھا؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے وہ شخص دیکھا؟ اس نے کہا کہ ہاں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تو نے بہت خیر دیکھا، وہ جبرائیلؑ تھا جو کہ ہمیشہ مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے ساتھ میراث میں شریک کیا جائے گا۔ ایک دوسری روایت بھی نقل کی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہتری کا دارومدار پڑوسیوں سے اچھے تعلقات میں پوشیدہ ہے، جو پڑوسیوں کا خیر خواہ ہو اور پڑوس میں اچھے اخلاق وکردار کی علامت ہو۔

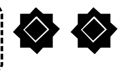
عن عبدالله بن عمرو بن العاصؓ عن الرسول الله ﷺ قال خير الاصحاب عندالله خير لصاحبه وخير الجيران عندالله خيرهم لجاره (تفسير ابن كثير)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص بہتر ہے جو اپنے ساتھی کیلئے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے ہاں بہتر ہو۔

پڑوسیوں کا لحاظ وخیال نہ رکھنا یا پڑوسیوں کی آپس میں ایک دوسرے سے بُرا برتاؤ کرنا نشانات وعلامات قیامت میں سے ہے اور حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ قیامت ایسے لوگوں پر قائم ہوگی جو مخلوق میں سب سے بدترین اور شریر لوگ ہوں تو پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ نہ کرنے والے بھی اس شامل ہیں۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من اشراط الساعة سوء الجار وقطيعة الارحام وتعطيل الجهاد (احكام القران للجصاص)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بُرا پڑوس، رشتہ داروں سے قطع تعلق اور جہاد کو معطل کرنا علامات قیامت میں سے ہیں۔ تو تمام مسلمانوں سے یہ توقع ہے کہ ماں باپ کا خیال رکھیں اور رشتہ داروں، پڑوسیوں سے اچھے اخلاق سے پیش آئے کیونکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ ہماری ذمہ داری ہے، اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان تصور کرتے ہیں تو ہمارے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو ایسی شرمندگی وخطرات سے بچائے رکھیں جو کہ ماں باپ، رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے اچھے تعلقات نہ رکھنے کے باعث ہمیں لاحق ہو سکتی ہیں ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین



اداریہ

اسلام دشمنوں کے غلیظ پروپیگنڈے اور مجاہدین کا موقف

فرمان الٰہی کے مطابق تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پھر بھائی چارے اور اخوت کے رشتے اس وقت زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں جب سب مسلمان بھائی کسی اہم اور مشترکہ مقاصد کی تکمیل کیلئے باہمی تعاون اور ایک جسم و جان ہونے پر متفق ہوں، اگرچہ مجاہدین کا طریقہ کار اور ترتیب الگ الگ ہے لیکن اگر حالات کا بغور جائزہ لیا جائے تو مجاہدین کے درمیان باہمی روابط بہتری کی طرف بڑھ رہے ہیں اس کے باوجود اسلام دشمن قوتیں وقتاً فوقتاً مجاہدین کے خلاف مختلف اور غلیظ پروپیگنڈے کر رہے ہیں کہ یہ آپس میں متحد نہیں یا یہ کہ مجاہدین تعلیم کے خلاف ہیں اور تعلیمی مراکز کو بموں سے اڑا کر تعلیم عام کرنے کا راستہ روکتے ہیں، یا یہ کہ سرکاری امداف تک رسائی ان کیلئے مشکل ہو چکی ہے اب عوام کو نشانہ بنا رہے ہیں اور وہ بھی مساجد میں۔ ان تمام پروپیگنڈوں سے عوام کو یہ تأثر دینا مقصود ہوتا ہے کہ مجاہدین کے کہنے پر نہ جائے کیونکہ جب یہ آپس میں متحد نہیں تو کیا خاک لوگوں کی خیر خواہی کر سکیں گے اور جب تعلیم کے خلاف ہیں تو ہمارے نوجوانوں کو جدید تعلیم دلوانے کے بجائے سابقہ جہالت کے اندھیروں میں پھنسے رہنے اور ترقی کے بجائے پسماندگی کی طرف دھکیل دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ سکولوں یا تعلیمی مراکز کی محض تباہی کی بات مجاہدین پر الزام ہے البتہ وہ سکولز یا تعلیمی مراکز جس میں سیکولر تعلیم دی جاتی ہو یا جہاں اسلام اور مجاہدین کے خلاف جوانوں کو تربیت دی جا رہی ہو ایسے تعلیمی مراکز یا سکولز کو مسمار کرنا امر دینی ہے ورنہ مجاہدین تعلیم کے خلاف ہرگز نہیں کیونکہ مجاہدین کی صفوں میں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اشخاص موجود ہیں۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ ایف سی، آرمی جنگوں کے دوران ان سکولوں کو مجاہدین کے خلاف فوجی ٹرانزٹ کیمپوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں جو کسی پاکستانی سے پوشیدہ نہیں، سوات میں مولانا صوفی محمد صاحب کے پہلے انقلاب سے لیکر اب تک یہ سلسلہ جاری ہے یعنی پاکستانی فوج نے ہمیشہ جنگی مواقع پر تعلیمی مراکز کو مورچوں کے طور پر استعمال کیا ہے مگر افسوس کہ میڈیا سمیت نام نہاد تعلیم کے علمبرداروں اور بچوں کے والدین نے اس کے خلاف آواز تک نہیں اٹھائی کہ ہمارے بچوں کا مستقبل خراب ہو رہا ہے جب کسی تعلیمی مرکز کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہو تو اس کی حیثیت اب تعلیمی مرکز کی نہیں بلکہ اس کی حیثیت جنگی مورچوں جیسی ہوگی اور جنگی مورچوں کی تباہی سابقہ جنگی روایات میں سے ہیں۔

اسی طرح مساجد کی تباہی کا الزام بھی دوسرے پروپیگنڈوں کی طرح محض ایک پروپیگنڈا ہی ہے جس سے مجاہدین کے خلاف نفرت پھیلانا ہی مقصود ہے عموماً ایسی کارروائیاں پاکستانی خفیہ ادارں یا دیگر کفری قوتیں یہودی لابی بلیک واٹر کی کارستانی ہوتی ہے اور پھر مجاہدین کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے پاکستانی حکمرانوں اور فوج نے مساجد کی حرمت و تقدس کو پامال کیا کیونکہ ان کے نزدیک مسجد کی کوئی حیثیت نہیں لال مسجد سمیت فاٹا میں آپریشنوں کے دوران سینکڑوں مساجد پر بمباری اس بات کی منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مساجد مقدس مقامات میں سے ہیں اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ مسجد کے تقدس کا خیال رکھے بشرطیکہ اس مسجد کی بنیاد مسلمانوں نے اس نیت پر رکھا ہو کہ یہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر اور مسلمانوں کی عبادت کیلئے مخصوص ہو۔

اسی طرح مجاہدین کی طرف سے عوام کو ہرگز نشانہ نہیں بنایا جاتا کیونکہ ہمارے اسلامی عقیدے کے مطابق ہر مسلمان چاہے کسی بھی قوم و ملک سے اس کا تعلق ہو خون بہانا حرام اور اس کا قصداً ارتکاب گناہ کبیرہ ہے بلکہ نام نہاد امن کمیٹی والوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے فوج، ملیشہ، اور سرکاری افسران کی حفاظت کی خاطر مجاہدین سے مقابلہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے جس کے نتیجے میں بہت سے مجاہدین شہید ہوئے اور باقی کو ملک سے جلاوطنی پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ سال ۲۰۰۹ء سے حکومت نے مجاہدین کی کاری ضرب سے خود کو بچانے کیلئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر کے امن کمیٹی کے نام پر عوام کو اس جنگ کی بھٹی میں جھونک کر لوگوں کی زندگی اجیرن کر دی اور کچھ مخصوص عوام طبقہ کو ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں دھکیل دیا گیا ہے اب نام نہاد امن کمیٹی والوں نے چند ٹکوں اور طمع بے جا کی خاطر فوج، پولیس اور سرکاری اہلکاروں کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے جن سے نمٹنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ گواہ ہے اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ اسی علاقے میں مجاہدین اور عوام اکھٹے زندگی گزار رہے تھے اور کبھی کسی شخص کو شکایت کرنے کا موقع تک نہیں ملا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین نے عوام کو ہر قسم تحفظ فراہم کرنے میں ایسا کلیدی کردار ادا کیا ہے جو حکومت وقت فراہم کرنے میں ناکام ہے اسی وجہ سے ان مرتدین نے عوام اور مجاہدین کو شب و روز اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ وزنی توپوں کے گولے کس کے سر یا کس کے گھر پر گرتے ہیں بے تحاشا بمباری اور گولہ باری سے نشانہ بنایا ، چاروں طرف بچوں، عورتوں، جوانوں اور مال مویشیوں کی لاشیں پڑی قیامت صغریٰ کے مناظر پیش کر رہی تھیں، نقل مکانی کرنے والوں کو نیم طالبان کا نام دے کر شہید کر دیا گیا یا زدوکوب کر کے گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں جو کہ گذشتہ کئی سالوں سے بے یار و مددگار جیلوں میں پڑے ہیں، مگر حقوق انسانی کے برائے نام اداروں اور اقوام متحدہ نے اس ظلم و بربریت کے خلاف ایک حرف تک زبان پر نہیں لایا۔

محترم شہید بیت اللہ محسود رحمہ اللہ کے بھائی حاجی عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ مجلّہ احیائے خلافت کا خصوصی انٹرویو

سب مسلمان بھائیوں کو اس بات کا علم ہے کہ قائد المجاہدین محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ نوراللہ مرقدہ کسی تعارف کا محتاج نہیں بلکہ میدان جہاد کا ایک جانا پہچانا شہسوار رہے ہیں وہ ایک بہادر انسان اور پختہ ایمان کے مالک تھے اس کے دلیرانہ کارنامے مثالی اور جاویدانہ ہیں ہم نے موصوف کے بڑے بھائی سے انٹرویو کیا ہے جو کہ قارئین حضرات کی خدمت میں پیش ہے۔(ادارہ)

(۱) مجلّہ احیائے خلافت: محترم حاجی صاحب! سب سے پہلے مجلّہ احیائے خلافت کے قارئین کیلئے اپنا تعارف کروائیں؟

حاجی صاحب: احیائے خلافت کے قارئین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میرا نام دادا ہے اور قائد المجاہدین بیت اللہ محسود شہید کا حقیقی بھائی ہوں جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ میرا تعلق جنوبی وزیرستان سے ہے، صوم وصلوۃ کا پابند ایک مذہبی اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوا جبکہ فی الحال جماعت الاحرار کی طرف سے قائم کردہ شعبہ احتسابی کمیسیون میں کام کرتا ہوں۔

(۲) مجلّہ احیائے خلافت: ویسے تو آپ کا تعلق ایک جہادی خاندان سے ہے لیکن یہ بتائے کہ کن وجوہات کی بناء پر آپ پاکستان کے خلاف جہاد میں حصہ لے رہے ہیں؟

حاجی صاحب: چونکہ میرا تعلق ایک جہادی خاندان سے تھا اس لئے جہاد سے فطرتاً محبت اور لگاؤ نے میرے اندر ایک انقلاب پیدا کیا اور پاکستان میں جہاد کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نام پر بنا تھا اور اسلام نام کی کوئی چیز بھی اس ملک میں نافذ نہیں ہوئی حالانکہ یہ مسلمانوں کی دیرینہ خواہش تھی اور اس خواہش کی تکمیل کو گمراہ حکمرانوں کے موجودگی میں ابھی تک کوئی عملی جامہ نہیں پہنایا گیا اسلئے پاکستان میں رائج نظام کے خلاف جہاد ناگزیر ہوا میں نے بھی اس جذبہ کے تحت اس جہاد میں شرکت کرنا ضروری سمجھا۔

(۳) مجلّہ احیائے خلافت: امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ کی جہادی زندگی کے متعلق ہمیں بتائیں؟

حاجی صاحب: شہید بیت اللہ محسودؒ بچپن سے ہی جہاد کا شوق رکھتے تھے وہ شمالی وزیرستان کے نظامیہ مدرسے میں تاکنون اٹھویں درجے میں طالب علم تھے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضور ﷺ کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا اور ہر مرتبہ حکم فرمایا کہ جہاد شروع کرو، تو حضور ﷺ کے حکم پر دل کو اطمینان ہوا اور مزید اپنے اساتذہ سے بھی مشورہ کیا تو بعد آزاں باقاعدہ جہاد شروع کیا۔ اس وجہ سے جہادی میدان میں بیت اللہ محسودؒ کا نام صفحہ اول پر ہے۔

(۴) مجلّہ احیائے خلافت: آپ اپنی تعلیمی اور جہادی زندگی کے بارے میں کچھ بتائیں؟

حاجی صاحب: دینی تعلیم قرآن مجید اور کچھ فقہ کی کتابیں اور کتاب گلستان فارسی تک پڑھی ہے اور سکول تعلیم میٹرک تک کی ہے، جہادی زندگی کا سبب پاکستانی حکمرانوں اور خصوصاً فوج کے مظالم جو کہ میں نے قریب سے دیکھے ہیں کیونکہ میں نے بھی فوج میں ملازمت کی ہے فوج میں ملازمت کے دوران میں بہت ہی تشویش کا شکار تھا کیونکہ جس دینی جذبہ کے تحت پاکستان کی حفاظت کی خاطر فوج میں ملازمت اختیار کر رکھی تھی وہ عنقا پرندے کی مانند محض ایک سوچ ثابت ہوئی۔

(۵) مجلّہ احیائے خلافت: آپ نے کہا کہ میں پاکستان آرمی میں بھی ملازمت کر چکا ہوں تو برائے کرم پاکستانی فوج کی اندرونی کارگردگی پر روشنی ڈالئے کہ وہ کس حد تک اسلامی فوج ہے یا نہیں؟

حاجی صاحب: پاکستان آرمی درحقیقت نہ تو اسلام اور مسلمانوں کی محافظ فوج ہے اور نہ سرزمین پاکستان کی محافظین ہیں بلکہ یہ محض ایک خواب ہے کیونکہ آپ نے اگر دیکھا نہیں تو ضرور سنا ہوگا کہ افواج پاکستان میں اندرونی قواعد وضوابط انگریزوں کے نافذ کردہ قواعد وضوابط ہیں جیسا کہ ابتداء ہی سے اس فوج کی بنیاد رکھی گئی تھی وہی قوانین جوں کے توں باقی ہیں، روزانہ فوجی جوانوں کو اس بات کی تعلیم دی جاتی ہے کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور اس قلعہ کی حفاظت فرض عین ہے جو پاکستان کی سرحدات کی حفاظت کرتے ہوئے مرجائے تو وہ شہید ہے اور مجاہدین کو پاکستان دشمن قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ فوج ایسے مسلمان لوگوں سے امریکہ کے کہنے پر لڑتی ہے جو کہ پاکستان کے نظریات کے اصل محافظ ہیں، فوج میں کچھ نوجوان ایسے بھی ہیں جو اسلام کے شیدائی ہوتے ہیں لیکن جس کے بارے میں بالا افسران کو علم ہوجائے تو ان کو فوراً کسی بہانے سے قتل کردیتے ہیں یا باہر نکال پھینک دیتے ہیں ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سروس کے دوران ایک دفعہ وانا وزیرستان میں کمانڈر نیک محمد کی پاکستانی فوج کے ساتھ دوبدو لڑائی ہورہی تھی تو اسی دوران ایک فوجی جوان کی سیاہ چن سے وانا پوسٹنگ ہوئی تو وہ جوان وانا جانے سے انکار کررہے تھے اور زاروقطار رُو کر یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی ہے میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔

(۶) مجلّہ احیائے خلافت: کیا فوج میں ملازمت سے آپ نے استعفیٰ دیا یا آپ کی سروس پوری ہوکر ریٹائرمنٹ ہوئی؟

حاجی صاحب: یہ ایک عجیب تصادف ہی ہے کہ جب میں نے فوج میں ملازمت سے دستبرداری کا پختہ عزم کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری مدت ملازمت پوری ہوچکی تھی بس میں نے یہ غنیمت سمجھا اور سروس پوری کر کے ریٹائرمنٹ ہوئی استعفیٰ نہیں دیا کیونکہ گویا استعفیٰ کا ارادہ اور ریٹائرمنٹ کا عمل یکسان طور پر وقوع پذیر ہوئے۔

(۷) مجلّہ احیائے خلافت: چونکہ محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ آپ کے حقیقی بھائی اور تحریک طالبان پاکستان کا عمومی امیر تھا جس کے ذیل میں سینکڑوں حلقے تھے اور ہر ایک حلقے کا ایک امیر ہوتا تھا تو ان امیروں میں سے محترم بیت اللہ محسودؒ کس حلقے کے امیر سے زیادہ مطمئن تھے؟

حاجی صاحب: چونکہ میں محترم بیت اللہ محسود شہید کا حقیقی بھائی ہوں اور وہ زیادہ تر مجھے حالات سے باخبر رکھتے تھے، اس لئے میں وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ تحریک طالبان پاکستان میں سارے حلقوں کے امراء سے بہت پیار و محبت کرتے تھے اور مطمئن بھی تھے، البتہ ان سب امیروں میں سب سے کم عمر محترم امیر عمر خالد خراسانی مہمندی سے بہت پیار کرتے تھے اور دوسروں کے بنسبت کچھ زیادہ مطمئن نظر آرہے تھے اور بسا اوقات دوسروں کے سامنے اس کی بہترین کارکردگی کا تذکرہ بھی کرتے تھے۔

(۸) مجلّہ احیائے خلافت: محترم حاجی صاحب! بیت اللہ محسودؒ کی شہادت کے بعد آپ کا تعلق کس سے رہا اور کیا آپ ان سے مطمئن تھے جن سے آپ کا تعلق تھا ؟

حاجی صاحب: بیت اللہ محسودؒ کی شہادت کے بعد میں شہید حکیم اللہ محسودؒ امیر تحریک طالبان پاکستان اور حلقہ جنوبی وزیرستان کے امیر ولی الرحمٰن مولوی صاحب دونوں سے مطمئن اور تعلق تھا لیکن جب یہ دونوں حضرات شہید ہوئے اور مولانا فضل اللہ صاحب امیر تحریک بنے تو جیسا کہ سب کو علم ہے کہ مجاہدین کے اندر بے اتفاقی کی وبا پھوٹ پڑی اور تحریک اندرونی طور پر بدنظمی کا شکار ہوئی تو میں نے کافی سوچ بچار کے بعد جماعت الاحرار کا انتخاب کیا کیونکہ موجودہ مجاہدین میں سب سے زیادہ منظم تنظیم جماعت الاحرار ہی ہے۔

(۹) مجلّہ احیائے خلافت: پاکستان کے خلاف جہاد میں آپ کس سے زیادہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ امیر محترم بیت اللہ محسودؒ کے مشن کو پورا کرے گا؟

حاجی صاحب: پاکستان کے خلاف جہاد میں سب مجاہدین جو کہ تحریک طالبان پاکستان کا حصہ تھے اور بیت اللہ محسود کی چھتری کے نیچے تھے، ان شاء اللہ محسود کے مشن کو پورا کرنے کی توقع رکھتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ کسی بھی مشن کو کامیاب کرانے کیلئے بہترین نظم اور اصول کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر کسی جماعت میں طاقت و قوت مجتمع ہو نہیں سکتی جب تک ان خصوصیات کا علمبردار نہ ہوں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی اس کا ذکر کیا کہ اس بارے میں محترم عمر خالد خراسانی صاحب کی کاوشیں قابل قدر ہیں جنہوں نے انتھک محنت کر کے ایک ایسی جماعت کو وجود میں لانے میں کامیاب ہوئے جو کہ ہر لحاظ سے منظم ہے اگر میں تفصیل بیان کروں تو بحث بہت طویل ہوجائے گی کیونکہ محترم موصوف اس بارے میں بہت دوربینی خصوصیات کا مالک ہے۔

(۱۰) مجلّہ احیائے خلافت: شہید حکیم اللہ محسودؒ کی شہادت کے بعد تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار کے نام سے ایک جہادی تنظیم وجود میں آئی آپ نے اس میں کیوں شمولیت اختیار کی اور آپ دوسرے جہادی تنظیموں کے بنسبت اس تنظیم کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

حاجی صاحب: یہ تو میں پہلے بھی کسی حد تک واضح کر چکا ہوں لیکن حکیم اللہ محسودؒ کی شہادت کے بعد اور آپریشن ضرب عضب سے پہلے امیر محترم عمر خالد خراسانی صاحب سے چند مرتبہ ملاقاتیں ہوئیں ان ملاقاتوں کے نتیجے میں میں امیر محترم عمر خالد صاحب کے آئندہ لائحہ عمل سے مطمئن ہوا جب تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار کے نام سے ایک جہادی تنظیم وجود میں آئی تو میں نے بھی پہلے سے طے شدہ ارادے کے تحت اس میں شمولیت اختیار کی، دوسری جہادی تنظیموں کی بنسبت یہ تنظیم ہر لحاظ سے بہتر ہے کیونکہ اس میں وہ تمام اصول جو کسی اسلامی اور جہادی تنظیم کیلئے لازمی ہے اور جو کہ سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہیں رائج اور نافذ ہیں حالانکہ یہ اصول وضوابط دوسری تنظیموں میں موجود ہی نہیں اگر شاذ ونادر کسی نے دعویٰ کیا ہو بھی تو وہ محض برائے نام ہیں عملی طور پر کہیں بھی اس کا نفاذ ہم نے نہیں دیکھا ہے ۔

(۱۱) مجلّہ احیائے خلافت: ہمارے معلومات کے مطابق بہت سی جہادی تنظیموں نے آپ کو شمولیت کی دعوت دی مگر آپ نے کسی بھی تنظیم میں شمولیت کی دعوت قبول نہیں کی اور صرف جماعت الاحرار کی دعوت پر لبیک کہا اس کی کیا وجہ ہے؟

حاجی صاحب: ہاں یہ صحیح ہے مگر جب تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار وجود میں آئی تو جیسا کہ میں بار بار اس کی وضاحت کر چکا ہوں کہ یہ ایک منظم جماعت ہے اس لئے میں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ امیر محترم عمر خالد خراسانی صاحب بیت اللہ محسود کے قبیلہ اور خاندان والوں کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خیال بھی رکھتے ہیں، اس پر محسود قبیلہ جماعت الاحرار کیلئے اور خاصکر عمر خالد خراسانی صاحب کے لئے دعا گو ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو ہر مصیبت اور نظر بد سے بچائے رکھے، آمین۔

(۱۲) مجلّہ احیائے خلافت: تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار میں شمولیت کے

> پاکستان آرمی درحقیقت نہ تو اسلام اور مسلمانوں کی محافظ فوج ہے اور نہ سرزمین پاکستان کی محافظین ہیں بلکہ یہ محض ایک خواب ہے کیونکہ آپ نے اگر دیکھا نہیں تو ضرور سنا ہوگا کہ افواج پاکستان میں اندرونی قواعد وضوابط انگریزوں کی نافذ کردہ قواعد وضوابط ہیں جیسا کہ ابتداء ہی سے اس فوج کی بنیاد رکھی گئی تھی وہی قوانین جوں کے توں باقی ہیں، روزانہ فوجی جوانوں کو اس بات کی تعلیم دی جاتی ہے کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور اس قلعہ کی حفاظت فرض عین ہے جو پاکستان کی سرحدات کی حفاظت کرتے ہوئے مرجائے تو وہ شہید ہے

بعد آپ کو کوئی ذمہ داری دی گئی ہے؟ اگر دے دی گئی تو وہ کیا ذمہ داری ہے؟

حاجی صاحب: تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار میں شمولیت کے بعد احتسابی کمیسیون میں ایک رکن کی حیثیت سے خدمت سرانجام دیتا رہا، پھر علی احمد مولوی صاحبؒ جو کہ ادارہ ھذٰا کا مسئول تھا کے شہادت کے بعد مجھے احتسابی کمیسیون کا مسؤل بنا دیا گیا۔

(۱۳) مجلّہ احیائے خلافت: آپ نے احتسابی کمیسیون اور اس کی مسؤلیت کا ذکر کیا تو برائے کرم یہ بتائے کہ احتسابی کمیسیون کا مطلب کیا ہے اور کیا اس میں دوسرے ارکان بھی ہیں؟

حاجی صاحب: احتسابی کمیسیون جماعت الاحرار میں لائحہ کے مطابق ایک بڑا شعبہ ہے، اس شعبہ کا کام یہ ہے کہ تنظیم کیلئے وضع شدہ قوانین، اصول جماعت کے ہر فرد پر لاگو کرنا، اصول وظوابط کی خلاف ورزی پر مؤاخذہ کرنا وغیرہ، اس کے علاوہ مجاہدین کے اندرونی مسائل و اختلافات خدانخواستہ اگر پیش آجائے تو احتسابی کمیسیون فوراً نوٹس لیتی ہے اور ہر قسم بے ظابطہ گی وغیرہ کے متعلق شرعی فیصلہ قاضی امور حرب سے دلواتی ہے سردست احتسابی کمیسیون میں چار ارکان ہیں جن کا تعلق سوات، وزیرستان، مہمند اور باجوڑ ایجنسیوں سے ہے جو کہ اپنی خدمات خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ احتسابی کمیسیون کے ساتھ ایک امور حرب کا ایک قاضی بھی ہوتا ہے جو کہ حسب ضرورت شریعت کے مطابق فیصلے کر دیتا ہے ۔

جب تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار وجود میں آئی تو جیسا کہ میں بار بار اس کی وضاحت کر چکا ہوں کہ یہ ایک منظّم جماعت ہے اس لئے میں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ امیر محترم عمر خالد خراسانی صاحب بیت اللہ محسود کے قبیلہ اور خاندان والوں کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خیال بھی رکھتے ہیں، اس پر محسود قبیلہ جماعت الاحرار کیلئے اور خاصکر عمر خالد خراسانی صاحب کے لئے دعاگو ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو ہر مصیبت اور نظر بد سے بچائے رکھے۔

(۱۴) مجلّہ احیائے خلافت: آپ نے بتایا کہ احتسابی کمیسیون مجاہدین کے اندرونی مسائل کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں حل کرنے کا ذمہ دار ادارہ ہے مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجاہدین دوسروں کو شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں لیکن خود شریعت پر عمل نہیں کرتے کیا یہ صحیح ہے؟

حاجی صاحب: احتسابی کمیسیون کے قیام سے ظاہر ہے کہ یہ مجاہدین کے اندرونی مسائل کو شریعت مطہرہ کے مطابق حل کرنے کا ذمہ دار ادارہ ہے، یہ محض کفار کا غلیظ پروپیگنڈا ہی ہے کہ مجاہدین دوسروں کو شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے، سب سے پہلے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پہلے خود عمل کرنا ہوگا اور بعد میں دوسروں کو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۵) مجلّہ احیائے خلافت: احتسابی کمیسیون جب کوئی فیصلہ کرتا ہے تو کیا وہ فیصلہ عملی طور پر نافذ بھی کیا جاتا ہے؟ اور کسی فیصلہ کی تنفیذ میں کوئی مشکلات یا رکاوٹ بھی سامنے آتی ہے؟

حاجی صاحب: احتسابی کمیسیون جو فیصلہ کرتی ہے وہ فیصلہ عملی طور پر نافذ بھی کر دیتی ہے اور جب کوئی مشکل درپیش ہو تب بھی یہ کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ ادارہ کے پاس جو اختیارات ہیں وہ اختیارات بروئے کار لاکر مشکلات کو رفع کیا جاتا ہے۔

(۱۶) مجلّہ احیائے خلافت: فیصلے کے نتیجے میں اگر کوئی سزاوار ٹھہرے یا کسی مجرم کو قید میں رکھنا ہو تو کیا قید کے دوران قیدی کو وہ حقوق دئے جاتے ہیں جو اس کا حق ہے؟

حاجی صاحب: فیصلے کے نتیجے میں اگر کوئی سزاوار ٹھہرے تو قیدی کو قید کے دوران سب وہ حقوق دئے جاتے ہیں جو اس کا حق ہوتا ہے اور حتی الامکان کوئی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ بلکہ میں یہ بھی بتا تا چلوں کہ ہر شخص کو اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ وہ احتسابی کمیسیون کی کارکردگی کو تنظیم کیلئے وضع شدہ اصول کے تحت شریعت کی رُو سے چیلنج کرے۔

(۱۷) مجلّہ احیائے خلافت: اگر کسی ملزم سے تحقیق وتفتیش کی جاتی ہو یا جو بیان قلمبند کیا جاتا ہے کیا وہ بیان جبراً لیا جاتا ہے یا وہ ملزم اپنی مرضی سے بیان قلمبند کراتا ہے؟

حاجی صاحب: کسی ملزم سے تحقیق وتفتیش کے دوران جو بیان قلمبند کیا جاتا ہے چونکہ وہ قاضی امور حرب کی نگرانی میں ہوتا ہے اس لئے ہرگز جبر کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ملزم اپنی مرضی سے بیان قلمبند کراتا ہے۔

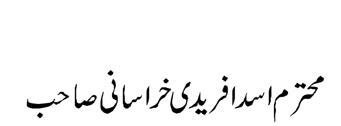
(۱۸) مجلّہ احیائے خلافت: تمام امت مسلمہ کے نام عموماً اور مجاہدین پاکستان کے نام خصوصاً آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

حاجی صاحب: بیت اللہ محسود شہید کے بڑے بھائی اور جماعت الاحرار کے ایک رکن کی حیثیت سے تمام امت مسلمہ کے نام مسنون سلام کے بعد میرا پیغام یہ ہے کہ میرے غیور مسلمان بھائیو چونکہ جہاد وقتال فی سبیل اللہ سے ہمارا مقصود اعلاء کلمۃ اللہ ہے جو اعلیٰ مقاصد میں سے ہے اور ہم اس مقصد میں تب کامیاب ہو سکتے ہیں جب ہمارے درمیان اتحاد ویکجہتی کا وجود ہو اس کے بغیر مقصود تک پہنچنا ناممکن ہے تمام مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانی مجاہدین کے نام میرا پیغام ہے کہ کفار مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں تو آخر ہم کیوں متحد نہیں یہ بہت بڑے نقصان کی بات ہے تمام مجاہدین کو یکجا اور ایک صف میں متحد رہنے اور جہاد پر مکمل توجہ دینے کا پیغام دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب مجاہدین کا حامی وناصر ہو۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

صوبہ بلوچستان یا دشمنان اسلام کا قبرستان



محترم اسد افریدی خراسانی صاحب

ویسے تو پاکستان بھر میں مختلف جہادی تنظیمیں پاکستانی حکمرانوں اور فوج کے خلاف مصروف جہاد ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ تمام جہادی تنظیمیں پاکستان کے خلاف جہاد کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہیں اور کوئی بھی جہادی تنظیم کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں اور تمام مجاہدین یہی چاہتے ہیں کہ ہر صورت میں جیسے بھی ہو موجودہ پاکستانی حکمران اور اس میں رائج نظام کو ہٹا کر ہی اس ملک میں ایک صحیح اسلامی قانون رائج کرنا ممکن ہو سکتا ہے تو بے جا نہیں کیونکہ گذشتہ ادوار کے بشمول موجودہ دور میں بھی پاکستانی برسر اقتدار حکمرانوں نے پاکستان کو امریکی کالونی میں تبدیل کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں اسلامی نظام قانون کا نفاذ ناممکن ہے تو یہی وجوہات ہیں کہ موجودہ حکمران تندوتیز حملوں کا شکار ہیں اور ہر آئے دن یہی حملے اخبارات کی شہ سرخیوں کی زینت بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

> اس واقعہ کے تناظر میں پاکستانی میڈیا نے ایک تفصیلی رپورٹ جاری کی کہ رواں سال ۲۰۱۶ء میں صرف دس ماہ کے دوران بلوچستان میں تین سو پچیس افراد جس میں اعلیٰ فوجی افسران بھی شامل ہیں مختلف کارروائیوں میں مارے گئے ہیں یہ کارروائیاں زیادہ تر پولیس موبائل ٹیموں، تھانوں، ایف سی گشتی گروپوں پر یا پولیو ٹیموں پر ہوچکی ہیں جبکہ دوسری طرف مخصوص تین سو دس ٹارگٹ کلنگ حملوں میں دو سو دو اہلکاروں کو قتل اور باقیوں کو گہرے زخم برداشت کرنا پڑی ان زخمیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو زندگی بھر کیلئے معذور یا مفلوج الاعضاء ہوچکے ہیں۔

ہر چند کہ وزیر داخلہ چوہدری نثار اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف نے آپریشن ضرب عضب کی کامیابی کا ڈنڈورا بار بار پھیٹ کر بلند بانگ دعوے کیے کہ مجاہدین کی کمر توڑ دی گئی اب مجاہدین کے اندر اس بات کی طاقت نہیں رہی کہ کسی پاکستانی اہل کار کو نشانہ بنائے۔

مگر یہ کٹھ پتلی حکمران بہت جلد بھول جاتے ہیں کہ مبادا اگر مجاہدین کی طرف سے کوئی کارروائی وجود میں آئی تو پھر اپنے اس جھوٹ کو چھپانے کیلئے کیسے کیسے بہانے تراش خراش کر کے ڈھونڈنا ہونگے؟۔

اب جبکہ ایک بار پھر کوئٹہ میں پولیس ٹریننگ سنٹر پر حملہ ہوا جس میں نثار چوہدرے کے بقول زیر تربیت ایکسٹھ قیمتی جانوں سے ہاتھ دھونا اور دو سو سے زائد کو گہرے زخموں کے سبب ہسپتال میں داخل ہونا پڑا اس لئے موصوف کو اپنے سابقہ بیانات پر پردہ ڈالنے کیلئے جھوٹ کا سہارا لینے کے ساتھ ساتھ سیکیورٹی اداروں پر ملبہ ڈالنے کا عمل بہتر معلوم ہوا چنانچہ موصوف نے اس کارروائی کے تناظر میں میڈیا کو بیان جاری کیا کہ یہ سیکیورٹی اداروں کی ناکامی ہے کہ ایسے حساس مقامات کو محض چند دن کے حفاظتی اقدامات کے بعد پھر سے نظرانداز کر دیتے ہیں یا پھر کہیں مقامی حکومتوں کو مورد الزام ٹھہراتا ہے کہ بھئی مجاہدین اس لئے کامیاب ہوئے کہ حساس مقامات کی کچی، ٹوٹی اور چھوٹی حفاظتی دیواروں کو مرمت کر کے بلند نہیں کی گئی تھیں کا رونا روتا ہے، تو کبھی اس کارروائی کو سوفٹ ٹارگٹ کے بہانے میں لپیٹ دیتا ہے، اور کبھی تو پاکستانی غیور مسلمانوں کو نیشنل ایکشن پلان کو کامیاب کرانے کیلئے دعوت دیتا ہے اور کبھی کہتا ہے کہ ہم نے جہادی تنظیموں کو نہ بخشنے کا فیصلہ کیا ہے اور کبھی مجاہدین کو غیر ملکیوں کے ایجنٹ قرار دے کر اپنے جھوٹ اور ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتا ہے جبکہ دوسری طرف خوف و بوکھلاہٹ کا حال یہ ہے کہ کراچی میں بھی حساس اداروں اور سرکاری مقامات اہم تنصیبات، ایئربیس، نجی فلائینگ کلب، دیگر تربیتی مراکز وغیرہ کی حفاظت کو ازسرنو یقینی بنانے کیلئے نئے احکامات جاری کرنے پر زور دیا جا رہا ہے کہ مجاہدین نئے طرز کے حملوں کا انتظام کر سکتے ہیں اس لئے تمام انتظامات کا پھر سے جائزہ بھی لیا گیا اور سیکیورٹی میں غیر معمولی اضافے کا حکم بھی جاری کیا گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ بلوچستان کی بھی سن لیجئے کہ برخوردار بہت مزے سے کہتا ہے کہ ہم نے تو بلوچستان کو مجاہدین کے ہاتھوں بڑی تباہی سے بچالیا ہے۔

اس موقعہ پر نواز شریف نے صوبہ بلوچستان میں امن وامان کی صورت حال بہتر بنانے کیلئے تیس ارب منظور شدہ رقم کا ذکر بھی کیا کہ وہ رقم کہاں گئی اور اس رقم کے باوجود امن وامان کی صورت حال کو کیوں یقینی نہیں بنایا گیا حالانکہ کسی مسلمان کے ایمان وضمیر کو رقم کے بدلے ہرگز نہیں خریدا جاسکتا یہ نواز شریف کی بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ دوسروں کو خود پر قیاس کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ جیسا اس نے خود ڈالر کے بدلے ایمان کو فروخت کیا اسی طرح دیگر مسلمان بھی ایسے ہی

کالے دھندوں میں ملوث ہونگے مکینان بلوچستان غریب ضرور ہیں لیکن بے ایمان ہرگز نہیں۔

لیکن یہ یاد رکھنے کی بات ہے اور اس سے خوب عبرت بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستانی غیور مسلمان عوام کو بعد دیگر مزید دھوکے میں نہیں رکھا جاسکتا اور نہ ہی ایمان کو چند ٹکوں کے عوض فروخت کرنے کا مکروہ ارادہ کر سکتے ہیں کیونکہ ان مسلمانوں کے دلوں میں اس ملک کی آزادی کیلئے دی گئی قربانیوں کا خوب علم ہے کہ اس ملک میں کفر کے قبضے سے نجات کے بعد نظام مصطفیٰ چلے گا اب یہ قوم سمجھ چکی ہے کہ اس وقت پاکستان کو اسلامی ملک قرار دینا اتنا ہی نامنا سب ہے جیسا کہ گدھے کے سر پر سینگ اور یہ کہ یہ محض برائے نام آزادی ہے حقیقی آزادی سے محروم رہنا ان کو ناقابل قبول ہے اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی دشمن کے دانتوں کو کھٹے کرنے اور شکست دینے کیلئے گوریلا جنگ ہی مفید ثابت ہوسکتی ہے جبکہ گوریلا جنگ کی کامیابی کا دارومدار عوامی حمایت پر منحصر ہے اگر مجاہدین کو عوامی حمایت حاصل نہ ہوتی تو یقیناً آج یہ صورت حال کسی دوسری شکل میں نمودار ہوتی مگر ایسا نہیں بلکہ دوست اور دشمن سب نے اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مجاہدین نے دشمن کو اپنی محفوظ پناہ گاہوں کے اندر ڈھیر کر دیا جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ پاکستانی عوام کی دلی دھڑکن مجاہدین کے ساتھ ہے جس کی بدولت مجاہدین کو کارروائیوں میں کامیابیاں نصیب ہوئیں۔

عموماً پاکستانی حکمرانوں کی تباہی و بربادی کا آغاز تو آج سے سولہ سال پہلے یعنی اکیسویں صدی کی ابتداء ہی سے ہوئی ہے جیسا کہ چاروں صوبوں میں مختلف اور سینکڑوں ہزاروں انگنت چھوٹی بڑی کارروائیوں سے ظاہر ہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو ۲۰۱۶ء کا سال صوبہ بلوچستان کے غیور مسلمانوں کی کامیابی کا سال ہے کیونکہ ان گذشتہ دس مہینوں میں حیرت انگیز کارروائیاں سرانجام دی گئیں جو کسی بھی شیطانی قوتوں کو خوف میں مبتلاء کرنے کیلئے کافی ہیں۔

کوئٹہ میں اسی سال ماہ اگست میں وکیلوں پر یکا یک وقوع پذیر اور فرعونی ایوانوں کو ہلا دینے والے حملے کا ابھی بمشکل ڈھائی مہینے ہی گزر رہے تھے کہ ماہ اکتوبر میں ایک دوسرا بڑا واقعہ پیش آیا جو کہ پاکستانی حکمرانوں کے مکروہ چہروں پر ایک زور دار تھپڑ سے بھی زیادہ شدید ہیں جس میں مجاہدین نے پولیس ٹریننگ سنٹر کو نشانہ بنا کر ساٹھ سے زائد افراد کو قتل اور قریباً دوسو کو زخمی کر دیا۔

اس واقعہ کے تناظر میں پاکستانی میڈیا نے ایک تفصیلی رپورٹ جاری کی کہ رواں سال ۲۰۱۶ء میں صرف دس ماہ کے دوران بلوچستان میں تین سو پچیس افراد جس میں اعلیٰ فوجی افسران بھی شامل ہیں مختلف کارروائیوں میں مارے گئے ہیں یہ کارروائیاں زیادہ تر پولیس موبائل ٹیموں، تھانوں، ایف سی گشتی گروپوں پر یا پولیو ٹیموں پر ہو چکی ہیں جبکہ دوسری طرف مخصوص تین سو دس ٹارگٹ کلنگ حملوں میں دو سو دو اہلکاروں کو قتل اور باقیوں کو گہرے زخم برداشت کرنا پڑے ان زخمیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو زندگی بھر کیلئے معذور یا مفلوج الاعضاء ہو چکے ہیں۔

مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں سے تنگ آ کر حکومت بلوچستان نے مجاہدین کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والوں یا گرفتار کرانے والوں کیلئے بھاری رقوم دینے کا وعدہ کیا جس کی کل تعداد چالیس ملین سے زائد ہیں اس سے واقعات میں شدت کا یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجاہدین کو ناکام بنانے کیلئے کیا کچھ نہیں کیا جا تا حتیٰ کہ وہ رقم جو بڑی منتوں اور سماجتوں کے نتیجے میں امریکہ سے وصول کر کے محفوظ خزانوں میں رکھی گئی تھی نکال کر داؤ پر لگا دیا گیا۔

یہ اعداد و شمار گذشتہ دس ماہ کا وہ ریکارڈ ہے جو کہ صرف اور صرف بلوچستان میں مجاہدین کی طرف سے کارروائیوں کے نتیجے میں مرتب کیا گیا ہے ایک اندازے کے مطابق مجاہدین کے ہاتھوں سارے پاکستان میں ۲۰۰۳ء سے ۲۰۱۶ء تک ایکسٹھ ہزار سے زائد افراد کو جن کا تعلق سرکاری اہل کاروں سے تھا سب کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا اس اعداد و شمار میں وہ شہداء شامل نہیں جو پاکستانی فوج کی طرف سے جاری مختلف آپریشنوں، بمباریوں اور گولہ باریوں کی زد میں آکر شہید ہو چکے ہیں یا خفیہ جیل خانوں میں شہادتوں کے بعد سڑکوں پر پھینک دی گئے ہیں اور یہ اموات اُن تمام واقعات کے بھی علاوہ ہیں جو کہ دیگر مختلف وجوہات کی بنا پر چوروں، ڈاکوؤں، لٹیروں، ذاتی دشمنیوں وغیرہ کے بارے میں رپورٹ ہوئی ہیں۔

مستحب اور مندوب کام بھی کرنے چاہئیں

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمہ اللہ فرمارہے تھے کہ ایک مرتبہ اذان ہو رہی تھی ایک عالم صاحب نے بات چیت شروع کر دی، کسی نے کہا کہ حضرت اذان ہو رہی ہے ذرا بات چیت موقوف کرلیں، تو جواب میں عالم صاحب نے فرمایا کہ ہاں ہمیں سب پتہ ہے اذان کا جواب دینا کوئی فرض و واجب نہیں ہے ،گویا کہ جو چیز فرض و واجب نہیں وہ قابل اہتمام بھی نہیں، اس کی کوئی فضیلت ہی نہیں، ایسا علم بڑا خشکی والا علم ہے جو صرف ضابطے کے کام کرادے آگے محبت کے جو تقاضے ہیں اور عشق کے جو تقاضے ہیں، ان کی طرف دھیان نہیں۔

(روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، از تقی عثمانی صاحب)

ڈیورنڈ لائن اور کفری مقاصد

قاضی حماد صاحب

دنیا میں ہمیشہ معرکوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سب معرکے ایک جیسے نہیں ہوتے ، اگر ایک طرف دنیاوی اغراض ومقاصد کیلئے معرکوں میں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں تو دوسری طرف حق وباطل کے درمیان کشمکش جاری رہتی ہے اور مورخین ان معرکوں کو بڑی دلچسپی سے تاریخ کے حوالے کردیتے ہیں اور اسی طرح یہ تاریخی یادداشت تسلسل کے ساتھ نقل در نقل نسلوں میں باقی رہتی ہے اور آئندہ نسلیں بڑی دلچسپی سے اس تاریخ کا مطالعہ کرتی ہیں مگر حق وباطل کا معرکہ جتنا دلچسپ اور سنسنی خیز ہے شائد کوئی اور معرکہ دلچسپی میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا چاہیئے وہ کوئی بھی عجیب واقعہ کیوں نہ ہو۔

ان معرکوں میں حق کے مقابلے میں انسان تن تنہا نہیں بلکہ اس کی تقویت کیلئے شیطانی قوت بذات خود کارفرما ہوتی ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو اپنے بھائی ھابیل کے قتل کرنے پر شیطان نے اُکسایا اور اسی طرح حق وباطل کے درمیان جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوا، مگر عموماً یہ دیکھا گیا ہے اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ فتح وغلبہ ہمیشہ حق کو حاصل ہوا ہے اگرچہ حق کے علمبردار وسائل سے تہی دست کیوں نہ ہو۔

چونکہ ابلیس شیطان درازی عمر کی بناء پر مختلف تجربات سے مستفید ہے اور اس کو حضرت آدمؑ سے لیکر تادم تحریر ہر قسم کے واقعات سے واسطہ پڑا ہے اور حالات اُتار چڑھاو سے بخوبی واقف ہے وہ انہی تجربوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے کارندوں کے توسط سے الٰہی پیروکاروں کو کمزور کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً مختلف تدابیر سے آگاہی دیتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا کلام مجید گواہ ہے جیسا کہ فرماتے ہیں:

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ (الانعام)

ترجمہ: اور شیطان اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ اُن کے کہے پر چلے تو بیشک تم بھی مشرک ہوئے۔

لہٰذا شیطان نے سینکڑوں منصوبے اپنے کارندوں کو بتائے ہیں جن سے قرآن وسیرت کی کتابیں بھری پڑی ہے، ان شیطانی منصوبوں میں ایک بڑا منصوبہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو قومی، لسانی، وطنی اور نسلی اعتبار سے تقسیم کیا جائے کیونکہ مسلمانوں کی ظاہری تقسیم سے اندرونی قوت وطاقت کی تقسیم بھی خود بخود واقع ہوجائے گی اور اسی طرح مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے بیگانگی کا احساس پیدا ہوجائے گا اور اس احساس بیگانگی کا فائدہ یہ ہوگا کہ کسی دور دراز یا باونڈری لائن سے پار مسلمان باشندہ کو بھائی نہیں سمجھا جائے گا اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس ملک کے مسلمان اس ملک کے مسلمان کی مدد وحمایت کیلئے اپنے آپ کو پیش نہیں کرسکتا بلکہ یہ کہہ کر مسئلہ ٹال دیا جائے گا کہ یہ تو غیر ملکی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو الجزائر، صومالیہ فلسطین، افغانستان، پاکستان یا خطے کے دیگر ممالک میں مسلمانوں پر جو مظالم کئے جاتے ہیں ان کے دفاع کیلئے دوسرے مسلمان اٹھ کھڑے ہوجاتے لیکن ایسی کوئی صورتحال دیکھنے میں نہیں آئی، کفار کو مسلمانوں کے اتحاد واتفاق سے جو خوف ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور ہمیشہ ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر صورت میں مسلمانوں کو اتفاق سے دور رکھا جائے، چنانچہ گیسٹ سیمون نامی ایک عیسائی رہنما نے اپنی کتاب کیف ھدمت الخلافۃ یعنی خلافت کس طرح مٹادی گئی میں لکھا ہے کہ بیشک اتفاق واتحاد مسلمانوں کے تمام اہداف وضروریات کو پورا کرسکتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں کے اتفاق واتحاد کو توڑا جائے۔

اسی مکروہ منصوبے کے تناظر میں اس اسلامی ریاست کو ۵۶ حصوں میں تقسیم کیا گیا جو کسی زمانے میں ایک امیر کی رعیت میں تھی اب ان ملکوں میں داخلہ کیلئے امگریشن (سفری) قوانین پر عمل کرنا ہوگا اگر کسی نے یہ قوانین نظر انداز کئے تو وہ ان کے نزدیک قابل دست اندازی پولیس اور مجرم تصور ہوگا۔

اسی سیاہ اور مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے آج سے تقریباً ایک سو بیس سال پہلے یعنی ۱۸۹۳ء میں مارٹ میئر ڈیورنڈ نامی برطانوی باشندہ نے پٹھان قوم کو جہادی جذبہ، اسلام پسندی، دینی غیرت وحمیت، بہادری ودلیری، مہمان نوازی ونیک اخلاق کا بہترین نمونہ اور اتحاد ویک جہتی میں بے مثال دیکھ کر اندازہ لگایا کہ یہ صورتحال برطانوی استعمار کیلئے خطرے کی گھنٹی ہے تو انگریزوں نے باہمی مشاورت سے پختون قوم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

چنانچہ مورخین کے مطابق اس نے صرف دو مقامات پر لائن کھینچی ایک طورخم بارڈر پر جس کی لمبائی ۳۵ گز اور دوسری لائن سپین بولدک قندھار میں جس کی لمبائی پچیس گز تھی، بس یہی جملہ بارڈر لائن ہے جس کے توسط سے ایک پختون قوم کو دو حصوں میں

> ملا پیوندہ اور اپی فقیر صاحب اور ان کے زیر کمان مجاہدین سے انتقام لینے کیلئے ۱۹۳۶ء کو جنرل موسیٰ خان کی سرپرستی میں اس انتقامی مشن کو پورا کرنے کیلئے بطور کیپٹن مقرر کرکے بھیجا گیا، جنرل موسیٰ خان نے جنوبی اور شمالی وزیرستان میں مسلمان مجاہدین پر قیامت کھڑی کرکے بے دردی سے شہید کیا جس سے موسیٰ خان کا نام آج بھی انگریز کی کتابوں کی زینت ہے جبکہ جنرل موسیٰ خان کو پاکستانی فوج اپنا ہیرو مانتی ہے۔

تقسیم کیا گیا، مگر یہ تقسیم آر پار کے پختون قوم نے مسترد کردیا، اس ادھوری لکھیر کو مکمل کرنے کیلئے ۱۸۹۴ء سال کے آوائل میں جنرل بروس نامی برطانوی باشندہ جو اس وقت ہند کیلئے وزارت خارجہ کے قلمدان کا بھی مالک تھا آیا تو وزیرستان میں اسلامی جذبہ جہاد کے تحت قومی عمائدین نے ملا پیوندہ اور اپی فقیر صاحب (مرزا علی خان) کی سرکردگی میں جنرل بروس کو خبردار کیا کہ اس مذموم مقصد کیلئے ہرگز زحمت نہ کرے اور مسلمانوں کو دو ٹکڑے کرنے کا ارادہ ترک کرے ورنہ پھر تم اپنا حشر دیکھو گے کیونکہ آر پار کے مسلمانوں کو یہ منظور نہیں ہے تو جنرل بروس نے متکبرانہ جواب دیتے ہوئے کہا کہ پختون قوم کو تقسیم کرنے کا حق اختیار صرف برطانوی سامراج اور اس وقت کا بادشاہ امیر عبدالرحمٰن خان کے پاس ہے جبکہ کسی اور کو بولنے کا حق نہیں۔

اس گفت وشنید کے بعد ملا پیوندہ نے ایک لشکر تیار کر کے وانا کیمپ واقع جنوبی وزیرستان پر حملہ کیا اس حملے کے نتیجے میں انگریزوں کو اتنی سخت عبرتناک شکست ہوئی کہ اس کو گریٹ ڈیزاسٹر (The Great Disaster) یعنی سب سے بڑا المیہ کا نام دیا جبکہ پنجابی فوج نے موت کا گڑھ قرار دیا، بے شمار انگریزوں کو قتل وہلاک کیا گیا اور کئی سارے مجاہدین بھی شہید ہوئے۔

مسلمانوں کو کافی غنیمت ہاتھ لگی اور بارڈر لائن کا یہ منصوبہ ناکامی کا شکار ہوا، مگر اس منصوبہ کو ایک بار پھر کامیاب بنانے کیلئے اس فوج کو ذمہ داری دے دی گئی جو کہ آج کل پاکستان آرمی کے نام سے موجود ہے اور آج بھی اس برطانوی مفلوک رہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے یہ فوج مارٹ میٹر ڈیورنڈ کے کہنے پر عمل کرنے کیلئے تلی ہوئی ہے۔

جیسا کہ آج پاکستانی حکمران (Anti pashto) پشتون ضد ہے اسی طرح اس وقت کے انگریزوں نے اس فوج کو بھی (Anti pashto) کا خطاب دیا تھا جو کہ پاکستانی فوج نے بخوشی قبول کیا، ملا پیوندہ اور اپی فقیر صاحب اور ان کے زیرکمان مجاہدین سے انتقام لینے کیلئے ۱۹۳۶ء کو جنرل موسیٰ خان کی سرپرستی میں اس انتقامی مشن کو پورا کرنے کیلئے بطور کیپٹن مقرر کر کے بھیجا گیا، جنرل موسیٰ خان نے جنوبی اور شمالی وزیرستان میں مسلمان مجاہدین پر قیامت کھڑی کر کے بے دردی سے شہید کیا جس سے موسیٰ خان کا نام آج بھی انگریز کی کتابوں کی زینت ہے جبکہ جنرل موسیٰ خان کو پاکستانی فوج اپنا ہیرو مانتی ہے اور جنوبی وزیرستان کے کئی فوجی مورچے جنرل موسیٰ خان کے نام سے مشہور ہیں۔

اب جبکہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر امگر پاکستان کا نظریہ وہی رہا اور اس میں کبھی تبدیلی نہیں آئی، کیونکہ اس مرتبہ حکومت پاکستان نے بارڈر کراس کرنے والوں کے چیکنگ کیلئے گیٹ کی تعمیر اور ویزہ کی شرط لازمی قرار دی ہے اور جا کر اقوام متحدہ میں یہ شکایت بھی کی کہ ڈیورنڈ لائن کو تسلیم کرنے کیلئے با اثر ممالک اپنا کردار ادا کرے تا کہ اس سو سالہ پرانے عزم کی تجدید ہو جائے اور انگریزوں کا وہ فارمولا جو مسلمانوں کو دو ٹکڑے کرنے کیلئے تیار کیا گیا تھا کھل کر اپنا وہ سیاہ مقصد حاصل کر سکے اگر چہ وہ مسلمانوں کو نامنظور ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو نامنظور کرنے میں پختون قوم حق بجانب ہے کیونکہ قدرتی طور پر اس لائن کے آر پار جو لوگ آباد ہیں وہ سب ہم مذہب وہم زبان ہونے کے علاوہ باہمی رشتہ دار بھی ہیں اور روایت کے مطابق ہمیشہ ایک دوسرے کے غم وخوشی میں شریک ہوتے رہتے ہیں مگر بعض چشم کور اور مغربی افکار ونظریات کے حاملین تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ ۱۸۹۳ء سے پاک افغان ڈیورنڈ لائن عالمی سطح پر سرحد تسلیم کیا جا چکا ہے اور اس پر بی بی سی سمیت دیگر تمام انٹرنیشنل میڈیا نے بڑھا چڑھا کر تبصرے کئے لیکن پختون قوم باہمی تعاون سے اس کفری منصوبہ کو ہمیشہ کیلئے غیر موثر بنا سکتی ہے جیسا کہ اب تک انہوں نے غیر موثر بنانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اور مغرب کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ زمین مغرب کی ملکیت نہیں بلکہ یہاں کے رہنے والوں کی ملکیت ہے اور دشمنان اسلام کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔

نیکی وبرائی کا احساس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں اپنی نیکی اچھی لگنے لگے اور برائی بری محسوس ہو تو تم مومن ہو (رواہ احمد، مشکوۃ)

بہترین قول وعمل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین امور بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے (رواہ مسلم ومشکوۃ)

تکمیل ایمان کی شرط

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایمان کامل نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں تجھے اپنی جان سے بھی پیارا ہو جاوں (البخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ ہی کیلئے کسی دوسرے سے محبت کرے اور اللہ ہی کیلئے اس کے دشمنوں سے بغض رکھے اللہ ہی کیلئے خرچ کرے اور اللہ ہی کیلئے خرچ کو روکے تو اس کا ایمان مکمل ہے (رواہ ابوداود، مشکوۃ)

جان ومال کی حفاظت کا مدار

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں جب وہ یہ کام کرلیں گے تو میری طرف سے ان کا خون اور مال محفوظ ہوگا اور ان کے پوشیدہ نیتوں کا حساب اللہ کے پاس ہے (بخاری)

ایک حافظ قرآن کے دل کی آواز

اسامہ صغیر

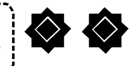
آج میں حیران ہوں، دل مضطرب و بے قرار ہے، طبیعت میں ہلچل ہے، میری سوچ تصادم کا شکار ہے، میری فکر الجھنوں میں مبتلاء ہے، کیونکہ میں سمجھ نہیں پا رہا کہ میں خوش ہو یا خوفزدہ اور یہ دونوں باتیں میں آپ حضرات کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں مگر میری گذارش ہے کہ میرے صدا کو محض شور نہ سمجھا جائے، میرے الفاظ کو محض تقریر کا نام نہ دیا جائے، میرے خیالات کو اس تقریب کا رسمی حصہ نہ کہا جائے زیادہ پرانی بات نہیں کہ مجھے میرے والدین نے ایک مدرسہ میں داخل کروایا تھا میں نے پوچھا ہوگا کیوں؟ تو مجھے یاد ہے کہ مجھے بتلایا گیا تھا کہ آپ حافظ قرآن بنیں گے اور آپ کی بدولت والدین کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک اعزازی تاج پہنائیں گے جس کی روشنی چودھویں کی چاند سے بھی زیادہ ہوگی ایک ایسی تقریب میں پہنایا جائے گا جس کی صدارت اللہ تعالیٰ خود کریں گے اور نظم وضبط فرشتوں کے حوالے ہوگا اور ایک دن ایسا آنے والا ہے جس کی ہولنا کی اور حساب و کتاب کے خوف سے لوگوں کے کلیجے منہ کو آرہے ہونگے، کسی رشتے کو رشتے کا اور دوست کو دوست کا خیال نہ ہوگا، ماں کو بیٹے اور بیٹے کو ماں کی پرواہ نہ ہوگی، ایسے نفسا نفسی کے عالم میں ایک گوشہ میں ایک جماعت ہوگی جوان تمام آفتوں سے محفوظ اور بے خبر ہوگی اور خدا سے اس پروانے کی منتظر ہوگی کہ اب تو اس قرآن کو پڑھتا جا اور اپنی منزل پہ چڑھتا جا، آپ بھی اس جماعت کا حصہ ہونگے مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آپ دس واجب النار لوگوں کیلئے سہارا بنیں گے میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سچ، میرے نبی ﷺ کے فرامین سچ اور میرے والدین کی بتائی ہوئی باتیں سو فیصد ٹھیک ہے، دعا ہے کہ اللہ یہ تمام فضیلتیں مجھے، میرے والدین اور تمام حاظرین کو عطاء فرمائیں۔

آج جب میں الم سے لیکر والناس تک تیس پاروں کو اپنے اندر سمو چکا ہوں تو اتنی بڑی خوشی اور اعزازات کے باوجود اپنے دل کے کسی گوشہ میں خوف بھی محسوس کر رہا ہوں خوف اس بات کا کہ جب میں اپنے ہم عمروں میں بیٹھونگا اور مجھے ان جیسی انگریزی بولنے نہیں آئیگی تو مجھے وقت ضائع کرنے کا طعنہ دیا جائیگا، خوف اس بات کا کہ جب میرے سکول کے امتحانات میں خلاف توقع نمبر آئینگے اور قہقہا لگا کہ حافظوں کا مذاق اڑایا جائے گا، خوف اس بات کا کہ کسی فنکشن میں میرے سر پر ٹوپی اور ٹخنوں سے اوپر شلوار دیکھ کر مجھے پینڈو کہہ کر میرے لباس پر پھبتیا گھسیٹ جائینگی، خوف اس بات کا کہ پوری دنیا میں لاکھوں چوروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں میں سے اگر کوئی داڑھی والا نکل آیا تو اس کا طعنہ بھی مجھے دیا جائے گا، اپنے دل کو ذرا اور ٹٹول لوں تو ایک گوشہ میں غم بھی ہے جو مسلسل بڑھ رہا ہے اور دیمک کی طرح میری خوشیوں کو کھوکھلا کیا جا رہا ہے، غم یہ ہے کہ آج سے میرا شمار ان لوگوں میں ہونے لگے گا جس کو پاکستان کا ہر بڑا چھوٹا ان پڑھ، جاہل، دقیانوس، قدامت پسند، رجعت پسند، شدت پسند، انتہاء پسند، تفرقہ بازیت سے بدبودار الفاظ بڑی آسانی سے کہہ ڈالتا ہے۔

دل چھوٹے سے لوتھڑے میں جہاں ایک گوشے میں خوف ہی خوف ہو اور دوسرے گوشے میں غم منڈلا رہا ہو وہاں خوشیوں کا بسیرا کیسے ہوگا، میں نے جب بھی خوش ہونا چاہا تو خوف اور غم نے میری مسکراہٹوں کا اجھاڑ کر پھینک دیا کیونکہ نام نہاد روشن خیال طبقہ جو رزق کی فراوانی یا پھر ذاتی دلچسپی کے باعث روزانہ الیکٹرانک میڈیا سے مستفید ہو کر اپنے علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کی معلومات پر یقین محکم بھی رکھتا ہے، ان کی نظر کرم میں میں صرف دہشتگرد ہی نہیں بلکہ تمام موجودہ ملکی مسائل اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ میں اور میرے ہمنوا ہیں اگر آپ حضرات کی اجازت ہو تو اور دل پر ہاتھ رکھ کر سن سکے تو میں یہاں تک بھی کہنے کی بھی جسارت کرونگا کہ داڑھی، مولوی اور حافظ قرآن کے بارے میں ہماری خیالات نے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں غیر مسلموں کو اس قدر موقع فراہم کیا کہ انہوں نے ایک نہتے بے قصور پر اس لئے ڈنڈے برسائے کیونکہ وہ دین دار ہے، رسیوں سے باندھ کر ننگے جسم کو سرعام گھسیٹا کہ اس کے چہرے پر سنت رسول ہے، جسم پر تیل چھڑک کر خاکستر ٹکڑوں کو ڈنڈوں کی نوک سے آسمان کی طرف اچھالتے رہے کہ اس پر دین اسلام کی تبلیغ کا بھی الزام ہے، جلی ہوئی لاش کو ٹھڈے مارے کیونکہ وہ حافظ قرآن ہے۔

میں آپ حضرات کے سامنے رسمی تقریر نہیں بلکہ اپنے مہمان خصوصی کی خدمت میں اپنے اضطراب پیش کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مجھے سمجھائیے کہ کیا واقعی ہم دقیانوس ہیں؟ کیا ہم بنیاد پرست ہیں؟ کیا شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا قدامت پسندی ہے؟ کیا سر پر ٹوپی رکھنا اسلامی لباس کا حصہ نہیں؟ اگر کسی مجرم کی داڑھی ہو تو اس کے طعنے کا حقدار بھی میں ہوں؟ کیا دینی تعلیم کے بعد نام نہاد روشن خیالوں کو چھٹی حس کے ذریعے ہماری جسم میں کوئی ردوبدل نظر آتا ہے؟ اگر میں سنت کے مطابق لباس پہنوں تو کیا انگریزی لباس میں ملبوس میری نبی کی لباس کی توہین وتذلیل کر سکتے ہیں؟ اگر میں انگریزی کی چار لفظ نہ بول سکوں تو کیا آلہ اخلاق میرے مسلمان بھائیوں کو اجازت دیتے ہے کہ قرآن کو مورد الزام ٹھہرائے؟ کیا قرآن کی دولت کسی دولت سے کم ہے؟

☆☆☆☆☆☆



ترکی ناکام بغاوت اور پس پردہ محرکات

مولانا احرار دیوبندی

ترکی میں فتح اللہ گولن یا اس کے اشارے پر ایک ناکام بغاوت نے سر اُٹھایا اگر چہ موجودہ ترکی حکومت اسلام سے ہرگز ہم آہنگ نہیں لیکن پھر بھی اگر غور کیا جائے تو یہ ناکام بغاوت پہلے ہی سے متوقع تھی کیونکہ ترکیہ وہ واحد ملک تھا جس میں اکیسویں صدی تک اسلامی خلافت قائم تھی اور ترکی مسلمان قوم اسلامی خلافت کے پُر وقار ماحول کی برکات سے ابھی باخبر تھی جبکہ پڑوس میں واقع تمام ممالک جو کبھی اسلامی حکمرانوں کے زیر آثر تھے یکسر ختم ہو کر مغرب کے دست نگر کی زندہ تصویر بن چکے تھے اب ان ممالک میں اسلامی قوانین کے بجائے جمہوریت اور لادینیت نے اپنے پاؤں جما رکھے تھے اور بہت سے مغربی شیطانی قوتوں کیلئے یہ صورت حال باعث تسکین تھی جبکہ دوسری طرف ترکیہ میں خلافت عثمانیہ کفر کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھی۔

جس طرح کہ دیگر اسلامی ممالک میں مغربی نظریات و افکار کے حامل شخصیات نے مغرب کے مفاد میں ذمہ دارانہ کردار ادا کر کے کامیابی کے بعد انگریزوں کی طرف سے مختلف القابات وخطابات سے نوازے گئے تو ترکیہ میں بھی ایسا ہی ماحول پیدا کرنے کیلئے انسانوں کی صورت میں آہستہ آہستہ خلافت عثمانیہ کو اندر سے کھوکھلا کرنے کیلئے پودے لگوانا شروع کر دی گئے اور خلافت کو باہر سے گرانے کے بجائے ترکیہ میں ایسے افراد کی تیاری شروع کر دی گئی جو کہ خلافت عثمانیہ کے اس تن آور درخت کو گھن کی طرح کھانے لگے ان میں سے سب سے پہلے وہ اشخاص جو ترکی خلافت عثمانیہ کے زوال کیلئے کلیدی کردار ادا کرنے میں سرفہرست ہیں ایک نام گرامی نامق کمال کا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کیلئے گمراہی کی ابتداء معتدل اسلام سے شروع کی گئی تاکہ ابتدائی طور پر یہ مقصود ناکامی کا شکار نہ ہو چنانچہ ترکی کی افق پر نامق کمال ۱۸۴۰ء میں نمودار ہوا ایک خوشحال گھرانے سے تعلق تھا اس کے بارے میں زیادہ تر مورخین حضرات لکھتے ہیں کہ نامق کمال حب الوطنی اور آزاد خیالی کے باوجود ایک سچا اور پُر جوش مسلمان تھا بحوالہ ایمرجنسی آف ماڈرن ترکی، مصنف برنارڈ لوئیس۔

(Emergence of modern turke Bernard lewis)

اس بات کو ذکر کرنے سے ہمارے اس دعوی کی تائید ہوتی ہے کہ گمراہی کی ابتداء معتدل اسلام سے کی گئی۔

کسی بھی مقصود کو حاصل کرنے کیلئے کتاب رسالہ اخبار وغیرہ بہت ہی مفید وسائل ہیں چنانچہ نامق کمال کو بھی اسی وسائل کے توسط سے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ترکی کی مشہور ومعروف وطن پرست شخصیت ابراہیم شناسی سن پیدائش ۱۸۲۶ء کا جاری کردہ مجلّہ ''تصویر افکار'' کا باقاعدہ کالم نویس مقرر ہوا جب ابراہیم شناسی ملک سے فرار ہو کر فرانس میں پناہ گزین ہوا تو نامق کمال بھی ابراہیم شناسی کی نقش قدم پر چلنے کے باعث عثمانی سلطنت کا مقہور ہوا تو اس نے بھی تین سال جلاوطنی کا عرصہ لندن پیرس اور ویانا میں گزارے واپسی کے بعد ایک مشہور قسطوار ''ڈرامہ وطن'' میں ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتا رہا جس کی پاداش میں اس کو دوبارہ وطن چھوڑنا پڑا یہ خلیفہ سلطان عبد العزیز کا زمانہ تھا۔ آخر کار جلاوطنی ہی میں نامق کمال ۱۸۸۸ء میں مرگیا لیکن اس کی فکری اور نظریاتی دعوت نے ترکی میں اپنے پنجے گاڑ رکھی تھی اور جدید تمدن کے نام سے کسی حد تک نوجوان نسل کی فکری لغزش نے انگڑائی لینا شروع کر رکھی تھی۔

> یہ تمام تر کوششیں صرف اسی مقصود کیلئے ہے کہ ترکی میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا جائے جس سے وہ خدشہ دور ہو جس کا ابھی ذکر ہوا مگر دوسری خونی انقلابوں سے مختلف ایسا انقلاب جو مسلح جد جہد کے بجائے علمی ترقی کے نام پر لوگوں کے فکروں اور سوچوں تک میں انقلاب آجائے۔ مسلح جد جہد کے بنسبت انسانی افکار میں تبدیلیوں کے ذریعے فکری انقلاب کہیں زیادہ کامیاب اور دیرپا ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ کسی بھی نظام کو کامیابی سے چلانے کیلئے ایسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو ہر حال میں اس کے اولین ترجیحات میں ہو اور اسی نظام کو دوسری نظاموں پر فوقیت دینے کا مدعی بھی ہو۔

دوسرا ضیاء گوک الپ تھا ضیاء گوک الپ کی جائے پیدائش دیار بکر اور سن ولادت ۱۸۷۵ء ہے جبکہ سکول میں ایسے ہیڈ ماسٹر کا شاگرد تھا جو مورخین کے نزدیک وہ ملحدانہ سوچ کا مالک تھا اور جس سے ضیاء گوک الپ بہت متاثر تھا ابتدائی تعلیمی مراحل سے گزرنے کے بعد انجمن اتحاد وترقی نامی ایک خفیہ تنظیم سے روابط استوار کر کے باقاعدہ اس تنظیم کا رکن مقرر ہوا یہ تنظیم ملحدانہ نظریات کا حامل اور یہودی تنظیم دی فری میسن سے وابستہ تھی۔

۱۹۰۹ء میں جب ترکی خلیفہ سلطان عبد الحمید کی معزولی ہوئی تو ضیاء گوک الپ کو آزادی سے کام کرنے کا موقعہ ملا اور بالآخر ایک ترک قوم پرست لیڈر کی حیثیت سے شہرت پانے لگا ۱۹۱۵ء میں عوامی مقبولیت میں ترقی کیلئے استنبول یونیورسٹی میں بغیر کسی سند علوم عمرانیات کا استاد مقرر کیا گیا کیونکہ یہ مصطفیٰ کمال کا پرجوش حامی تھا۔

ضیاء گوک الپ نے اپنی ساری زندگی ترکی عوام کا عقیدہ قوم پرستی پر پختہ کرنے میں گزارا جو اسلامی نظریہ سے سراسر مخالف، گمراہی کیلئے ایک سنگ میل،

اوراسلامی عقیدہ کوکمزورکرنے کاسب سے بڑاعامل ہے۔

قوم پرستی اورمغربی تہذیب کو اختیار کرنے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ مغربی تہذیب دراصل قدیم ترکوں یعنی مسلمانوں کی تہذیب ہے چنانچہ وہ اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے۔

(تاریخ میں قدیم زمانوں سے پہلے ایک طورانی دورکا وجود ملتا ہے اس لئے کہ وسط ایشیا کے قدیم باشندے ہمارے اجداد تھے اس عرصہ کے بعد مسلمان ترکوں نے اس تہذیب کوترقی دی اوراس کو یورپ تک پہنچایا پھرمغربی ومشرقی سلطنت رومہ کے خاتمہ کے بعد ترکوں نے یورپ کی تاریخ میں انقلاب پیدا کیا اوراسی بنیاد پرہم مغربی تہذیب کا جزو ہیں اور ہمارااس میں حصہ ہے

(بحوالہ مسلم ممالک میں اسلامیت اورمغربیت کی کشمکش مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)اب غورکی بات ہے کہ ضیاء گوک الپ نے مسلمانوں کوایک مغربی سانچے میں ڈالنے کیلئے کیا پاپڑ بیلے اورحقیقت کے برعکس ایک باطل نظام کوتقویت دینے کیلئے زمین وآسمان کے قلابے ملا رہے ہیں جسے کوئی بھی سلیم العقل انسان تسلیم کرنے کو تیار نہیں چنانچہ وہ مزید لکھتا ہے۔جب واقعہ یہ ہے کہ مذہب صرف ان مقدس اداروں عقائد اور مراسم کے مجموعے کا نام ہےتو وہ ادارے جو مذہبی تقدس نہیں رکھتے مثلاً سائنسی افکار ،صنعتی آلات واوزار ،جمالیاتی معیار ایک علیحدہ نظام کی تشکیل کرتے ہیں جو مذہب کے دائرہ سے خارج ہیں ایجابی علوم جیسے ریاضیات ،طبعیات علم الحیات ،نفسیات ،عمرانیات ،صنعتی طریقے اورفنون لطیفہ کا مذاہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا چنانچہ کسی بھی تہذیب کا کسی بھی مذہب سے انتساب درست نہیں نہ مسیحی تہذیب کا وجود ہے نہ اسلامی تہذیب بلکہ ٹھیک جس طرح سے مغربی تہذیب کومسیحی تہذیب کہنا صحیح نہیں اسی طرح مشرقی تہذیب کواسلامی تہذیب کہنا بھی درست نہیں (حوالا بالا)

اسلامی تہذیب کومغربی تہذیب میں تبدیل کرنے یا دونوں کوآپس میں خلط ملط کرنے کیلئے ضیاء گوک الپ ایک مجرب نسخہ بتاتا ہے کہ جس کی بدولت اپنانے والوں نے اپنے آپ کوطاقتورقوموں کی صف میں کھڑا کردینے کا قابل بنادیا چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

جب اہل مغرب نے اپنے آپ کوقرون وسطیٰ کے اثرات سے آزاد کیا اُس وقت روس کے آرتھوڈکس عیسائی اپنے آپ کوآرتھوڈکس چرچ کا غلام سمجھتے تھے چنانچہ روسی قوم کو بیزنطینی تہذیب سے آزاد کرنے میں اورمغربی تہذیب سے آشنا کرنے میں پطرس اعظم کوسخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ،یہ جاننے کیلئے کہ کسی ملک کونمونہ مغرب بنانے اور اس کو یورپ کے رنگ میں رنگنے کیلئے کیا وسائل واسباب اختیار کئے جاسکتے ہیں تاریخ اصلاحات پطرس کا مطالعہ کرنا چاہئے اُس زمانے میں لوگوں کا خیال تھا کہ روس ترقی نہیں کرسکتا (کیونکہ وہ مغربی تہذیب کے حاملین نہ تھے)لیکن اس انقلاب کے بعد انہوں نے بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کے مراحل طے کئے یہ تاریخی حقیقت اس بات کے ثبوت کیلئے بالکل کافی ہے کہ مغربی تہذیب ہی ترقی کی واحد شاہراہ ہے ہم کوان دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہوگا یا تو مغربی تہذیب کو اختیار کریں یا پھر مغربی طاقتوں کا غلام رہنا پسند کریں (حوالہ بالا)

اس تقریر سے موصوف کا مقصود واضح ہے کہ جب تک عموماً مسلمان قوم اور بالخصوص ترکی قوم مغربی تہذیب کو نہ اپنائے اُس وقت تک یہ قوم ترقی کے بجائے تنزل کی طرف گامزن ہونگی کیونکہ ضیا گوک الپ کے بقول ترقی کیلئے واحد معیار اسلام کے بجائے مغربی تہذیب ہی ہے۔

جب ۱۹۲۴ء میں عثمانی خلافت کا خاتمہ ہوا تو ترکی کیلئے نیا اساسی دستور بنانے کی غرض سے جو کمیٹی تشکیل دی کی گئی موصوف بھی اس کمیٹی کا رکن مقرر ہوا مگر افسوس کہ زیادہ تر لوگ اس کردار کے باوجود ضیاء گوک الپ کومسلمان تصور کرتے ہیں۔

یہ دونوں وہ اشخاص تھے جن کومغرب کی جانب سے خوب اشیرباد حاصل تھی جبکہ دونوں نے خلافت عثمانی کی عمارت گرانے کا کارنامہ تاریخ میں اپنے نام کردیا ۔آخر کار ضیاء گوک الپ نے ۱۹۲۴ء میں اپنا بوریا بستر گول کرکے اس دنیائے فانی سے کوچ کرگیا یہ وہی سال تھا کہ جس میں مصطفیٰ کمال نے خلافت عثمانی کوکفن میں لپیٹ کر اس کے تابوت پر آخری کیل ٹھونک چکا تھا عجب یہ ہے کہ گوک الپ نے آخری ایام زندگی میں مصطفیٰ کمال کو کچھ نصیحتیں اور وصیتیں لکھ کر دئے ان میں سے اول یہ کہ میری مشن کو جاری رکھا جائے جس میں کتابوں کی تصنیف بھی شامل تھی دوم یہ کہ میرے خاندان کا بھرپور خیال رکھا جائے۔

جب مصطفیٰ کمال اپنے فکری قائدومربی کے کفن دفن سے فارغ ہوئے تو ضیاء گوک الپ کی مشن کوعملی طور پر تطبیق میں مغرب سے تعلقات استوار کرنے میں ایسے شرائط تسلیم کرنے پر امادہ ہوئے کہ جس سے کفری ممالک مطمئن ہوکر بین الاقوامی مقررہ اصول کے تحت ترکیہ کوایک ترقی پذیر ممالک کی صف میں کھڑا کردینے کا قابل ملک قرار دیا۔مصطفیٰ کمال کی کارکردگی پر بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ موصوف اس معرکہ حق وباطل میں بہت بڑی شہرت کا مالک ہے اور جسے مشرف جیسے لوگ اپنا آئیڈیل سمجھتے ہیں۔

جس طرح کہ میں نے پہلے بھی اس بات کا ذکر کیا کہ کفری وشیطانی قوتوں نے ترکیہ کوکبھی نظرانداز نہیں کیا بلکہ اپنا تمام تر توجہ اس پر مرکوز کئے ہوئے ہیں تاکہ اسلامی سلطنت کا وہ پرانا خواب پھرکبھی نئے سرے سے ترکی مسلمان نوجوانوں کے دماغوں میں انگڑائی لینا شروع نہ کردے اس لئے اس شیطانیت ولادینیت کی نگرانی ہمیشہ جاری رہتی ہے۔

اسی تسلسل کو جاری رکھنے کیلئے کفری وشیطانی قوتوں نے ترکیہ میں ایک معتدل اسلام ،دیگر مذاہب کوقابل برداشت ،بنانے کی خاطر فتح اللہ گولن کو ذمہ داری دی۔

فتح اللہ گولن کوابتداء میں ایک مذہبی رہنما ،اسلامی مبلغ ،مسلمانوں کا حامی سمجھا

جا تا تھا کیونکہ وہ اسلام کا نعرہ بلند کرتے ہوئے کہتے تھے کہ عالمی طاقتوں نے اسلام اور مسلمانوں کو آسان ہدف سمجھ کر ان کے خلاف جنگ کو ناگزیر قرار دے رکھا ہے جبکہ یہ طاقتیں جہاد کو بغاوت اور بغض کو محبت سمجھنے لگے ہیں۔

موصوف کے یہ اقوال بظاہر کتنے سنہرے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۶۰ء میں پیدا ہونے والے فتح اللہ کو مذموم مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے وہی طریقہ مناسب گردانا گیا جو اس سے پہلے نامق کمال اور ضیاء گوک الپ کیلئے تجویز کیا گیا تھا کہ یہ ایسے موزون افراد کا کام ہے یا ایسے لوگوں کو یہ ذمہ داری دینی چاہئے جو کہ بظاہر نہ صرف یہ کہ مسلمان ہو بلکہ ایک مبلغ کی حیثیت سے لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے میں بھی ایک کامیاب تجربہ رکھتا ہو جس طرح کہ پہلے ذکر ہوا کہ کسی بھی مقصد میں کامیابی کا دار مدار علمی میدان میں جس سے روشن خیالی اعتدال پسندی انسانیت میں قابل برداشت تاثر کو فروغ دینے میں زیادہ سے زیادہ کوششوں پر منحصر ہے اسی طرح فتح اللہ گولن نے بھی اس معرکہ میں میدان مارلیا اور دنیا کے تقریباً اکثر ممالک میں تعلیمی اداروں کو فعال کرنے پر قادر ہوا جن کی کل تعداد سترہ سو سے زائد ہیں چنانچہ فتح اللہ خود ایک انٹرویو میں یہ تسلیم کرتا ہے کہ میری تحریک سب سے زیادہ اہمیت تعلیم کو دیتی ہے۔ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ واقعی فتح اللہ ترکی عوام کو مغربی علمی میدان سے شکست دینا چاہتے تھے اگر چہ یہ بات بہت سے لوگوں کے نزدیک ناقابل تسلیم ہوگی۔

فتح اللہ گولن کے بزعم باطل واحد اور عمدہ مقصود کے حصول کیلئے

موجودہ ترکی حکومت کو اپنی تحویل میں لانا چاہتا تھا اور وہ عمدہ مقصود یہ ہے کہ موجودہ ترکی سربراہان ترکی عوام کی اسلام سے والہانہ محبت اور دینی جذبات کو دبانے میں ناکام ہیں جس سے مستقبل قریب میں ایک بار پھر وہی خلافت جو کہ مصطفیٰ کمال کے ہاتھوں نابودی کا شکار ہو چکی تھی زندہ ہو کر ایک طاقتور شکل میں نمودار نہ ہونے پائے یہ تمام تر کوششیں صرف اسی مقصود کیلئے ہیں کہ ترکی میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا جائے جس سے وہ خدشہ دور ہو جس کا ابھی ذکر ہوا مگر دوسرے خونی انقلابوں سے مختلف ایسا انقلاب جو مسلح جدجہد کے بجائے علمی ترقی کے نام پر لوگوں کی فکروں اور سوچوں تک میں انقلاب آجائے ورنہ پھر اس بغاوت کی کیا ضرورت تھی جس میں ہزاروں افراد کو جیل کے سیاہ دروازوں کے پیچھے قید ہونا پڑا اور کافی تعداد میں لوگ ملک سے فرار ہوئے۔

مسلح جدجہد کی بنسبت انسانی افکار میں تبدیلیوں کے ذریعے (بزعم کفار) فکری انقلاب کہیں زیادہ کامیاب اور دیرپا ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ کسی بھی نظام کو کامیابی سے چلانے کیلئے ایسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو ہر حال میں اس کے اولین ترجیحات میں ہو اور اسی نظام کو دوسرے نظاموں پر فوقیت دینے کا مدعی بھی ہو۔

شاید آپ حیران ہونگے کہ اگر واقعی فتح اللہ گولن کا ہاتھ ترکی ناکام بغاوت میں ہے تو اس میں مغربی کفری ممالک کا کیا قصور ہے مگر یہ حیرانگی والی بات نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس جنگ میں امریکہ کا ہاتھ ہے اور اس امکان کو قطعاً رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ گولن کی آرزو امریکی موقف کے عین مطابق ہے کہ مسلمانوں میں رواداری کا عنصر پیدا ہونا چاہئے جو معتدل اور میانہ رَو اسلام میں پوشیدہ ہے جبکہ فتح اللہ کا بھی یہی عقیدہ ہے چنانچہ فتح اللہ گولن نے ایک امریکی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ہمارا بنیادی اختلاف سیاست نہیں بلکہ اقدار ہیں، اور جب مذہبی آزادی سلب کرلی جائے تو پھر ایمان اندھیروں میں پروان چھڑتا ہے۔

اقدار سے مراد دور حاضر میں جدید روایات و اقدار جس کی بدولت اہل مغرب ترقی کے دعوے کرتے ہیں اور مذہبی آزادی سلب سے مقصود یہ ہے کہ کسی بھی فرد پر ایک معین مذہب اور عقید پر کاربند رہنا ضروری نہیں بلکہ جو چاہے کرلے البتہ اندھیروں میں پروان چڑھنا ناقابل فہم ہے کیونکہ ایمان وہ ہوتا ہے جو اندھیروں کو اُجالوں میں تبدیل کرتا اور اندھیروں کو قدم جمانے نہیں دیتا ہے۔

موجودہ کفری طاقتیں بھی مسلمانوں کو یہی دعوت دے رہی ہیں کہ سابقہ قیودات سے آزاد اسلام کو اپنا معمول بنایا جائے اور گولن بھی یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو برداشت کرنے کا مادہ اپنے اندر پیدا کرے چنانچہ وہ اسی انٹرویو میں مزید بتاتا ہے کہ اسلام میں دہشت گردی (جہاد) کی کوئی گنجائش نہیں اور مسلمانوں کے بشمول کوئی بھی قوم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک وہ مکالمہ بین المذاہب کا قائل نہ ہو۔

فتح اللہ گولن اسلام کی دعویداری کے باوجود کسی ایسے ملک میں جو اسلامی ناموں سے منسوب ہیں جلاوطنی کی زندگی اختیار کرنے کے بجائے امریکہ (پنسلوانیا) میں قیام پذیر ہے جو اس امر کی واضح نشاندہی کرتی ہے کہ لامحالہ کسی خونخوار درندے کی طرح تاک میں بیٹھے مسلمانوں کی بوٹیاں کھانے کیلئے منہ کھولا ہوا ہے۔

اے اللہ ہمارے عقیدہ اور ایمان کی حفاظت فرما (آمین)

بظاہر طاقتور اور کمزور کے درمیاں مقابلہ

خبردار بتاؤ اُس شخص کو جو طاقتور ہے اور مجھ پر ظلم کرتا ہے اور اپنے رب سے میرے بارے میں نہیں ڈرتا، کہ میں نے اُس کو دفع کرنے کیلئے رات کی اندھیروں میں ایسے تیر (اللہ تعالیٰ سے دعا) تیار کر رکھے ہیں کہ عنقریب اُس کو نیست و نابود کرے گا۔

(بحوالہ حصن حصین)

اپریشن ضرب عضب کا پس منظر

بلال مومند

عرصہ دراز سے امریکہ کی خواہش تھی کہ پاکستان طالبان کے خلاف بھر پور کارروائی کرے اور کارروائی بھی ایسی کہ افغان طالبان سے چھٹکارا ہو، تاکہ افغانستان میں کرزئی کی کٹھ پتلی حکومت مستحکم اور افغان سرزمین پر اسلام کا نام لینے والوں کا نام و نشان باقی نہ رہے امریکی حکومت کسی حد تک پاکستان سے مطمئن بھی تھی کیونکہ امارت اسلامی کو افغانستان میں سقوط سے دوچار کرنے میں پاکستان کا کردار بہت ہی اہم اور ناقابل فراموش تھا اسی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکہ نے پاکستان کو مشروط امداد دینے کا وعدہ کیا اور کئی مرتبہ ان وعدوں پر عمل بھی کیا گیا مگر امریکہ کا اصل مقصد شمالی اور جنوبی وزیرستان میں طالبان کے خلاف اپریشن کرانا تھا جو افغان طالبان اور بیرون ملک سے آئے ہوئے مجاہدین کا گڑھ شمار کیا جاتا ہے جبکہ پاکستان امریکہ سے وصول شدہ امداد اُن طالبان کے خلاف بروئے کار لانا چاہتا تھا جو کہ سر دست صرف پاکستان کیلئے خطرے کی گھنٹی تھی اسی وجہ سے پاکستان نے پہلی فرصت میں پاکستانی طالبان کے خلاف مختلف ناموں سے مرحلہ وار آپریشنز شروع کیے سوات باجوڑ سے لے کر مہمند، اورکزئی، خیبر، کرم ایجنسیوں میں طالبان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی اور حقیقت سے زیادہ کامیابیوں کا دعویٰ بھی کیا گیا، رہی بات شمالی اور جنوبی وزیرستان کی چونکہ پاکستان کو ایک طرف شمالی وزیرستان میں طالبان کی افرادی قوت کی کثرت سے اور دوسری طرف ذاتی مفادات کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا اس لئے اس آپریشن میں لیت ولعل سے کام لیتا رہا۔

بالآخر جب تمام افغانستان خصوصاً کابل میں حقانی نیٹ ورک کی طرف سے افغان حکومت اور نیٹو افواج پر بڑی اور بھاری کارروایاں ہوئیں تو اس وقت کے عمومی کمانڈر نے کہا کہ اب وقت ہے کہ ہم خود پاکستان میں زمینی کارروائی کر کے طالبان کا راستہ روک دیں اگر چہ پاکستان کی ہوائی حریم تو امریکہ کی جانب سے شب و روز پائمال ہوتی رہی مگر زمینی جنگ کے نتیجے میں اس لئے ناگواری تھی کہ پاکستان شمالی وزیرستان میں بعض گروہوں کی موجودیت میں وہ سربستہ رازوں اور خودغرضانہ مقاصد امریکہ کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اور امریکی زمینی کارروائی سے اس بات کا خدشہ تھا کہ پاکستان نے مجاہدین کے اندرونی اور باہمی تعلقات میں ذاتی مفادات کی خاطر جو رخنے ڈال رکھے ہیں وہ سرعام رسوا ہو جائیں گے اگر چہ بظاہر امریکہ طالبان کے خلاف بلاتفریق آپریشن کرنے کا خواہشمند تھا چاہے وہ اچھے طالبان ہوں یا بُرے۔

پاکستان سے بھی یہی مطالبہ تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ امریکہ صرف افغان طالبان کے خلاف آپریشن چاہتا تھا۔ بالآخر پاکستان نے امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے اور اس مشترکہ مقاصد آپریشن کو کامیاب بنانے کیلئے فوجی ساز وسامان کے علاوہ نقد رقم دینے کا فیصلہ بھی طے ہوا کیونکہ اس نام پر امداد دینے کیلئے امریکہ پہلے ہی سے امادہ تھا لہٰذا کسی پس و پیش کے بغیر امریکہ کی جانب سے ساز وسامان اور نقد رقم کی منظوری کو یقینی بنائی گئی اور اس طرح جون ۲۰۱۴ء کو آپریشن ضرب عضب دونوں ممالک کے اتفاق رائے سے شروع ہوا لیکن دونوں ممالک اتفاق کے باوجود اپنے اپنے مقاصد تلاش کر رہے تھے۔

چونکہ یہ آپریشن تاحال جاری ہے اور ان تمام تر کوششوں کے باوجود کامیابی کے کوئی آثار دیکھنے میں نہیں آرہے ہیں البتہ پاکستان کیلئے صرف ایک ہی بات محترم اور حوصلہ افزا ہے کہ جب بھی کوئی امریکی عہدیدار پاکستان آتا ہے تو پاکستانی حکمران اور جرنیل آپریشن ضرب عضب کی کارکردگی کو بڑھا چڑھا کر اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ امریکی عہدیدار واپس جاتے ہوئے پاکستان کے حق میں چند جملے کہہ دیتا ہے بس یہی بات ان پاکستانی حکمرانوں، جرنیلوں کیلئے باعث مسرت اور خوشی کی انتہا ہوتی ہے کہ امریکہ نے آپریشن ضرب عضب کی کارکردگی کو سراہا ہے۔

اب یہ ملاحظہ فرمائیں کہ اس آپریشن کو ضرب عضب کا نام کیوں دیا گیا ،عضب عربی زبان میں تیز دھار والی تلوار کو کہتے ہیں اور ضرب عضب کا معنی یوں بنتا ہے کہ تیز تلوار کی وار، عضب عربی زبان میں اس جانور کو بھی کہتے ہیں جس کے کان کٹے ہوئے ہو یا وہ جانور جس کے سینگ توڑ دئے گئے ہوں، بہر حال پاکستان آرمی نے غالبًا مجاہدین کے خلاف آپریشن کا نام ضرب عضب اس لئے رکھا کہ گویا تیز تلوار کے ذریعے مجاہدین کی طاقت کو توڑ دیا جائے گا، لہٰذا اس کیلئے خوب تیاری کی گئی ماہانہ تنخواہوں میں اضافہ سمیت فوجیوں کی ذہن سازی کیلئے علماء سوء کا سہارا لیا گیا مجاہدین پر خوارج کا حکم لگانے کیلئے کینیڈا سے (طاہر القادری) فتویٰ منگوایا گیا تاکہ فوج نظریاتی طور پر اس عقیدہ کے ساتھ مجاہدین کے خلاف لڑائی میں شرکت کرے کہ واقعی یہ جہاد

> وقتی طور پر دہشتگردی کے واقعات میں کمی ہے، جو لوگ پاکستان میں انتشار پھیلانا چاہتے ہیں ان کے پاس ابھی تک یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ بڑی کاروائیاں کریں اور وہ یہ پیغام بھی دے رہے ہیں کہ وہ کاروائیاں کریں گے آپریشن ضرب عضب کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ جلد از جلد فوجی کاروائی مکمل ہو اور وہاں بنیادی ڈھانچہ کھڑا کر کے اختیارات سول انتظامیہ کے سپرد کی جائیں تاکہ بحالی کے منصوبوں کا آغاز کیا جاسکے۔

ہے اور بس جنت ہمارا ہی منتظر ہے گویا علماء کے ذریعے فوجیوں کی برین واش کی گئی ۔

مگر یہ پختہ عزم جس کی تشہیر بڑے زور وشور سے کی گئی تھی اس وقت ناکامی کا شکار ہوا جب آپریشن ضرب عضب کے دو سال گزرنے کے بعد ضرب عضب تھری کا اعلان کیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپریشن ضرب عضب سے جس کامیاب نتائج کی امید تھی وہ محض ایک خواب ہی تھا اور مجاہدین کی کمر کو توڑنے کے بجائے فوج، سرکاری اہلکاروں ،زبردستی نام نہاد امن کمیٹیوں میں شامل افراد اور عوام کی کمر توڑ دی گئی حالانکہ کفری دنیا کے بشمول تمام مغربی میڈیا نے آپریشن ضرب عضب سے بہت سی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں کہ اس سے دہشت گردوں (مجاہدین) کا صفایا ہوگا اور ملک میں جمہوری نظام حکومت کو استحکام نصیب ہوگا، اس کو کامیاب بنانے اور حسب خواہش نتائج برآمد کرنے کیلئے پندرہ ارب روپیہ مختص کئے گئے، عوامی حمایت سے محرومی کے باوجود عوامی حمایت کا ڈنڈورا خوب پیٹا گیا اس بارے میں میاں کا بیان خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ضرب عضب کے دو سال انسانی عزم، ہمت، استقلال ،بہادری اور قربانی کی ایک ایسی لازوال داستان ہے جو ہماری تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ جگمگاتی رہے گی اور نئی نسل کیلئے مشعل راہ بنے گی اس کے نتیجے میں قوم کو وہ امن دوبارہ نصیب ہوا جو دہشت گردوں اور ملک کے دشمنوں نے چھین لیا تھا۔

یہ بات تو کسی ثبوت کا محتاج نہیں کہ آپریشن ضرب عضب ناکامی کا شکار ہے کیونکہ دو سال گزرنے کے باوجود آپریشن کے اختتام کیلئے کوئی حتمی تاریخ طے نہیں ہوئی بلکہ اعلیٰ سرکاری وفوجی عہدیداروں کے مطابق ہر صورت میں آپریشن کو جاری رکھنے کا بار بار عندیہ ظاہر کیا جا رہا ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپریشن میں جتنی بھی تیزی آتی ہے تو اتنی ہی شدت مجاہدین کی طرف سے کارروائیوں میں بھی نظر آتی ہے اور یہ جنگ ختم ہونے کے بجائے روز بروز طول پکڑتا جا رہا ہے۔

میاں صاحب کا یہ مقولہ محض مقولہ ہی ہے کہ اس سے وہ امن دوبارہ نصیب ہوا جو دہشت گردوں نے چھین لیا تھا کیونکہ اس آپریشن کے دو سال مکمل ہونے پر فوج کے ترجمان آئی ایس پی آر نے میڈیا پر ایک رپورٹ جاری کیا جس میں تمام سرکاری اہلکاروں کی ہلاکتوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تھا کہ آپریشن ضرب عضب میں اعلیٰ فوجی افسران سمیت ۴۹۰ اہلکار مارے گئے ہیں، اس رپورٹ میں مجاہدین کو قتل وگرفتار کرنے کے دعووں کا مزید راگ الاپا گیا تھا ،جبکہ ۴۳۰۲ کیلومیٹر علاقہ جو دہشتگردوں کے زیر اثر تھا خالی کرانے کا دعویٰ بھی کیا گیا ہے، ہلاکتوں کی یہ تعداد صرف ان افراد کی ہے جن کا تعلق فوج سے تھا اور جو براہ راست جنگ میں شامل تھے، باقی وہ ہلاک شدہ گان جو امن لشکر میں شامل اور خاصہ دار فورس یا خفیہ ایجنسیوں کے وہ کارندے جو جاسوسی کی ڈیوٹی پر مامور تھے اور جاسوسی کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں کی تعداد اس کے علاوہ ہے اور وہ بھی صرف اسی دو سال کے عرصہ میں ۔

آرمی پبلک سکول پر حملے کے بعد اپنے آپ کو طالبان حملوں سے محفوظ بنانے کیلئے نیشنل ایکشن پلان مرتب کیا گیا اور پلان کی کامیابی کا انحصار عوامی تعاون پر رکھا گیا کیونکہ اس میں تمام تر ذمہ داریاں عوام پر ڈال دی گئی ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے مرحلے میں تمام تر آپریشنز اور کارروائیاں فضول اور بے کار تھیں، اس وجہ سے حکومت وقت کے خلاف کارروائیوں میں کمی کی بجائے شدت دیکھنے میں آئی۔

آپریشن ضرب عضب کی اس دو سالہ کارگردگی پر عدم اطمینان کی کئی ساری علامات سامنے آئیں جو اس آپریشن کی کامیابی پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد، ایک طرف راحیل شریف اور نواز شریف کا یہ بلند بانگ دعویٰ کہ آپریشن حسب توقع صحیح سمت کی طرف گامزن ہے، جبکہ دوسری طرف راحیل شریف بار بار یہ اشارے بھی دے رہا ہے کہ آخری دہشتگرد کو ختم کرنے تک آپریشن جاری رہیگا، اسلئے چارو ناچار آپریشن ضرب عضب ون کے بعد ٹو اور اس کے بعد تھری کا اعلان کیا گیا ،تاکہ ضرب عضب کی ناکامی کو چھپایا جا سکے، تاہم یہ بھی واضح ہے کہ آپریشن ضرب عضب ون اور ٹو مجاہدین اور عوام دونوں کے خلاف تھا کیونکہ ان آپریشنز میں عوام کو بھی مالی اور جانی نقصانات سے دوچار کیا گیا تھا، اب معلوم ہوتا ہے کہ ضرب عضب تھری صرف بے چارے عوام کیخلاف مرتب کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے مرحلے میں عوام ہی کو نشانہ بنا کر خبردار کیا گیا ہے کہ جس کے گھر کے قریب اگر سیکیورٹی اہلکاروں کو کوئی نقصان ہوا تو قریبی سکونت پذیر عوام کو سزا بھگتنی ہوگی اور اس پر بس نہیں بلکہ زمین مالکان کو زمینوں کی زراعت پر پابندی ہوگی، عوام یا تو طالبان کا راستہ روکے یا پھر اپنی جمع پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

آرمی پبلک سکول پر حملے کے بعد اپنے آپ کو طالبان حملوں سے محفوظ بنانے کیلئے نیشنل ایکشن پلان مرتب کیا گیا اور پلان کی کامیابی کا انحصار عوامی تعاون پر رکھا گیا کیونکہ اس میں تمام تر ذمہ داریاں عوام پر ڈال دی گئی ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے مرحلے میں تمام تر آپریشنز اور کارروائیاں فضول اور بے کار تھیں، اس وجہ سے حکومت وقت کے خلاف کارروائیوں میں کمی کے بجائے شدت دیکھنے میں آئی اور طالبان کارروائیاں صرف فاٹا کے بجائے ملک کے بڑے بڑے مرکزی شہروں میں شروع ہونے لگیں۔ جیسا کہ آپریشن ضرب عضب کے ایک سال پورا ہونے پر بی بی سی اردو سروس نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ پندرہ ارب روپے کی لاگت سے شروع کئے جانے والے آپریشن ضرب عضب کا واحد مقصد شمالی وزیرستان میں ہر طرح کی عسکریت پسندوں کا صفایا کرنا تھا، گو کہ سال ۲۰۱۵ء میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں لیکن ابھی مزید کامیابیوں کی ضرورت باقی ہے، شاید اسی لئے آرمی چیف نے کہا تھا کہ آپریشن دہشتگردوں کے خاتمے تک جاری رہیگا، دفاعی امور کے ماہر بریگیڈیئر محمد

سعد کا کہنا ہے کہ ایک سال پہلے تک ملک میں افراتفری اور بڑے بڑے حملوں کی جو فضاء تھی وہ آپریشن ضرب عضب کی وجہ سے کافی حد تک ختم ہو چکی ہے گو کہ ہم اسے مکمل کامیابی نہیں کہہ سکتے ، یہ وقتی طور پر دہشتگردی کے واقعات میں کمی ہے جو لوگ پاکستان میں انتشار پھیلانا چاہتے ہیں ان کے پاس ابھی تک یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ بڑی کاروائیاں کریں اور وہ یہ پیغام بھی دے رہے ہیں کہ وہ کاروائیاں کریں گے آپریشن ضرب عضب کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ جلد از جلد فوجی کاروائی مکمل ہو اور وہاں بنیادی ڈھانچہ کھڑا کر کے اختیارات سول انتظامیہ کے سپرد کی جائیں تا کہ بحالی کے منصوبوں کا آغاز کیا جا سکے ،شدت پسندی پر تحقیق کرنے والے ایک دوسرے تجزیہ نگار ڈاکٹر خادم حسین کا کہنا ہے کہ آپریشن ضرب عضب اس حد تک کامیاب ہے کہ تحریک طالبان بکھر چکی ہے اور ان کا کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم بھی غیر موثر ہوا ہے لیکن جب تک بے گھر افراد کی اپنے گھروں کو واپسی نہیں ہوتی اس وقت تک کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی ، اسی طرح پاکستان کی تمام اخبارات نے بھی اس صورتحال پر بحث کرتے ہوئے ۱۶ جون ۲۰۱۶ء کو اپنے اداریوں میں جو کچھ لکھا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس شدت سے مجاہدین کے صفایا کیلئے یہ آپریشن شروع کیا گیا تھا اتنی ہی شدت سے طالبان کی طرف سے کاروائیوں میں شدت دیکھنے میں آئی ، چنانچہ اخبار مزید لکھتا ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ آپریشن ضرب عضب اور نیشنل ایکشن پلان کے ذریعے پاکستان کی داخلہ سیکیورٹی کو کافی حد تک محفوظ بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاہم یہ بھی طے ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اب ملک کے سب سے بڑے صوبے یعنی پنجاب میں بھی کالعدم تنظیموں کا پیچھا کیا جا رہا ہے ،رواں برس ایک سیکیورٹی رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۱۶ء کے دوران پاکستان کے مختلف شہروں اور علاقوں میں تین درجن سے زائد دہشتگرد کاروائیاں ہوئی ہیں ،ان میں گیارہ خودکش (فدائی حملے) بھی شامل ہیں ان چند مثالوں سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عالمی اور علاقائی دہشتگردی کے تناظر میں اور بعض بڑی قوتوں کے پس پردہ محرکات اور پالیسیوں کی روشنی میں یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ پاکستان کی سلامتی کو درپیش خطرات ختم ہو گئے ہیں ،خطرات کم ضرور ہوئے ہیں تاہم ختم نہیں ہوئے ہیں۔

جس طرح کہ اخبار کے مطابق یہ طے ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے تو یہ بھی طے اور قابل توجہ ہے کہ آپریشن ضرب عضب پوری طرح ناکامی کا شکار اور کئی ساری مشکلات کی پیداوار ہے کیونکہ اس سے پہلے پاکستانی فوج صرف قبائلی علاقہ جات میں مجاہدین کے خلاف جنگ میں مصروف تھی گویا کہ یہ جنگ صرف قبائلی علاقوں تک محدود تھی اب آپریشن ضرب عضب کے نتیجے میں یہ جنگ پھیل کر اندرون خانہ فوج اور حکومت کے دروازوں پر لڑی جا رہی ہے خصوصاً ملک کے بڑے بڑے شہروں میں تو سال بارہ مہینے کسی نہ کسی صورت میں جنگ جاری رہتی ہے اور مشکل سے کوئی ایسا دن ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی واقع رپورٹ نہ ہوا ہو ،اسی لئے تو ۱۹ جولائی ۲۰۱۶ء کو روزنامہ ایکسپریس کے مطابق گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد نے کہا کہ دہشتگرد آپریشن ضرب عضب کا بدلہ لینے چاہتے ہیں۔

مذکورہ اخبارات اس حقیقت پر اعتراف کے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ یہ اخبارات اپنے اداریوں میں مزید لکھتے ہیں سانحہ پشاور کے بعد نیشنل ایکشن پلان کی تشکیل ہوئی جس میں قومی اور ادارہ جاتی سطح پر اس بات پر کلی اتفاق کا اظہار کیا گیا کہ مزید کسی مصلحت یا رعایت سے گریز کر کے فیصلہ کن کاروائیاں کی جائیں اس مقصد کیلئے مختصر المیعاد اور وسیع البنیاد نکات پر مشتمل ایجنڈا اور طریقہ کار وضع کیا گیا اور یوں آپریشن ضرب عضب کے دائرہ کار کو پورے سیاسی اور عوامی مینڈیٹ اور عزم کے ساتھ پورے ملک میں پھیلانے کا باقاعدہ آغاز ہوا پاک فوج نے گزشتہ برسوں کے دوران فاٹا سمیت صوبہ خیبر پختونخواہ بلوچستان ،سندھ اور اب پنجاب میں ہزاروں کاروائیاں کی ہیں جس کے نتیجے میں ایک محتاط اندازے کے مطابق پانچ ہزار سے زائد جنگجوں یا دہشتگردوں کو نشانہ بنایا جا چکا ہے۔

اگر چہ مذکورہ اخبارات کا یہ قول چنداں حقیقت پر مبنی معلوم نہیں ہوتا کہ اس سے مجاہدین کا صفایا ہوگا ،اور ملک میں جمہوریت کو استحکام نصیب ہوگا ،مگر پھر بھی یہ پڑھ کر حقائق پر سے پردہ اٹھتا ہے کہ یہ جاری جنگ طول پکڑنے اور اندرون ملک پھیلانے میں آپریشن ضرب عضب کا کردار بہت ہی اہم ہے اور ختم ہونے کے بجائے مزید تسلسل پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کے کونے کونے میں پھیل رہی ہے اس جنگ کی طوالت اور اندرون ملک پھیلنا ایک لازمی امر ہے جو طالبان کے خلاف ایکشن لینے کے ردعمل کے طور پر ظاہر ہو رہا ہے ،جو حکومت وقت اور فوج کیلئے نفسیاتی امراض کا باعث ہے۔

قرض اور اس کی ادائیگی

(ا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گناہ کم کرو موت آسان ہو جائے گی اور قرض کم لو آزادی کے ساتھ زندگی گزار سکو گے۔ (بیہقی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کا مال اس نیت سے کہ اُسے ادا کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کا انتظام فرما دیتا ہے اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے کے واسطے لے تو اللہ تعالیٰ خود اس کو ضائع کر دے گا۔ (بخاری و ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص اللہ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) قتل ہو جائے پھر زندہ ہو پھر قتل ہو جائے پھر زندہ ہو کر پھر قتل ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض باقی ہو تو جب تک اس کے قرض کی ادائیگی نہ ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (النسائی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانو تم میں سے اچھے وہ لوگ ہیں جو قرض لے کر اس کو اچھی طرح ادا کر دیتے ہیں (النسائی)

خوارج کون ہیں اور اس کی کیا نشانیاں ہیں

ڈاکٹر حقیار مہمند

عجب وقت اور عجب ہے اس زمانے کے نام نہاد مسلمان کہ جس نے قران وحدیث کو توڑ مروڑ کر اور حق و باطل کو آپس میں خلط ملط کر کے اپنے مخصوص اور گھٹیا مقاصد کی خاطر شرعی احکامات کی من پسند تشریحات میں ملوث ہیں اور ایسی سینکڑوں مثالیں پائی جاتی ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانے میں ایک مخصوص یہودی لابی یا ان سے ملتے جلتے منافقین کی جماعت موجود تھی جو تورات وانجیل سے لیکر قرآن مجید اور آپ ﷺ کے ارشادات میں باطل تأویلیں کر کے مسلمانوں کو اشتباہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتی تھی تو کبھی بزدل کرنے کا سہارا لیتی کبھی کہتی کہ دن کی ابتداء میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرو اور دن کے آخر میں پھر سے روگردانی اختیار کرو تا کہ لوگ اس دین اسلام کو ناحق سمجھ کر اسلام سے منہ پھیر دیں تو کبھی یہ کہتی کہ انجیل شریف میں یہ نہیں وہ نہیں وغیرہ ہمیشہ شکوک وشبہات کو دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتی غرض یہ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے بھی بعض قبائل نے قرآن مجید کی من پسند تأویل کر کے زکوۃ دینے سے انکار کیا بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے جہاد کا اعلان کر کے سب کو کچل دیا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے جس میں مختلف ایسے افراد ہمیشہ ملوث رہتے ہیں جو کہ سرکار یا حکومت وقت سے خصوصی امتیازات لینے کے خواہشمند ہوتے ہیں بعض سادہ لوح اور بے خبر مسلمان بھی اس دھوکے میں آجاتا ہے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس کے بارے میں قارئین حضرات کیلئے مشت نمونہ خروار کے طور پر چند احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کو یہاں نقل کروں تا کہ طالب حق پر یہ واضح ہو کہ آخر خوارج کون ہیں اور ان کی کیا نشانیاں ہیں؟ بھر حال مقصود یہ ہے کہ چونکہ خوارج اور ان کے متعلق قرآن وحدیث میں تفصیلات موجود ہیں جس سے یہی یہودی لابی غلط استفادہ لیکر جہاد اور مسلمانوں کا حوصلہ توڑنے اور مسلمانوں کو پستی میں دھکیلنے کیلئے بطور آلہ استعمال کرتے ہیں کبھی تو مخلوق سے الٰہی علم کا نور نکل جاتا ہے یا پھر جان بوجھ کر لوگ ایسا کرتے ہیں اور دونوں صورتیں قابل توقع ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک صورت ضرور وقوع پذیر ہوا ہوگی جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے

عن عبد الله بن عمرو بن العاصؓ قال سمعتُ رسول الله ﷺ يقول ان الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من الناس ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتىٰ اذا لم يبق عالماًاتّخذالناس رؤساً جهالا فسُئِلو فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا ۔(متفق عليه)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے اس طرح علم نہیں نکالے گا کہ (ایک عالم اچانک جاہل ہو جائے گا) بلکہ علم کو ایسا قبض کرے گا کہ علماء کو قبض (وفات) کریں گے یہاں تک کہ کوئی برحق عالم نہ رہے گا پھر لوگ ایسے لوگوں کی تقلید کریں گے کہ وہ انتہائی جاہل ہوں گے لوگ اس سے پوچھیں گے وہ بغیر علم کے جواب دیں گے تو خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اب یہ ملاحظہ فرمائیں کہ خوارج کی کیا نشانات و علامات ہیں جس کی بدولت ایسے لوگوں پر خوارج کا حکم لگایا جائے جو اس حکم کا مستحق ہو۔

قال علیؓ سمعت رسول الله ﷺ يقول سيخرج في آخرالزمان قوم احداث الاسنان سفهاء الأحلام يقولون من خيرقول البرية يقرؤن القرآن لايجاوزحناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية فأذا لقيتموهم فاقتلواهم فأن في قتلهم اجراً لمن قتلهم عند الله يوم القيامة ،وفي رواية لأقتلنهم قتل عادٍ ۔

(رواه مسلم في باب التحريض علىٰ قتل الخوارج)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمار ہے تھے کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو کہ کم سن (کم عمر) اور کم عقل بھی ہوگی بات تمام مخلوقات میں سب سے اچھی کریں گے قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا دین سے ایسے صاف نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانہ سے خطا کر جاتا ہے لہٰذا جب تم ان سے ملو تو ان سے لڑو کیونکہ ان کی لڑائی میں لڑنے والے کو اللہ کے نزدیک قیامت کے دن ثواب ہوگا۔

اس حدیث شریف کے ترجمہ سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوارج سے کیوں جنگ کرنا ضروری ہے؟ اور ان سے قتال کرنے کی کیا وجوہات ہیں اب اس سے یہ دلیل اخذ کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے کہ یہ مجاہدین موجودہ حکمران کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور مسلح جدو جہد پر یقین رکھتے ہیں لھٰذا ضروری ہے کہ ان کو بھی خوارج میں شمار کیا جائے بلکہ ایک جماعت اس وقت خوارج ہوسکتی ہے جن

اب وہ وقت آپہنچا ہے کہ حکمرانان پاکستان بوکھلاہٹ کا شکار اور ان کا انجام فرعون جیسا ہوگا کیونکہ فرعون بھی ایسی ہی دھمکی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو دیا کرتا تھا اور وہ بھی اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دہشت گردوں میں شمار کرتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے عبرت اور سبق کی غرض سے وہ واقعہ ذکر فرمایا۔

میں وہ صفات پائی جائیں جو کہ حدیث شریف میں ہیں ۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال بعث علیؓ و هو بالیمن بذهبة من تربتها الیٰ رسول الله ﷺ فقسمها رسول الله ﷺ بین اربعة نفر الاقرع بن حابس الحنظلی وعیینه بن بدر الفزاری وعلقمه بن علاثه العامری ثم احد بنی کلاب وزید الخیر الطائی ثم احد بنی نبهان قال فغضبت قریش فقالو اتعطی صنادیدنجد وتدعنا فقال رسول الله ﷺ انّی انّما فعلت ذالك لأتألّفهُم فجاء رجل كثّ اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتئی الجبين محلوق الرأس فقال اتّق الله یا محمد قال فقال رسول الله ﷺ فمن یّطع الله ان عصیته أیأ مننی علیٰ اهل الارض ولا تأ منو نی قال ثمّ أدبر الرجل فستأ ذن الرجل من القوم فی قتله یرون انّه خالد بن ولید فقال رسول الله ﷺ من ضئضئی هذا قوما یقرء و ن القران لا یحاوز حناجر هم یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الأوثان یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة لئن أدرکتهم لأقتلنّهم قتل عادٍ(رواه مسلم فی باب الخوارج)

ترجمہ: ابی سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ مٹی ملا سونا بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم فرمایا اُقرع بن حابس عیینہ بن بدر علقمہ بن علاثہ پھر بنی کلاب کے ایک اور شخص زید خیر کو دیا اور پھر بنی نبہان میں سے ایک اور شخص کو دیا اس پر قریش ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ﷺ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو جائے اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی داڑھی گھنی تھی گال ابھرے ہوئے تھے اور آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا اور سر منڈا ہوا تھا اس نے کہا کہ اے محمد اللہ سے ڈرو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو پھر کون اس کی اطاعت کریگا اور اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین مقرر کیا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چل دیا قوم میں سے ایک نے قتل کرنے کی اجازت طلب کی لوگوں کا خیال تھا کہ وہ خالد بن ولید تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی اصل (اولاد) میں سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا اہل اسلام سے قتال کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اسلام سے ایسا نکلیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکلتا ہے اگر میں ان کو پالیتا تو انہیں قوم عاد کی طرح قتل کر دیتا۔

حدیث مذکور میں خوارج کی نشانی یہ بیان کی گئی کہ یہ لوگ بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام سے قتال کریں گے ۔ اب آیئے اس بات پر توجہ دیں کہ اہل اسلام سے کون لڑتا ہے؟ امارت اسلامی افغانستان کے خلاف کفر کی اتحادی صف میں حکومت پاکستان کے فوجی آمر جنرل مشرف کھڑے ہو کر اتحادی صف کا اہم حصہ بن کر طالبان حکومت کو گرایا، اور دلیل یہ پیش کی کہ سب سے پہلے پاکستان اس کے بعد طالبان کو گرفتار کر کے امریکہ کے ہاتھوں فروخت کیا ، لال مسجد میں نفاذ شریعت کے مطالبہ کرنے والوں کو بے دردی سے شہید کیا، تمام ایجنسیوں میں مختلف ناموں سے آپریشن کر کے مجاہدین کو اپنے گھروں اور مال متاع سے بے دخل کر دیا، ون تھرٹی نامی توپوں سے بے تحاشا گولہ باری کر کے اہل وطن پر زمین تنگ کر دی گئی، ان کے مالوں کو نام نہاد امن کمیٹی والوں کے ہاتھوں لوٹا گیا ، رشتہ داروں ،عزیز و اقارب کو ایک دوسرے سے جدا کیا گیا، عوام کو جیلوں میں ڈال کر زبردستی مجاہدین دشمنی پر آمادہ کیا گیا۔

کفار سے دوستی کرنے والے حکمران اور فوج سینکڑوں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا قاتل اور مغربی جمہوریت کی پیداوار کیسے مسلمان ٹھہر سکتے ہیں ۔ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو نواز شریف نے امریکہ کے دورے پر اوباما ملاقات میں کہا کہ امریکہ سے دوستانہ تعلقات کے ۷۰ ستر سال پورے ہو چکے ہیں جبکہ اوباما نے مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے اپریشن ضرب عضب اور نیشنل ایکشن پلان میں اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں اور مجاہدین کے خلاف اقدامات کو سراہا۔ ظاہر ہے کہ ان تمام اقدامات میں مٹھائیاں تقسیم نہیں کی گئی بلکہ لاتعداد کمزوروں کو شہید کیا گیا اور بے شمار خاندانوں کو اُجھاڑ پھونک دیا گیا ۔ کشمیریوں کی حمایت میں نواز شریف نے روس ،امریکہ، برطانیہ کو خط لکھ کر انصاف کا مطالبہ کیا جو کہ مسلمانوں کے حق میں یہ عمل استہزاء ہی ہے کیونکہ ہمارے ارباب ریاست کافروں، قاتلوں سے انصاف کی توقع رکھتے ہیں یہی کام کافروں سے دوستی کی اعلیٰ مثال ہے جو قرآن کے حکم سے صریح خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ کفری ممالک سے شکایتیں کرتے رہتے ہیں کہ مجاہدین نے ہم کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے عالمی طاقتوں کو چاہئے کہ پاکستان کے ساتھ مجاہدین کو ختم کرنے میں تعاون کریں۔ پھر ایسی غیر مسلم اور طاغوتی حکومت کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کیسے خوارج ہو سکتے ہیں؟ اس غیر اصولی منطق کو کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ مگر یہ کہ چند ٹکوں کی خاطر بعض لوگ اپنے مغربی باداروں کے نمک حلالی کیلئے یہ پاپڑ بیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چونکہ اس مختصر کالم میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس کے متعلق تمام مسائل کو تفصیل سے سپرد قلم کروں مگر چند ضروری اور موٹی موٹی باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں درج بالا حدیث کا مصداق گو کہ مجاہدین پر چسپان کیا جاتا ہے اس لئے ہم اس کے متعلق وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ اہل بصیرت پر عیاں ہو کہ دین اسلام اور احادیث مبارکہ میں کس طرح یہودیوں کا طریقہ مسلمانوں کی زبان پر جاری کیا گیا ہے اور بڑی دلیری سے قرآن و حدیث کو مروڑ مروڑ کر پیش کیا ۔ درج بالا حدیث امام مسلم نے باب الخوارج میں ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں اور خوارج کے متعلق خوارج کی علامات وصفات کا بھی ذکر ہے اور اس کے ساتھ ایسی احادیث مبارکہ کا بھی ذکر کیا ہے جس سے مذکورہ حدیث کی مزید تائید ہوتی ہے، اور ساتھ ہی ہم نے اس بات کا بھی ذکر کیا

کہ حدیث مبارک میں خوارج کی جو علامات ذکر ہیں وہ کس طبقہ میں پائی جاتی ہیں جب خوب معلوم ہوا کہ خوارج کی علامات موجودہ پاکستانی فوج اور حکمرانوں میں ہیں تو فی البدیہہ یہ ثابت ہوا کہ یہ مرتدین ہیں کیونکہ مذکورہ علامات کے ساتھ ساتھ وہ تمام خباثتیں جو ایک مرتد کی خاصیت ہوتی ان حکمرانوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں اس لئے اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہا نیز یہ بھی ہے کہ آج کل کے زمانے میں کفر وارتداد ہی ہے ۔آپ ﷺ کی پیشنگوئی کے مطابق خلفاء راشدین کے زمانے میں خوارج کا ظہور ہوا اور شارح مسلم نے خوارج کا عقیدہ و نظریہ کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

ذالك انهم لما حكموا بكفرمن خرجوا عليه من المسلمين استباحوا دماء هم وتركوا اهل الذمة قالو انفى لهم بذمتهم وعدلوا عن قتال المشركين واشتغلوا بقتال المسلمين عن قتال المشركين وهذا كله من آثار عبادات الجهال الذين لم يشرحوا صدورهم بنور العلم ولم يتمسكوا بحبل وثيق (المفهم شرح مسلم)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ جن مسلمانوں نے خوارج سے مخالفت کی تو انہوں نے مسلمانوں کی خون ریزی کو جائز قرار دیا اور کفار کے بجائے مسلمانوں سے لڑنے پر مشغول ہوئے اور یہ اُن جہال کی عبادات ہیں جن کو علمی شرح صدر اور ایک مضبوط رسی کو پکڑنا نصیب نہیں ہوا۔اب تو روزانہ کئی مرتبہ نام نہاد وزیر اعظم پاکستان نواز شریف مجاہدین کو للکارتا ہے کہ دہشت گردو (مجاہدینو) تمہارے دن گنے جا چکے ہیں تمہارے لئے پاکستان کی سرزمین تنگ ہو چکی ہے عنقریب تم منطقی انجام کا سامنا کرو گے وغیرہ دھمکیاں اس بات کی واضح غمازی کرتی ہے کہ کیا ان ظالموں نے مسلمانوں کی خون ریزی کو جائز قرار نہیں دیا ہے؟ اب وہ صفات جس میں یہ ہے کہ کفار و مشرکین سے قتال چھوڑ کر (یعنی کفار سے دوستی کریں گے) اور داعیان حق کے مقابلے میں کھڑے ہو کر جنگ کریں گے اس ظالم اور خونخوار فوج میں نہیں پائی گئی ہیں؟۔

اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ حکمرانان پاکستان بوکھلاہٹ کا شکار اور ان کا انجام فرعون جیسا ہوگا کیونکہ فرعون بھی ایسی ہی دھمکی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو دیا کرتا تھا اور وہ بھی اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دہشت گردوں میں شمار کرتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے عبرت اور سبق کی غرض سے وہ واقعہ ذکر فرمایا۔

قَالَ فِرۡعَوۡنُ آمَنتُم بِهِ قَبۡلَ أَنۡ آذَنَ لَكُمۡ إِنَّ هَـٰذَا لَمَكۡرٌ مَّكَرۡتُمُوهُ فِي الۡمَدِينَةِ لِتُخۡرِجُواۡ مِنۡهَا أَهۡلَهَا فَسَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ۝ لأُقَطِّعَنَّ أَيۡدِيَكُمۡ وَأَرۡجُلَكُم مِّنۡ خِلاَفٍ ثُمَّ لأُصَلِّبَنَّكُمۡ أَجۡمَعِينَ (سورة الأعراف)

ترجمہ: فرعون نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے؟ بیشک یہ فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تاکہ اہلِ شہر کو یہاں سے نکال دو سو عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کرلو گے ۔۔ میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا پھر تم سب کو سولی چڑھوا دوں گا۔

وَقَالَ الۡمَلأُ مِن قَوۡمِ فِرۡعَونَ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوۡمَهُ لِيُفۡسِدُواۡ فِي الأَرۡضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبۡنَاءهُمۡ وَنَسۡتَحۡيِي نِسَاءهُمۡ وَإِنَّا فَوۡقَهُمۡ قَاهِرُونَ (سورة الأعراف)

ترجمہ: اور قومِ فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے کہ کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیجئے گا کہ ملک میں خرابی کریں اور آپ سے اور آپ کے معبودوں کو چھوڑ دیں وہ بولا کہ ہم اُن کے لڑکوں کو تو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بلا شبہ ہم اُن پر غالب ہیں۔

بلا شبہ نواز شریف بھی فرعون کا کردار اداء کر رہا ہے اور فرعونیت میں فرعون سے کم نہیں کیونکہ خونی رشتہ کی بنسبت باہمی نظریاتی رشتے بہت مضبوط ہوتے ہیں اور زمانہ قدیم کے کفار اور آج کے کفار کے درمیاں مشابہت یقینی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

" كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبۡلِهِم مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ تَشَابَهَتۡ قُلُوبُهُمۡ قَدۡ بَيَّنَّا الآيَاتِ لِقَوۡمٍ يُوقِنُونَ (سورة البقرہ)

ترجمہ: اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی انہیں کی سی باتیں کیا کرتے تھے۔ان لوگوں کے دل آپس میں ملتے جلتے ہیں۔جو لوگ صاحبِ یقین ہیں ان کے (سمجھانے کے) لئے ہم نے نشانیاں بیان کردی ہیں۔

حضور ﷺ کے حلیہ مبارکہ

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت سے اور وضاحت سے بیان کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر کریں تاکہ میں ان کے بیان کو اپنے لئے حجت اور سند بناؤں ۔(اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کرنے اور ممکن ہو سکے تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر حضور ﷺ کے وصال کے وقت سات سال کی تھی۔اس لئے حضور ﷺ کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کمسنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع نہیں ملا تھا) ماموں جان نے حضور اکرم ﷺ کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپ ﷺ خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے شاندار تھے ۔اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔آپ ﷺ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا۔لیکن لانبے قد والے سے پست تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے، ورنہ آپ ﷺ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔

(شمائل ترمذی، اردو ترجمہ)

قسط چہارم

معرکہ ایمان و مادیات

از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

برادران اسلام، قارئین حضرات اور مجاہدین کے حضور میں گذارش ہے کہ معرکہ ایمان و مادیات نامی کتاب مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی مایہ ناز کتاب قسطوار پوری کے پوری اشاعت کا ارادہ ہے اس کتاب میں موصوف نے سورۃ کہف کی تفسیر ایک منفرد انداز میں بیان کی ہے جس میں ایسے نکات بیان کی گئی ہیں کہ پڑھ کر بے قرار دل کو سکون ملتا ہے موصوف نے اس کتاب میں مسلمانوں پر واضح کیا ہے کہ مسلمان ہو کر امتحانات کے مراحل طے کئے بغیر رضائے الٰہی کا حصول ممکن نہیں جیسا کہ اصحاب کہف نے وہ تمام امتحانات خوش اسلوبی سے پاس کئے اور آخر میں سرخرو ہو کر اپنے رب کے ہاں جنت کے مستحق قرار پائے موصوف نے اس بات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی کہ جس طرح اصحاب کہف کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور صبر استقامت کا دامن پھر بھی نہیں چھوڑا اسی طرح اصحاب رسول ﷺ کو بھی اس میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ہر صورت میں حق پر ڈٹے رہیں اور باطل کے سامنے مشکلات و تکالیف کی باوجود صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں چونکہ آج کل کے مجاہدین بھی ایسی ہی صورت حال سے دست و گریباں ہیں لھذا یہ پڑھ کر مطمئن رہئے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے بشرطیکہ ہم صبر و استقامت کو اپنا شعار بنائیں۔

(ادارہ احیائے خلافت برائے نشر و اشاعت تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار)

ایک چھوٹی سی جماعت کا ایک چھوٹے سے شہر میں روپوشی اور پناہ گیری کا واقعہ (جو پورے ملک کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی صلاحیت نہیں رکھتا) ان کے ظہور یا دریافت کے واقعہ سے بہت مختلف ہے جس میں حیرت و استعجاب اور ندرت کے تمام عناصر جمع ہو گئے تھے اور جو اس بادشاہ کے عہد میں پیش آیا جو خود ان کا مذہب تھا۔ اس واقعہ کی اصل اہمیت اور اثرات کا اندازہ اس ماحول ہی میں ہو سکتا ہے جس میں حشر نشر اور حیات بعد الموت کا عقیدہ سخت اختلاف اور بحث مباحثہ کا موضوع تھا اور ایک ایسی روشن دلیل کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جو اس کے امکان و وقوع کا یقین پیدا کر سکے اس قصہ کا انجام و اختتام اور اس عہد کا تعین جس میں اصحاب کہف اپنی نیند سے بیدار ہوئے اور ان کا آوازہ سارے ملک میں پھیل گیا ایسا واقعہ جس میں شک و شبہ اور تذبذب کی کوئی گنجائش نہ ہونی چاہئے اس لئے کہ انسانی فطرت اہم اور حیرت انگیز واقعات کی طرف ہمیشہ زیادہ متوجہ ہوتی ہے اور وہ اس کے دماغ کے حفاظت خانہ میں اچھی طرح محفوظ ہو جاتے ہیں علاوہ بریں مختلف دینی، جذباتی اور عقلی محرکات بھی یہی تقاضہ تھا کہ اس کو تاریخ میں امانت داری کے ساتھ محفوظ کر کے آئندہ نسلوں تک پہنچا دیا جائے برخلاف قصہ کے آغاز کے جس میں وقت کی کوئی خاص کشش نہ تھی اور نہ یہ دواعی و محرکات موجود تھے واللہ اعلم بحقیقۃ حالہ۔

قران مجید نے اس قصہ کا انتخاب کیوں کیا؟

مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن میں اس عجیب و غریب قصہ کے ذکر کا اصل سبب محمد بن اسحاق کی روایت ہے جس میں علماء یہود کے پاس قریش کے ایک وفد کی آمد کا ذکر ہے جو ان سے کچھ سوالات معلوم کرنا چاہتا تھا جن سے حضور ﷺ کی صداقت کا امتحان لیا جا سکے چنانچہ علماء یہود نے قریش کے وفد کو چند سوالات لکھ کر دئے جن میں ایک سوال اصحاب کہف کے سلسلے میں بھی تھا۔

یہ روایت اگر صحیح بھی ہو تب بھی وہ اس واقعہ کے ذکر کا بنیادی یا واحد سبب قرار نہیں دی جا سکتی جس واقعہ کا انتخاب ان بکثرت واقعات میں سے کیا گیا ہے جن میں مذہبی بنیاد پر اس سے زیادہ ظلم کی مثالیں ملتی ہیں اور جن کے علم کا ذریعہ وحی آسمانی کے سوا اور کوئی نہ تھا درحقیقت نزول آیات کے واقعات و اسباب (جن میں مفسرین نے بڑی تفصیل کے ساتھ اور دل کھول کر کلام کیا ہے اور جن سے علماء متقدمین نے ہمیشہ بڑی دلچسپی لی) اکثر اتنی اہمیت نہیں رکھتے ہیں جتنی بہت سے علماء نے بیان کی ہے واقعہ یہ ہے کہ اصلاح و تعلیم کے ان بڑے مقاصد میں جن کی تکمیل کیلئے قرآن مجید نازل ہوا اس فاسد ماحول میں جس میں حضور ﷺ کی بعثت ہوئی اس فطرت انسانی میں جس میں کوئی بڑا فرق واقع نہیں ہوتا ان زمانوں میں جو پیہم رواں دواں ہیں اور اپنا لباس تبدیل کرتے رہتے ہیں اور انسانی نسلوں میں جن سے قرآن مجید برابر مخاطب ہے اور جن کی زمام قیادت اور منصب امامت نبوت محمدی کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ طاقتور محرکات و دواعی موجود ہیں یہ اسباب کسی سوال اور چند لوگوں کے امتحان لینے کی خواہش یا بعض مفسرین کے بیان کردہ شان نزول سے زیادہ لائق اہتمام اور قابل توجہ ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی بیش قیمت کتاب الفوز الکبیر میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے۔

عام مفسرین آیات مخاصمت یا آیات احکام میں سے ہر ایک آیت کو کسی نہ کسی واقعہ سے ضرور وابستہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہی واقعہ اور قصہ اس کے نزول کا محرک تھا حالانکہ یہ بات ثابت اور طے شدہ ہے کہ نزول قرآن کا بنیادی مقصد انسانی نفوس کی تہذیب و آراستگی عقائد باطلہ کا خاتمہ اور اعمال فاسدہ کا انسداد ہے چنانچہ کسی عاقل و

بالغ گروہ میں عقائد باطلہ کا وجود بذات خود آیات واحکام کے نزول کا کافی وافی سبب ہے اسی طرح اعمال فاسدہ اور مظالم کا وجود آیات احکام کے نزول کا محرک اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی جن نعمتوں نشانیوں اور عبرت انگیز واقعات کا ذکر آیا ہے اس سے غفلت و بے پرواہی آیات تذکیر کا سبب ہے جزئی واقعات اور بعض متعین قصوں میں جن کے منقولات وروایات میں مفسرین نے بڑی درازنفسی اور دردسری سے کام لیا ہے درحقیقت ان آیات میں اتنا دخل نہیں رکھتیں سوائے ان بعض آیات کے جن میں خود کسی ایسے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضورﷺ کے زمانہ میں یا اس سے قبل پیش آیا چنانچہ سامع کا خلجان دور کرنے کیلئے جو اس اشارہ سے پیدا ہوتا ہے اس موقعہ پر واقعہ کی تفصیل ضروری ہے۔

اصحاب کہف کا یہ قصہ بہت مناسب وقت اور صحیح موقع ومحل میں بیان کیا گیا ہے اس لئے کہ مکہ کے مسلمان اس وقت اسی قسم کے حالات سے دوچار تھے جن کا سامنا قیصروں کے ظلم وتشدد اور استبداد کے نقطہ عروج میں اصحاب کہف کو کرنا پڑا یہ وقفہ جس میں وہ زندگی گزار رہے تھے اس وقفہ سے بہت مشابہ تھا جس وقفہ میں ترک وطن اور غار میں روپوشی سے پہلے یہ صاحب ایمان نوجوان تھے اس سلسلہ میں قرآن مجید کی اس بلیغ ومعجزانہ تصویر سے بڑھ کوئی تصویر نہیں ہوسکتی جن میں مکہ کے مسلمانوں کو پورا نقشہ بیان کر دیا گیا ہے۔

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (المائدہ)

ترجمہ اور (اُس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے جان ومال نہ کر دیں) تو اُس نے تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہیں تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اسکا) شکر کرو۔

حدیث کے مجموعے اور سیرت کی کتابیں ظلم وسنگدلی اور سفاکی و بے رحمی کے ان واقعات سے پُر ہیں جو اہل ایمان کو پیش آرہے تھے حضرت بلال حبشیؓ حضرت عمارؓ حضرت خبابؓ حضرت مصعبؓ سمیہؓ رضی اللہ عنھم اور ان کے دوسرے احباب و رفقاء کے واقعات سن کے رونگٹے کھڑے ہونے لگتے ہیں اور وجدان وطبع سلیم میں ظلم کی نفرت وکراہیت پیدا ہونے لگتی ہے قرآن مجید اور سیرت نبویﷺ میں اس گھٹی گھٹی فضاء اور سہمے ہوئے ماحول کی پوری تصویر ہے جس میں مکہ کے مسلمان زندگی گزار رہے تھے اس بوجھل و کہر آلود فضاء میں امید کی کوئی کرن نظر نہ آتی تھی اور معاشرہ میں کوئی ایسا وزن باقی نہ تھا جس سے روشنی کی کوئی شعاع یا تازہ ہوا کا کوئی جھونکا اندر آسکتا مسلمان دراصل چکی کے دو پاٹ کے درمیاں آگئے تھے یا دوسرے الفاظ میں ایک بے رحم و خونخوار درندہ کے پنجوں یا جبڑوں میں موت وزیست کی لڑائی لڑ رہے تھے قرآن مجید نے اپنے بلیغ طریقہ پر اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (التوبة)

ترجمہ: جبکہ زمین اپنی ساری وسعت پر بھی ان کے لئے تنگ ہوگئی تھی اور وہ خود بھی اپنی جان سے تنگ آگئے تھے اور انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ سے بھاگ کر انھیں کوئی پناہ نہیں مل سکتی مگر خود اسی کے دامن میں۔

عین اس وقت آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور قرآن مجید ان اہل ایمان کیلئے ایک ایسا قصہ بیان کرتا ہے جس میں تنگی کے بعد کشائش سختی کے بعد آسانی ذلت کے بعد عزت اور سات آسمانوں سے خارق عادت طریقہ پر نصرت الٰہی کے نزول کا ایک عجیب واقعہ پیش کیا گیا ہے جو ہر قیاس اور تجربہ کو جھوٹا ثابت کرتا ہے اور عقل و دانش کے تمام ظاہری پیمانوں کو چیلنج کرتا ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح سب پر عیاں ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک صاحب ایمان اقلیت بلکہ مٹھی بھر نوجوانوں کو جو ہر طاقت سے عاری اور ہر ہتھیار سے محروم وتہی دست تھے کفر وفسوق کے ایک جم غفیر اور ظلم واستبداد کے اس انسانی سمندر سے کس طرح نجات عطا فرماتا ہے جس کے ہاتھ میں قوت واقتدار کی زمام تھی اور جو دولت وطاقت کے تمام وسائل وذخائر پر پوری طرح قابض تھا وہ اب کس طرح زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرتا ہے ظلمت کے پردوں سے نور ظاہر فرماتا ہے اور ان قاتلوں کو جن کے منہ کو خون لگ گیا تھا اور جو دوسروں کا کلیجہ چبانے پر آمادہ اور اپنے خون کی پیاس اور انتقام کی آگ بجھانے پر مصر تھے نگہبان و پاسبان والدین کی طرح شفیق اور انسانیت کے رحم دل مربی واتالیق بنا دیتا ہے اور ایمان دار بیٹے کو کافر باپ کا وارث بناتا ہے۔

مکہ کے اہل ایمان اور اصحاب کہف میں قدر مشترک:

اس سخت ونازک گھڑی میں جب مایوسی و بے بسی پورے فضاء پر محیط تھی کلیجے منہ کو آرہے تھے اور آنکھیں پتھرانے لگی تھیں قرآن مجید مکہ کے اہل ایمان کو ایک طرف حضرت یوسف عیلہ السلام اور ان کے بھائیوں کا نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا وہ قصہ یاد دلایا جو فرد اور جماعت اور ایک نبیؑ اور ان کی قوم کے متعلق ہے دوسری طرف اصحاب کہف کا یہ قصہ بیان کیا جس میں ایک ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے ایمان کے امتحان کی داستان بیان کی گئی یہ قصے اپنے زمانے اور ماحول کے لحاظ سے نیز اپنی شخصیتوں اور کرداروں کے اعتبار سے ضرور مختلف ہیں لیکن اپنے مقصد میں متحد ومتفق

> جب ہم مکہ کے مسلمانوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ان میں اور اصحاب کہف میں بڑی مشابہت نظر آتی ہے اصحاب کہف نے اپنے دین وایمان کو فتنہ سے بچانے کیلئے شہر چھوڑ کر ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی تھی وہ ایک طویل عرصہ وہاں مقیم رہے یہاں تک کہ ظالم و جابر حکومت جو اہل ایمان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہی تھی ختم ہوئی۔

اور اپنے اختتام اور نتیجہ میں ایک دوسرے سے بہت مشابہ اور قریب ہے ایک مرکزی نقطہ ان سب میں پایا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ قاہرہ جو ایک مومن کو کافر پر، متقی کو فاجر پر، مظلوم کو ظالم پر، کمزور کو طاقتور پر، غریب کو امیر پر اس طرح غالب اور فتحیاب کر تا ہے کہ انسانی عقلیں اس کی توجیہ اور تشریح سے قاصر رہتی ہے، ایک کافر بھی اس پر ایمان لانے پر مجبور ہوتا ہے اور شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی سورۃ یوسف کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (یوسف ۱۱۱)

ترجمہ: ان کے قصے میں عقلمندوں کیلئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو (اپنے دل سے) بنالی گئی ہو بلکہ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں اُن کی تصدیق (کرنے والا) ہے اور ہر چیز کی تفصیل (کرنے والا) اور مومنوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔

اور سورۃ ہود کے آخر میں ارشاد ہے

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ (سورۃ ہود)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ!) اور پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں اُن سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں اور ان (قصص) میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور (یہ) مومنوں کیلئے نصیحت اور عبرت ہے۔

جب ہم مکہ کے مسلمانوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ان میں اور اصحاب کہف میں بڑی مشابہت نظر آتی ہے اصحاب کہف نے اپنے دین وایمان کو فتنہ سے بچانے کیلئے شہر چھوڑ کر ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی تھی وہ ایک طویل عرصہ وہاں مقیم رہے یہاں تک کہ ظالم وجابر حکومت جو اہل ایمان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہی تھی ختم ہوئی اور رومہ کے تخت پر بت پرستانہ وظالمانہ حکومتوں کے طویل سلسلہ کے بعد ایک ایسا شخص متمکن ہوا جو دین مسیحی کا حامی اور داعی تھا اور اس کی طرف اپنے انتساب پر فخر کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر اس شخص کی پوری قدر دانی اور عزت افزائی کرے جو ان مظالم کا شکار ہوا ہے اور اس کو عظمت وتقدس کے اس مقام پر پہونچا دے جو اس کا حق ہے۔

مکہ کے مسلمان بھی اپنے دین پر اس طرح صبر واستقامت کے ساتھ رہے جیسے کوئی شخص اپنی مٹھی میں انگارے لئے ہوئے ہو اور کسی تپتے اور دہکتے ہوئے پتھر پر کھڑا ہو بالآخر نجات کی صورت پردہ غیب سے ظاہر ہوئی اور ان کو ہجرت کی اجازت ملی اور وہ بھی اس محفوظ قلعہ اور مضبوط غار میں پناہ گیر ہوئے جس کا نام یثرب ہے البتہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اس سے کچھ زیادہ منظور تھا جتنا ان صاحب ایمان نوجوانوں کے ساتھ جو دوسرے صدی عیسوی میں غار میں پناگزین ہوئے تھے فیصلہ الٰہی یہ تھا کہ ان کے ذریعے اس دین کا پورے روئے زمین پر غالب آئے اور بحر وبر کا کوئی حصہ اس کے ابر رحمت سے محروم نہ رہے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (سورۃ الصف)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو بُرا ہی لگے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (المائدہ)

ترجمہ: (مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انما بعثتم میسرین و لم تبعثو ا معسرین (ترمذی بروایت ابو ہریرہؓ)

اس مومن اقلیت کیلئے یہ زمین تنگ ومحدود غار بالکل نا کافی تھا جس میں وہ زندگی کے دھارے سے کٹ کر اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے تھے جب کہ دعوت اسلامی کا پورا انحصار اس پر تھا انسانیت کا مستقبل اس کے ساتھ وابستہ تھا حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان میں یہ امت زمین کا نمک تھی اس معمولی تخم پر ان سرسبز وشاداب کھیتوں کا دارمدار تھا جس میں انسانیت کی زندگی اور بنی نوع انسان کی بقاء وفلاح کا راز پوشیدہ ہے اللہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ تھا کہ یہ اقلیت ضائع نہ ہو بیداری کے بعد پھر نیند کا شکار نہ ہو عزلت و گوشہ نشینی کی زندگی نہ گزارے بلکہ خدا کے دین کی کھل کر دعوت دے باطل کا علانیہ مقابلہ کرے انسانیت کو ظلم واستبداد کے شکنجہ سے آزاد کرائے اور اللہ کا نام اور کلمہ ہر چیز پر غالب اور بلند کرے۔

حتی لاتکون فتنة و یکون الدین کله لله (الانفال)

ترجمہ: یہاں تک کہ ظلم وفساد باقی نہ رہے اور دین کا سارا معاملہ اللہ ہی کیلئے ہو جائے۔

اصحاب کہف کے قاصد جب اپنے غار سے نکل کر شہر گئے تو ان کو ایک نئی دنیا نظر آئی لوگ بھی مختلف اور ان کی تہذیب وتمدن بھی مختلف اور ان کا مذہب بھی مختلف انھوں نے دیکھا کہ ان ہی کا دین اس ملک میں حکمران وغالب ہے اور ان کے عقائد کو احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اسی طرح جب مہاجرین مدینہ سے مکہ آئے تو مکہ نے خندہ پیشانی کے ساتھ ان کا استقبال کیا اب وہاں اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا بیت اللہ کی کلید رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی آپ ﷺ کو اختیار تھا جس کو چاہے عنایت فرمائیں ہر قسم کی عزت وشرافت اسلام کے اندر سمٹ کر آگئی تھی اور شرک و بت پرستی ذلت وتحقیر کے ہم معنی بن گئی تھی کل کے نکالے ہوئے آج کے حاکم انسانیت کے معلم اور قافلہ انسانی کے رہبر ورہنما تھے۔

(جاری)



سفرِ عشق

مفتی ابولبابہ شاہ منصوری صاحب

اس دنیا کا جو زمانہ انبیاء و تابعین سے قریب تھا وہی اس کائنات کا بہترین زمانہ تھا اس لئے اُسے خیر القرون کہا گیا ہے۔اس میں زمین پر نیکیاں زیادہ اور گناہ کم ہوتے تھے پھر جو نیکیاں ہوتی تھیں وہ ہمارے آج کے زمانے سے بظاہر تعداد میں کم ہوتی تھیں لیکن ان میں اخلاص اور شریعت وسنت کی اتباع کی وجہ سے ایسے روحانی قوت تھی کہ اس زمانے کے عوام آج کے خواص سے زیادہ متقی و دیندار ہوتے تھے اور اس زمانہ کے خواص کا کیا کہنا کہ ان کے گرد تو علم وعمل کے نور کا ایسا ہالہ ہوتا تھا کہ ان کے زبان سے کہے کے اثر کے علاوہ ان کی پیشانی سے پھوٹنے والے نور اور ان کے وجود سے پھیلنے والی برکات اور فیوض بھی قابل دید تھیں اس وجہ سے پاک نیتیں، رزق حلال، عمل صالح، اور بلند عزائم ہوتے تھے حج کے عمل کو لے لیجئے آج مسلمانوں کے جو وسائل حمل ونقل دستیاب ہیں ان کی وجہ سے ارض حرمین پر زائرین کی حاضری سے ماشاء اللہ روئے زمین کے سب سے بڑے اجتماع ہے۔اب لبیک کی صدائیں پہلے سے زیادہ ہیں لیکن ان میں وہ ایمانی و روحانی گونج پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔جس سے ارض وسما ہل جاتے تھے حجاج کرام دور دراز سے پیدل یا پھر جانوروں پر سفر کرتے تھے ایک ایک درہم خالص طیب مال حلال سے جوڑتے ،گھر سے وہ احرام باندھ کر چلتے جس کا دھاگا دھاگا ذکر وتسبیحات پڑھتے ہوئے بنایا گیا تھا،راستے میں ناقابل بیان مشقتیں برداشت کرتے ،ایک ایک سانس اور ایک ایک لمحے کی حفاظت کرتے کرتے حرمین پہنچ جاتے ،ان کی لبیک انسانی ضمیر کی ایسی پاکیزگی اور روحانی نورانیت کی ایسی طاقت سے لبریز ہوتی کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا جواب دیتا ،عرفات میں ان کی دعائیں عرش کو ہلا ڈالتی تھیں ،منیٰ میں ان کی قربانیاں سنت ابراہیمی کی حقیقی یادگار ہوتی تھیں اور شیطان کو ماری گئی ہر کنکری کے پیچھے انسانیت اور اس کے معبود برحق سے محبت اور شیطانیت اور اس کے علمبرداروں سے کراہیت کا سچا جذبہ ہوتا تھا،ان کا طواف محبت وعشق سے لبریز اور سعی غیر اللہ کی نفی کی کاٹ دار تلوار ہوا کرتی تھی ،ان کی بیت اللہ پر پہلی نظر میں ایسی تاثیر ہوتی تھی کہ مادیت کے حجابات چھٹ کر روحانیت کی بلند منزلیں یک لخت طے ہو جاتی تھیں اور رخصتی کے وقت آخری نظر وہ تاثیر رکھتی تھی جو کہ زندگی بھر کسی میں نہیں دیکھی گئی ہے ،آج ہم میں اور حرمین میں زمینی فاصلے کم لیکن روحانی فاصلے بڑھ گئے ہیں ،ہمیں عین اور چیز پر نظر ٹکنے نہ دے یہاں تک کہ حاضری میں بھی حضوری نصیب نہیں ،بار بار حاضری سے بھی ہمارے باطن کی غلاظتیں دھل کر ظاہر اجلا نہیں ہو رہا اس کی وجہ سے رزق حلال کو مشتبہات سے پاک کرنے کا عدم اہتمام ،حاضری کے ایک ایک عمل کو سیکھ، سمجھ کر سنت کے مطابق برتنے کی پابندی نہ کرنا ،اور پہلی حاضری کو آخری حاضری سمجھ کر عقیدت و محبت اور فکر آخرت کے جذبات سے سر شار ہو کر مناسک حج کی ادائیگی پر توجہ نہ دینا ہے ،آج عمرے اور حج کے اسفار تسلسل سے ہو رہے ہیں لیکن صورت کو حقیقت بنانے پر محنت کی بہت ضرورت ہے ، نیز ترجیحات کا تعین بھی نہایت ضروری ہے ،اگر ہم خطیر اخراجات کے ساتھ مسلسل حاضری کی سعادت پر زور دے رہے ہیں اور پڑوس میں بچوں کی کٹی پھٹی لاشیں اُجڑی ویراں بستیاں اور مہاجرین کے بے گور وکفن اجسام بکھرے پڑے ہیں تو ہمیں فکر کرنی چاہئے کہ ہماری لبیک کا جواب لبیک سے آئے گا یا لا لبیک سے ؟؟؟ آداب حرمین کے مسلسل مذاکرے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے وہ محروم اور مظلوم جن کی حرمتیں پامال ہو رہی ہیں کی فکر اور فکر کرنے والوں کے تعاون کی فکر کو زندہ کرنا ضروری ہے ورنہ تکبیریں ہوتی رہیں گی آسمان سے شاید جواب نہ آئے گا ،جانور ذبح ہوتے رہیں گے اور نفس ذبح نہ ہوگا ،شیطان کو کنکریاں ماری جاتی رہے گی لیکن وہ قبول ہو کر اُٹھائے نہ جائے گی بازاروں میں خریداری ہوتی رہے گی لیکن وہ متاع نایاب جو دنیا بھر کے خزانے دیکر بھی مول نہیں لی جاسکتی ۔۔۔البتہ ایک مقبول نظر ایک مقبول آہ ایک مقبول دعا سے ہاتھ آجاتی ہے ۔۔۔وہ نصیب نہ ہو سکے گی ۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی حاضری کو حضوری میں اور حضوری کو احسانی میں تبدیل کرنے کی عطا فرمادے ۔

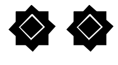
(آمین)

اگر ہم خطیر اخراجات کے ساتھ مسلسل حاضری کی سعادت پر زور دے رہے ہیں اور پڑوس میں بچوں کی کٹی پھٹی لاشیں اُجڑی ویراں بستیاں اور مہاجرین کے بے گور وکفن اجسام بکھرے پڑے ہیں تو ہمیں فکر کرنی چاہئے کہ ہماری لبیک کا جواب لبیک سے آئے گا یا لا لبیک سے ؟؟؟ آداب حرمین کے مسلسل مذاکرے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے وہ محروم اور مظلوم جن کی حرمتیں پامال ہو رہی ہیں کی فکر اور فکر کرنے والوں کے تعاون کی فکر کو زندہ کرنا ضروری ہے ورنہ تکبیریں ہوتی رہیں گی آسمان سے شاید جواب نہ آئے گا ۔

فتنوں سے بھاگنا دینداری ھے

ابو سعید خدریؓ سے روایت ھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
قریب ھے کہ مسلمان کا اچھا مال بکریاں ھونگی جن کو لیکر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور چٹیل میدانوں میں چلا جائے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچالے۔

(رواہ البخاری فی صحیحہ)



قسط چہارم

آئین پاکستان ١٩٧٣ء

مملکت خداداد پاکستان کیلئے دی گئی قربانیوں کی منزل مقصود
یا
ان قربانیوں پر؟؟؟؟؟؟

مفتی ابوہریرہ صاحب

گذشتہ اقساط میں پاکستان میں بعض ان حرام کاموں کا ذکر کیا گیا جس کو پاکستان میں قانوناً،عملاً اور عقیدتاً حلال سمجھتے ہیں اس موضوع پر اب شرعی حکم کا ذکر کرتے ہیں۔

مملکت خداداد پاکستان میں اب شریعت مطہرہ میں مذکورہ بالا امور کا حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم کرتے ہیں تاکہ قارئین حضرات کو آسانی سے سمجھ سکے کہ موجودہ پاکستان اور کفریہ ممالک مذکورہ بالا امور کی حیثیت سے ایک صف میں کھڑے ہیں اور ان میں ایک ذرہ برابر فرق بھی نہیں ہے ،پھر بے ساختہ یہ آواز ہر خاص وعام کی زبان سے نکلے گی کہ موجودہ حکمرانان پاکستان کے خلاف جہاد فرض عین ہے اور جو اِن کیخلاف سر دست جہاد میں مشغول ہیں وہ حق بجانب ہیں ،ہرلحاظ سے (مالی، جانی، قولی، زبانی قلمی) سے ان کی معاونت ضروری ہے پھر عوام وخواص اس بات پر پچھتاویں گے یعنی پشیمان ہونگے کہ انہوں نے کیوں ایسے دنیاوآخرت کے خیر خواہوں کے خلاف نیشنل ایکشن پلان بنایا ہے،اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُواً أُولَـٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ()وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِراً كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْراً فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (لقمان آیات ٦ تا ٧)

ان آیت مبارکہ کی مختصر تشریح معارف القرآن میں حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحب یوں کرتے ہیں۔اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا اُن کو سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

اور ان سعداء مصلحین کے مقابل کچھ لوگ ایسے ہیں جو قرآن سے اعراض کرکے کھیل کی باتوں کے یعنی قصے کہانیوں اور خرافات اور گانے بجانے والی لونڈیوں کے خریدار ہے تاکہ یہ قصے سنا کر محفل گرم کریں اور لوگوں کو خدا کی راہ سے یعنی اس کے دین سے بے سمجھے بوجھے یعنی بعجہ بے علمی اور جہالت کے گمراہ کریں، خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی فکر میں ہیں اور یہ گمراہ اس فکر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی مذاق اُڑاوے یعنی بالکل جاہل ہے نیک وبد کو کچھ نہیں سمجھتا ،آیات الٰہی کا لہوالحدیث (گانے بجانے) سے مقابلہ کرتا ہے اور راہ حق کا ٹھٹھا بناتا ہے اور اللہ کی باتوں کے ساتھ تمسخر کرتا ہے ایسے ہی لوگوں کیلئے ذلت ورسوائی کا عذاب ہے آپ ان کو اسی عذاب کی خبر سنادیجئے اور اس شخص کی حالت یہ ہے کہ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ شخص مغرور بن کر پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے، گویا کہ اس نے آیات کو سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے کانوں میں سخت گرانی یعنی بہرہ پن ہے، آیات الٰہی کا حق تو یہ تھا کہ اُن کے سامنے سر جھکاتا اور بعد تواضع وادب ، ہدایت ومعرفت کا خواستگار ہوتا لیکن اس نے بجائے توجہ کے بے التفاتی برتی اور بجائے عاجزی کے تکبر کیا اور بجائے مدح کے ان کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور عین ہدایت وحکمت کے مقابلہ میں لہوالحدیث یعنی لغو اور باطل کو لایا ، پس آپ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی بشارت سنادیجئے کیونکہ ایسا شخص خدا کا اور اس کے دین کا دشمن ہے اور دشمن ایسی ہی بشارت کا مستحق ہے (معارف القرآن لکاندھلویؒ)

مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت سے آخر زمانہ میں ایک قوم بندر اور خنزیر بن جاوے گی ،صحابہ نے عرض کیا کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ ہونگے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ وہ صوم وصلوٰۃ اور حج سب کچھ کرتے ہونگے ،کسی نے عرض کیا کیا پھر اس سزا کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے معازف اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباسؓ،عبداللہ ابن مسعودؓ،عبداللہ ابن عمرؓ اور جابر بن عبداللہ سے یہی منقول ہے کہ یہ آیت گانے بجانے اور لغو کہانیوں (جیسے ڈراموں، فلموں، ٹی وی شوز، کلچر شوز) کے بارے میں نازل ہوئی (قرطبی ج١٤ص٥١)

عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نضر بن حارث کچھ گانے والی لونڈیاں خرید لایا تھا جس کو اسلام کی طرف راغب دیکھتا تو اس کو بُلا کر لاتا اور شراب پلاتا اور گانا سنواتا اور کہتا کہ بتلا یہ بہتر ہے یا وہ، بہتر ہے جس کی طرف تم کو محمد ﷺ بُلاتے ہیں کہ نماز پڑھو ،روزہ رکھو اور اس کے ساتھ ہوکر اپنی جان کھپاؤ یعنی جہاد کرو، مقصود اس کا یہ تھا کہ لوگ قرآن چھوڑ کر یہ قصے سنیں، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

(حوالا بالا ج٦ص٣٧١پارہ٢١سورہ لقمان)

آگے لکھتے ہیں اور جو غنا (گانا) تحریک اصوات اور تحسین نغمات کے ساتھ برعایت قواعد موسیقی ہو وہ بالاتفاق حرام ہے،غرض یہ کہ اس آیت میں لہوالحدیث سے قصے کہانیاں (ڈرامے فلمیں) اور گانے بجانے کا سامان مراد ہے جیسے باجا اور بانسری، موسیقی ،ستار اور سارنگی، خرافات اور مضحکہ خیز باتیں (جس طرح ٹی وی ڈراموں میں ہوتی ہیں) ناول اور افسانہ جات اور گانے بجانے والی لڑکیاں (جن سے حکومت پاکستان کی تعلیم گاہیں بھی خالی نہیں پرائمری سے لیکر کالج ویونیورسٹی تک) یہ سب چیزیں لہوالحدیث کے عموم میں داخل ہے اور یہ سب چیزیں باجماع صحابہ کرامؓ وتابعین وبالاتفاق ائمہ مجتہدین حرام ہے جن کے حرام ہونے میں ذرا برابر شبہ نہیں اور گانا

بجانا (جس کو پاکستان میں روح کی غذا سے تعبیر کرتے ہیں اور حلال سمجھتے ہیں روزی کمانے کا ایک آسان اور دل بہلانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں) تو تمام ملتوں اور دینوں میں حرام رہا ہے یہ نفسانی اور شہوانی چیزیں کسی دین میں کبھی بھی جائز نہیں ہوئیں اور گانے بجانے اور مزامیر (موسیقی) کی حرمت میں بے شمار احادیث آئی ہیں (جنہیں بعد میں مختصر ذکر کی جائیں گی)۔

جاننا چاہئے کہ اس قسم ہفوات اور خرافات، ناولوں اور افسانوں کا پڑھنا (جن سے آجکل کوئی بک ڈپو خالی نہیں) بلاشبہ حرام ہے اور جب اس سے مقصود استماع حق اور سماعت قرآن سے روکنا ہو تو وہ بلاشبہ کفر ہے، دشمنان حق کا طریقہ ہی یہ ہے کہ استماع حق (حق سننے) سے باز رکھنے کیلئے کوئی نہ کوئی مشغلہ نکال کھڑا کرتے ہیں اور حق کا مذاق اڑاتے ہیں (جیسا کہ قبائلی علاقوں میں فوجی چھاؤنیوں میں ایف ایم ریڈیوز) اور جب ان کو حق بات سنانے کی کوشش کی جاتی ہے تو ناک بھون چڑھاتے ہیں گویا کہ کچھ سنا ہی نہیں اور مغرورانہ گردن ہلاتے ہوئے چلے جاتے ہیں ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اسی قسم کے لوگوں کا حال بیان کیا ہے اور وعید شدید اور عذاب مہین (رسواکن عذاب) کی خبر دی ہے (حوالہ بالا ج ۶ ص ۱۷۴)

حدیث پاک میں آتا ہے: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو شخصی دولت بنالیا جائے، لوگوں کی امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے، زکواۃ کو ایک تاوان سمجھا جانے لگے، علم دین کو دنیا طلبی کیلئے سیکھا جانے لگے، مرد اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے، دوست کو اپنے قریب کریں اور باپ کو دور رکھے، مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے، قبیلہ کا سردار اُن کا فاسق بدکار بن جائے، قوم کا سردار ارذل (بدترین رذیل کمینہ) آدمی ہوجائے، شریر آدمیوں کی عزت اُن کے شر کے خوف سے کی جانے لگے، گانے والی عورتوں اور باجوں گانوں کا رواج ہوجائے، شراب پی جانے لگے، اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگے تو اس وقت تم انتظار کرو سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنسنے کا، صورتیں مسخ ہوجانے کا، آسمان سے پتھروں کی بارش کا اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو ایک بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے کہ کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے بیک وقت یکے بعد دیگرے گر جاتے ہیں۔ (ترمذی وقال حدیث حسن غریب)

اس حدیث کے الفاظ کو بار بار پڑھئے اور دیکھئے کہ اس وقت کی دنیا کا پورا پورا نقشہ ہے اور وہ گناہ جو پاکستان میں عام ہوچکے ہیں اور بڑھتے جارہے ہیں ان کی خبر چودہ سو برس پہلے رسول اللہ ﷺ نے دے دی ہیں، مسلمانوں کو اس پر خبردار کیا ہے کہ ایسے حالات سے باخبر رہیں اور گناہوں سے بچانے کا پورہ اہتمام کرے ورنہ جب یہ گناہ عام ہوجائیں گے تو ایسے گناہ کرنے والوں پر آسمانی عذاب نازل ہوں گے، ان گناہوں کی فہرست میں عورتوں کا گانا اور گانا بجانے کے آلات طبلہ، سارنگی وغیرہ کا بھی خصوصیت سے ذکر ہے، جنہیں پاکستان میں حلال سمجھا گیا ہے، جو بلاشبہ کفر کے زُمرے میں آتا ہے۔

مملکت خداداد پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء میں مذکورہ بالا تمام امور کی کمائی اور محنت کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ مذکورہ دونوں مادوں سے صاف معلوم ہوتا ہے، اور ان کے عمل سے بھی آشکارا ہے باقاعدہ حکومت کی حفاظت میں سنیما چلتے ہیں ڈرامے اور فلمیں بنائے جاتے ہیں، ٹی وی اور ریڈیوز پر گانے بجانے کی اشاعت کرتے ہیں، ان کی مخالفت کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے۔ آیئے حدیث سے ان تمام چیزوں کے حکم کو معلوم کرتے ہیں، ترمذی اور ابن ماجہ میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے گانے والی لونڈیوں کے خرید وفروخت سے اور ان کی محنت اور کمائی کھانے سے منع فرمایا اور طبرانی نے بروایت عمرؓ نقل کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گانے والی لونڈی کی قیمت حرام ہے اور اس کا گانا بھی حرام ہے اور ابن ابی الدنیا طبرانی اور ابن مردویہ نے ابوامامہؓ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو دین حق دیکر بھیجا کہ نہیں بلند کیا کسی شخص نے اپنی آواز کو گانے میں مگر اللہ تعالیٰ مسلط فرماتا ہے اس پر دو شیطانوں کو کہ اس کے کندھوں پر سوار ہوتے ہیں پھر اس کے سینے پر لاتیں مارتے ہیں جب تک وہ خاموش نہ ہوجائے ابن ابی الدنیا نے ''ذم الملاھی'' میں اور بیہقی نے سنن میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گانا دل میں نفاق کو اس طرح اُگاتا ہے جس طرح کہ پانی غلہ یا سبزی کو اُگاتا ہے، امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں کہ خز، صریر (ریشم)، شراب اور معازف (گانا، باجا، ڈھولک وغیرہ) کو حلال سمجھیں گے، اور عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا انہوں نے کہ دف حرام ہے، معازف حرام ہے، ڈھولک حرام ہے اور مزمار حرام ہے، اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا۔ ابوداود، ابن ماجہ سنن میں اور حبان نے اپنی کتاب صحیح میں حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ليشربن ناس من أمتي الخمر يسمونها بغير اسمها يعزف علىٰ رؤسهم بالمعازف والمغنيات يخسف الله بهم الأرض ويجعل الله منهم القردة والخنازير ـ

ترجمہ: میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے ان کے سامنے (سروں پر) پر معازف اور مزامیر کے ساتھ عورتوں کا گانا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیگا اور ان کی صورتیں مسخ کرکے بندر اور سور بنا دیگا۔

جامع الترمذی میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں بھی خسف (زمین میں دھنسانا) اور مسخ (صورتیں بگاڑ کر بندر اور خنزیر بنانا) واقع ہوگا جب گانے والیاں اور معازف علی الاعلان ہوجاوے اور مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت سے آخر زمانہ میں ایک قوم بندر اور خنزیر بن جاوے گی، صحابہ نے عرض کیا کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ

ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ وہ صوم وصلوٰۃ اور حج سب کچھ کرتے ہونگے، کسی نے عرض کیا کیا پھر اس سزا کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے معازف اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا اور مسند احمد میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ مزامیر اور معازف کو مٹا دوں۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے گانے والیوں پر اور جس کی خاطر گایا جاوے۔

طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غنا (گانا گانے) سے منع فرمایا ہے اور اس کے سننے سے۔ یہ تمام روایت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کی کتاب حق السماع سے نقل کی گئی۔

ٹی وی، ریڈیو، بیوٹی پارلر، کلچر شو، سٹیج شو، میراتھن وغیرہ بے حیائی کے کاموں کے بارے میں مزید رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملاحظہ کریں: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جب کسی بندہ کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتے ہے تو اس کے دل سے حیاء نکال لیتے ہیں جب اس سے حیاء نکل جائے تو تمہیں وہ شخص (اپنے اعمال بد کی وجہ سے) ہمیشہ اللہ کے قہر میں گرفتار نظر آئے گا جب تمہیں وہ ہمیشہ قہر خداوندی میں گرفتار ملے گا تو اس کے دل سے امانت سلب ہو جاتی ہے اور جب اس کے دل سے امانت سلب ہو جاتی ہے تو وہ تمہیں ہمیشہ چوری (بد دیانتی) اور خیانت میں مبتلاء نظر آئیگا اور جب وہ چوری اور خیانت میں مبتلا ہوا تو اس کے دل سے رحم ختم کر دیا جاتا ہے اور جب وہ رحم سے محروم ہو گیا تو تمہیں وہ شخص ملعون ومردود نظر آئیگا اور جب تم اسے ملعون ومردود دیکھو تو سمجھ لو کہ اس کی گردن سے اسلام کی رسی نکل گئی

(رواہ البیہقی فی سننہ ج ۳ ص ۳۱۸)

اب آپ یہ حدیث بار بار غور سے پڑھیئے اور موجودہ حکمرانان پاکستان فوج پاکستان استخبارات پاکستان علماء طلباء اور ایک خاص ٹولے کے علاوہ سب کے سب کی زندگی انہیں بے حیائی کے کاموں میں گزرتی ہے، زنا اور لواطت (اغلام بازی) کے اڈے کھولے ہوئے ہیں، تعلیمی اداروں سے لیکر پارلیمنٹ تک سیکھنے اور سکھانے والے حکومت چلانے والے، اور جن پر حکومت کی جاتی ہے سوائے چند خاص قسم کے لوگوں کے سارے کے سارے اس قہر خداوندی کو دعوت دینے والے گناہ میں مبتلاء ہیں، جس کے اثبات کیلئے کسی بھی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ فارسی میں مشہور مقولہ ہے ''عیاں را چہ بیان'' ان کی عملی زندگی سب کے سامنے ہے۔

کھیل کود کے بارے میں بھی شرعی حکم پڑھیئے، مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ''معارف القرآن'' میں رقم طراز ہے: پہلی بات قابل نظر یہ ہے کہ قرآن کریم میں جتنے مواقع میں لہو یا لعب (کھیل کود) کا ذکر کیا ہے وہ مذمت اور برائی کے مواقع ہے جس کا ادنیٰ درجہ کراہیت ہے (کذا فی روح المعانی وکشاف) اور آیت مذکورہ لہو کی مذمت میں بالکل واضح اور صریح ہے مستدرک حاکم کتاب الجہاد میں حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

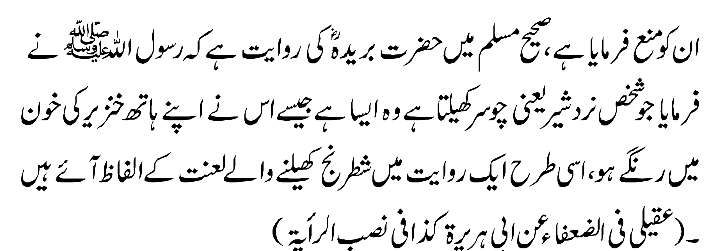
كل شئٍ من لهو الدنيا باطل الّا ثلاثة انتضالك بقوسك و تأديبك لفرسك و ملاعبتك لأهلك فأنهّن من الحق ۔

ترجمہ: دنیا کا ہر لہو (کھیل) باطل ہے مگر تین چیزیں، ایک یہ کہ تم تیر کمان سے کھیلو دوسرے اپنے گھوڑے کو جہاد کیلئے سدھانے کیلئے کھیلو، تیسرے اپنی بی بی کیساتھ کھیل کرو، اس حدیث میں ہر لہو باطل قرار دیا ہے، اور جن تین چیزوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے در حقیقت وہ لہو میں داخل ہی نہیں۔۔۔۔۔ پھر ان کھیل کود میں تفصیل ہے، بعض تو کفر کی حد تک پہنچ جاتے ہیں، بعض حرام صریح ہے اور کم سے کم درجہ مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہونے کا ہے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہیں۔

(۱) جو کھیل دین سے گمراہ ہونے یا دوسروں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنے وہ کفر ہے جیسے کہ آیت مذکورۃ الصدر آیت وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ میں اس کا کفر وضلال ہونا بیان فرمایا ہے اور اس کی سزا عذاب مہین قرار دی ہے جو کفار کی سزا ہے۔ قارئین حضرات غور فرمائیں کہ کرکٹ، ہاکی، والی بال، باسکٹ بال، سکواش وغیرہ میں لڑکے اور لڑکیوں کی شرکت کرنا خود بھی گمراہی ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کے ذرائع ہیں، پھر خصوصاً جب لڑکیاں یہ مذکورہ کھیل کھیلتی ہیں پھر تو اللہ تعالیٰ کے قہر کے تھپڑ کو برملا دعوت دیتی ہیں اور آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کی رو سے یہ کام اور کھیل بالکل جائز ہے پھر ان لوگوں کے کفر میں کیا شک وشبہ ہے کہ جنہوں نے ایک قطعی حرام چیز کو حلال کیا ہو۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی لہو لوگوں کو اسلامی عقائد سے تو گمراہ نہیں کرتا مگر ان کو کسی حرام اور معصیت میں مبتلا کرتا ہے وہ کفر تو نہیں مگر حرام اور سخت گناہ ہے جیسے وہ تمام کھیل جن میں قمار اور جوا ہو یعنی ہار جیت پر مال کا لین دین ہو یا جو مسلمان کو اداء فرائض نماز روزہ وغیرہ سے مانع ہو اب کوئی کھیل بھی جوا اور قمار سے خالی نہیں کیونکہ ہر ایک کھیل یا ٹورنامنٹ کے آخر میں کوئی نہ کوئی ایک کپ وٹرافی جیتتا ہے جو جوئے کے حکم میں آتا ہے۔

۳) اور جن کھیلوں میں نہ کفر ہے نہ کوئی کھلی ہوئی معصیت وہ مکروہ ہے کہ ایک بے فائدہ کام میں طاقت اور وقت کو ضائع کرنا ہے، مذکورہ تفصیل سے کھیلوں کے سامانوں کی خرید وفروخت کا حکم بھی معلوم ہو گیا کہ جو سامان کفر وضلال یا حرام ومعصیت کے کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت اور خرید وفروخت بھی حرام ہے اور جو لہو مکروہ میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی مکروہ ہے اس کے ساتھ بعض کھیل ایسے بھی ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر منع فرمایا ہے اگر چہ ان میں کچھ فوائد بھی بتلائے جاوے مثلاً شطرنج، چوسر وغیرہ اگر ان کیساتھ ہار جیت اور مال کا لین دین ہو تو یہ جوا قمار اور قطعی حرام ہے اور یہ نہ ہو محض دل بہلانے کیلئے کھیلے جائیں تب بھی حدیث میں



ان کو منع فرمایا ہے، صحیح مسلم میں حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نرد شیر یعنی چوسر کھیلتا ہے وہ ایسا ہے جیسے اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کی خون میں رنگے ہو، اسی طرح ایک روایت میں شطرنج کھیلنے والے لعنت کے الفاظ آئے ہیں ۔(عقیلی فی الضعفاء عن ابی ہریرۃ کذافی نصب الرایۃ)

اسی طرح کبوتر بازی کو رسول اللہ ﷺ نے ناجائز قرار دیا (ابوداود فی المراسیل) ان کی ممانعت کی ظاہر وجہ یہ ہے کہ عموماً ان میں مشغولیت ایسی ہوتی ہے کہ آدمی کو ضروری کام یہاں تک کہ نماز اور دوسری عبادات سے بھی غافل کردیتی ہے

(معارف القرآن للمفتی شفیع صاحب، تفسیر یسیر کے ساتھ ج ۷ ص ۲۲ تا ۸۵)

اب اِن قرآنی آیت اور احادیث مبارکہ کو پڑھئے اور پاکستان میں مذکورہ بالا چیزوں میں غور کریں تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ موجودہ پاکستان وہ پاکستان نہیں جس کیلئے لاکھوں کروڑوں قربانیاں دی گئیں تھیں بلکہ موجودہ پاکستان ان اشیاء میں یورپ اور امریکہ سے بھی آگے نکلا ہے کیونکہ یورپ اور امریکہ میں لڑکیوں کے کھیلوں کی ٹیمیں نہیں ہے بلکہ امریکہ میں کرکٹ جیسا انٹرنیشنل کھیل کا بھی فقدان ہے، آیا پاکستان ان جیسے گناہوں کیلئے بنایا گیا تھا؟ یا اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو عملی جامہ پہنانے کیلئے؟

☆☆☆☆

بے گناہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آجائیں گے

امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرنا گناہ اور اس پر عذاب کا وعدہ ہے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاتَّقُواْ فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الانفال)

ترجمہ: یعنی اس عذاب سے ڈرو جو صرف ان لوگوں پر نہیں آئے گا جو گناہ میں مبتلاء تھے بلکہ وہ عذاب بے گناہوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اس لئے کہ یہ لوگ بظاہر تو بے گناہ تھے لیکن جو گناہ ہو رہے تھے ان کو روکنے کیلئے انہوں کوئی قدم نہیں اٹھایا نہ زبان ہلائی اور ان گناہوں کو ہوتا ہوا دیکھ کر ان کے چہروں پر شکن نہیں آئی اس لئے ان پر بھی عذاب آجائے گا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بہت اہم فریضہ ہے جس سے ہم اور آپ سب غفلت میں ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ گناہ اور نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور بس اپنے آپ کو بچا کر خوش و فارغ ہوجانا محسوس کرتے ہیں دوسروں کو نصیحت نہیں کرتے اور اس جیسے گناہوں سے بچنے کی فکر نہیں کرتے۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ گذشتہ امتوں میں سے ایک شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص تھا جس نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا تھا اور بڑے بڑے گناہ کیے تھے اور جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے وصیت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنی زندگی گناہوں اور غفلتوں میں گزار دی ہے کوئی نیک کام کیا ہی نہیں اس لئے جب میں مرجاؤں تو میری نعش کو جلا کر راکھ کو باریک پیس کر تیز ہواؤں میں مختلف مقامات پر اُڑا دینا تاکہ وہ ذرات دور دور تک پھیل کر نیست و نابود ہوجائیں اور مزید کہا کہ یہ وصیت میں اس لئے کر رہا ہوں کہ اللہ کی قسم اگر میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ آگیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ ایسا عذاب دنیا میں کسی کو نہ دیا ہوگا اس لئے کہ میں نے گناہ ہی ایسے کئے ہیں کہ بہت عذاب کا مستحق ہوں۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے وارثوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کرتے ہوئے اس کے لاش کو جلا ڈالا پھر پیس کر اس کو ہوا میں اُڑا یا جس کے نتیجے میں راکھ کے ذرات دور دور تک بکھر گئے۔ یہ تو اس کی حماقت کی بات تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ میرے ذرات کو دوبارہ جمع کرنے پر قادر نہیں ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کے ذرات کو دوبارہ جمع کر دو جب ذرات جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ پہلے جیسا انسان بننے کا حکم دیا چنانچہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنے رب کے حضور میں کھڑا ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم نے گھر والوں کو یہ وصیت کیوں کی تھی؟ جواب میں اس نے کہا کہ خشیتک یا ربی یعنی تیرے ڈر کی وجہ سے کیونکہ میں بہت گناہوں کا ارتکاب کر چکا ہوں اور ان گناہوں کے نتیجے میں مجھے یقین تھا کہ میں آپ کے عذاب کا مستحق ہوں اور آپ کا عذاب بڑا سخت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاو میں نے تم کو معاف کر دیا۔ (مفہومی ترجمہ صحیح مسلم فی کتاب التوبہ)

اب سوچنے کی بات ہے کہ اس شخص کی وصیت بڑی احمقانہ تھی بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو کافرانہ بھی تھی اس لئے کہ اس کا گمان تھا کہ اگر مجھ کو جلا دیا جائے اور راکھ میں تبدیل کر کے پھر ہوا میں راکھ کے ذرات بکھر جائیں تو اللہ تعالیٰ سے بچنے کیلئے یہی تدبیر کارگر ہوسکتی ہے یہ عقیدہ کفر و شرک کا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ یا اللہ آپ کے ڈر کی وجہ سے اس پر اللہ نے اسے بخش دیا کہ بہت خوب تو ہم کو اپنا رب تسلیم کرتے ہو تو میں تم کو دوبارہ زندہ کر کے گناہوں کے باوجود معاف بھی کر سکتا ہوں اور اس عمل میں میرے ساتھ کسی کو بات کرنے کا حق نہیں کہ وہ مجھ پر اعتراض کر سکے۔ غالبًا اس واقعہ کے ذکر کرنے سے آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت بندے سے صرف ایک چیز کا مطالبہ کرتی ہے کہ بندہ ایک مرتبہ اپنے کئے پر سچے دل سے شرمسار اور نادم ہوجائے اور نادم ہو کر اس ندامت پر استقامت اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر کے معاف فرما دیتا ہے۔

چید چیدہ

خدمت وقیادت کا بھانڈا پھوٹ گیا

عمران خان کے بقول ضمیروں کا سوداگر نواز شریف نے قوم سے ووٹ کا مطالبہ کرکے کتنی عاجزی ومسکینی کا مظاہرہ کیا تھا کہ میں ہی پاکستان کا امین اور صحیح معنوں میں ووٹ کا حقدار ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ نواز شریف نے ووٹوں کی گنتی کے دوران بڑے اعتماد کے ساتھ کہا تھا کہ آج کے بعد پاکستان کیلئے اندرونی و بیرونی پالیسی ٹیلیفون کال آنے پر مرتب نہیں کی جائے گی لیکن وعدہ وفا کرنے کے بجائے مداریوں کی طرح قوم کو نابینا سمجھ کر بندر بانٹ کا معاملہ کیا اور قوم کے سامنے اپنے آپ کو بہت اہل ثابت کرنے کی کوشش کی۔

قوم نے تو نواز شریف کے کرتبوں کو پہچانا نہیں بلکہ قومی وعلاقائی بزرگ سمجھ کر اس کے سامنے ووٹ پیپرز کے انبار لگا دیئے۔ چاہنے والوں نے گنتی کے دوران خوب ناچ گانوں کا مظاہرہ کیا اور شیر پنجاب کے نعروں سے سارا پاکستان گونج اٹھا اب جبکہ پاناما لیکس پیپر نے نواز فیملی کی قومی خزانے میں لوٹ مار اور بیرونی ملک منی لانڈرنگ کا بھانڈا پھوڑ دیا تو اس سے نواز شریف کی قوم سے غداری کا اصل چہرہ بے نقاب ہوگیا۔ جب ملک کا سربراہ چور ڈاکو ہو تو ماتحت رعایا سے کیا گلہ۔ پاناما لکس پیپر نے نواز فیملی کے دوسو ارب ڈالر کے سرمایہ کی نشاندہی کرکے قوم کو حیرت میں ڈالدیا جبکہ نواز شریف نے قوم سے خطاب میں کہا کہ سعودی عرب میں جلاوطنی کے دوران میرے والد نے سعودی بینکوں سے قرضہ لیکر کاروبار شروع کیا اب یہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ پہلا کاروبار تو بینکوں سے قرضہ لیکر شروع کیا گیا ان اتنے قلیل عرصہ میں وہ قرضہ بھی ادا کیا گیا اور مزید دوسو ارب ڈالر کی خطیر رقم منافع بھی ہاتھ آیا کیا اس کے پاس آلہ دین چراغ ہے کہ راتوں رات ارب پتی بن گیا؟۔ اس پر مزید حیران کن یہ ہے کہ اتنا سرمایہ رکھنے کے باوجود قومی خزانے میں صرف پانچ ہزار ٹیکس جمع کرکے بھی شرم محسوس نہیں کی۔

سچ تو یہ ہے کہ میڈیا کے بقول نواز شریف اپنی بیٹی مریم نواز سے مشورہ کرکے کوئی بات کرتا ہے تو ایسے میں یہ مقولہ اس پر صادق آتا ہے کہ '' دروغ گورا حافظہ نباشد '' اصل واقعہ رونما ہونے کے بعد شرمندہ ہونے یا قوم سے معافی مانگنے یا مستعفی ہونے کے بجائے غرور پر اُتر آیا اور مخالفین کو ملامت اور طعن وتشنیع کرتا ہوا کہنے لگا کہ یہ منہ اور مسور کی دال۔ ملکی قومی ترقی کے نام پر جن منصوبوں پر عمل درآمد کیا جاتا ہے وہ قوم پر جتا کر اپنے رذیل اخلاق کا ثبوت دینے میں پیش پیش ہے۔

اس پر عربی زبان کا ایک مقولہ یاد آیا جس کا مطلب یہ ہے کہ رذیل انسان جب کبھی اونچے مرتبے تک پہنچتا ہے تو تکبر اختیار کرتا ہے اور جب حاکم ہوتا ہے تو ظلم کرتا ہے۔ بالکل نواز شریف نے یہی رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ جب وزیر اعظم بنا تو تکبر اختیار کیا اور جب حاکم بنا تو مسلمانوں پر زمین تنگ کردی گئی۔ قوم نے نواز شریف پر اعتماد کرکے ووٹ دیا بدلے میں اس نے قومی خزانے کو نہ صرف یہ کہ دونوں ہاتھوں سے لوٹا بلکہ بیرون ملک منتقل بھی کردیا تاکہ کسی پاکستانی کو اس دولت سے کوئی فائدہ نہ پہنچے حالانکہ یہ وہی پاکستانی ہیں جنہوں نے دوسروں کو ووٹ دینے کے بجائے نواز شریف کو ووٹ دیکر منتخب کیا۔

پاناما لیکس ہر آئے دن نیا لسٹ جاری کرتا ہے جس میں ان سیاستدانوں کے نام بھی شامل ہیں جو سیاست کی دوکان کو چمکانے میں عوام کو ورغلانے کے گُر جانتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں سب کچھ ہے لیکن پاکستان کیلئے کچھ بھی نہیں راولپنڈی میں کچی آبادی والوں پر جون جولائی کے مہینوں میں جب گرمی عروج پر ہوتی ہے بلڈوزر چڑھا کر گھروں کو مسمار کیا جن عورتوں یا مردوں نے مزاحمت کی ان کو دہشت گردی کے نام پر گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا جو کہ تاحال قید میں ہیں۔

پورے ملک میں بدامنی کا بحران، موبائل چوروں، جیب کتروں، قاتلوں اور ڈاکوؤں کی بادشاہت، رشوت خوری، رضا کارانہ اور جبری اجتماعی زناکاری ، جلسے جلوسوں میں ناچ گانے، خواتین کی شرکت کا کلچر اور اس میں فحاشی وعریانی کا فروغ ایک بہت بڑے طوفان کی شکل میں نمودار ہورہا ہے جو عنقریب تمام مسلمانوں کو اور خصوصاً پاکستانیوں کو غرقاب کرنے کو ہے۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر بے گناہ عوام کا قتل عام جس میں ہزاروں بچوں، عورتوں کو شہید کیا گیا۔ ماورائے عدالت خفیہ جیل خانوں سے بوری بند لاشوں کو پھینکے جانے کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ لاپتہ افراد کے ورثا اپنے پیاروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ناامید ہوچکے ہیں۔ جب بھی کوئی امریکی پاکستان کے دورے پر آتا ہے تو ضرور پاکستانی فوج کو سراہتا ہے جس سے فوج کے حوصلے بلند ہوجاتے ہیں ہر داڑھی والے کو مشکوک قرار دے کر گرفتار کیا جاتا ہے، کسی کی جان ومال محفوظ نہیں ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کا حال تک نہیں پوچھ سکتا۔

نیشنل ایکشن پلان کو کامیاب بنانے کیلئے عوام کو استعمال کیا جارہا ہے تاکہ عوام اور مجاہدین کے درمیان دشمنی کے نتیجے میں ملک اندرونی طور پر ایک بہت بڑے سنگین بحران کا شکار ہو۔ امریکی، برطانوی اور چائنیز باشندگان کو پاکستان میں کھلی چھٹی دے دی گئی ہے چاہے وہ پاکستانیوں کی آبروریزی کرے یا قتل بھی کرے۔ ملک کو

امریکہ کی تحویل میں دے دیا گیا ہے اور ہموطنوں کی حفاظت کے بجائے کفری ممالک کے باشندگان کی حفاظت کیلئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا کامیاب و پُرامن حکومت کے چلانے کے بجائے مردوں، عورتوں میں میک اپ کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ لادینیت اور جمہوریت کو پسندیدہ اور اسلام کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ روشن خیالی کے نام پر فحاشی و عریانی کو فروغ دیا جارہا ہے عالمی سطح پر ملک کو بدنام کرنے کیلئے اس ملک کے خلاف فلموں اور ڈراموں میں پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں جیسا کہ شرمین عبید نامی ایک فاحشہ عورت نے تحفظ حقوق نسواں کے نام پر پاکستانی عورتوں کی پردہ دری کرتی ہوئی حواء کی بیٹی کو احساس کمتری میں مبتلاء کرنے کی کوشش کی۔ مردوں سے مردانگی کی صفت ختم کرنے اور عورتوں کی جنس میں تبدیل کرنے کیلئے چند دن پہلے اخبار میں ایک حیران کن خبر پڑھنے کو ملا کہ سندھ اسمبلی کے اسپیکر آغا سراج درانی نے نصرت سحر عباسی کا پیش کردہ بل اتفاق سے منظور کیا کہ نئی سندھ اسمبلی میں سیلون قائم کیا جائے گا تاکہ ممبران اسمبلی میک آپ کر سکیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو ایک باوقار شخصیت کی خاطر مردانگی کی صفت سے نوازا ہے۔

ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ سطح تک تمام ارباب اختیار کرپٹ ہی کرپٹ ہیں صوبہ بلوچستان کیلئے مقرر کردہ سیکرٹری خزانہ کے گھر میں ستر کروڑ روپیہ کی خبر نے میڈیا پر ایک تہلکہ مچادیا۔ کسی مجرم کو سزا نہ دینے کی روایت ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ مشرف کو کھلا چھوڑ کر باعزت طور پر بیرون ملک بھجوا دیا گیا حالانکہ جنرل مشرف تقریباً تمام پاکستانیوں کے نزدیک مجرم ہے۔ ایگزٹ کمپنی نے جعلی ڈگریاں فروخت کرنے کا دھندہ اسی وڈیروں اور جاگیرداروں کے تعاون سے چلایا بلکہ ہر کالا دھندہ کرنے والا باقاعدہ ان کو بھتہ دیتا ہے کیونکہ کوئی بھی دھندہ بھتہ دئے بغیر نہیں چلتا۔

گندی سیاست کے نام پر کیا کچھ بولنے کا جواز نہیں کرسی اور دولت سے محبت کی خاطر انسانیت کی حدود کو پامال کر کے ایک دوسرے کے خلاف طعنے گالی گلوچ کا بازار گرم رہتا ہے اور ہمیشہ عزت نفس کے تقدس کو خاک میں ملایا جاتا ہے عمران خان کہتے ہیں کہ پرویز رشید شیطانی قوتوں کا سردار ہے جبکہ پرویز رشید کے مطابق عمران خان نے شیطان سے مک مکا کرلیا ہے اور عجب یہ ہے کہ شیخ رشید نے کہا کہ میں نواز شریف سے ڈرنے والا نہیں بلکہ میں سیاست کے میدان کارزار میں نواز شریف کیلئے خودکش بمبار کی حیثیت رکھتا ہوں۔ اب تو امن کے دعویداروں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ عنقریب رائے ونڈ کی طرف لانگ مارچ ہوگا اور اس لانگ مارچ میں عمران خان ایڑی چوٹی کا زور لگا کر نواز شریف کے سامنے طاقت کا مظاہرہ کریں گے جبکہ ساتھ ہی بلا بردار گروپ بھی ساتھ ہوگا اب اس مرتبہ بلے کا ٹاکرا گیند سے نہیں بلکہ نواز شریف کے ماتھے سے ہوگا۔ ن لیگ نے بھی خوب تیاری کی ہے اور کہا ہے کہ رائیونڈ مارچ میں اگر کسی نے مارچ قائدین کے سروں پر ٹماٹر یا انڈے پھینک دئے تو اسے انعامات سے نوازا جائے گا دوسری جانب نواز شریف نے دفاعی پوزیشن بھی سنبھالی ہے اور بے چارہ بلے کا مقابلہ ڈنڈوں سے ہی کا مقابلہ کریں گے۔

غرض یہ کہ موجودہ نواز حکومت عوام کیلئے کسی بھی لحاظ سے مفید حکومت نہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ اب آگے دیکھو کہ کیا ہوتا ہے کہ پکچر ابھی باقی ہے۔

اے میرے عزیز اہل وطن: کیا آپ پھر بھی ایسے غداران وطن کو ووٹ دینا پسند کریں گے؟ جبکہ موجودہ طریقہ کار غیر شرعی بھی ہے اور آپ کی یہ ذمہ داری نہیں کہ ایسے لوگوں کو ووٹ دیکر خائنین کو خیانت کرنے کا موقعہ فراہم کریں بلکہ گناہ کا سبب ہے اور روز قیامت میں اللہ کے حضور میں جواب دینا ہوگا۔

بوکھلاہٹ ہی بوکھلاہٹ

پاکستانی حکمران، فوج اور دیگر تمام ادارے بوکھلاہٹ کا شکار، پریشانی، خوف وہراس میں مبتلا حیران وسرگرداں شب وروز یہ غم وتشویش کررہے ہیں کہ ابھی کوئی دھماکہ یا کوئی فدائی حملے کا سامنا ہوگا زندگی کے ہر موڑ پر ان کو طالبان ہی طالبان نظر آتے ہیں۔

جو بھی سر جوڑ کر اپنے کاموں کے بارے میں کسی سے بات کرتا ہے تو بیچاروں کو شک ہوتا ہے کہ یہ کسی پلان کی منصوبہ بندی تو نہیں کررہے ہیں اسی لئے تو چوہدری نثار نے حکم جاری کیا کہ آج کے بعد مارکیٹ میں بچوں کیلئے کھلونا پستول، بندوق وغیرہ فروخت کرنا جرم تصور ہوگا کیونکہ یہ کھلونا پستول دیکھنے میں اصلی معلوم ہوتی ہے اور دیکھتے ہی کسی رینجر یا پولیس اہلکاروں کے رونگٹے کھڑی کر دیتے ہیں۔ ارے یہ کھلونا پستول بندوق بھی کیا غضب ہے جس سے ڈر کر بہادر اہل کاروں کے پاؤں تلے زمین نکل جاتی ہے۔ حفاظتی اقدامات کو مزید بہتر اور تحفظ کو یقینی بنانے کے غرض سے کوئی بھی ایسا شخص جس کے پاس اسلحہ ہو چاہے وہ لائسنس یافتہ کیوں نہ ہو مگر یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ مالک اسلحہ اپنے اسلحہ سے دو فائر کر کے خول سرکار کے پاس جمع کرے گا کیونکہ سرکار کو اپنے شہری پر اعتماد نہیں کہ کہیں یہ اسلحہ سرکار جی کے خلاف استعمال نہ ہو۔

گرمی کا موسم ہے ہر وہ شخص جس نے گرمی سے محفوظ رہنے کیلئے سر پر کوئی کپڑا، رومال یا چادر ڈال رکھا ہو یا کوئی بچہ ڈراموں، فلموں میں نقاب پوش کو دیکھ کر کسی فلمی ایکٹر کی نقل کر رہا ہو تو یہ نفسیاتی بیمار لوگ اس کو طالبان سمجھ کر قتل کر دیتے ہیں۔

اسی سال کے اوائل میں کراچی میں ایک واقعہ پیش آیا کہ رینجر اہل کار جو چوکس کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا اچانک چھ سال کا ایک بچہ نظر آیا اس بچے نے کسی فلمی اکٹر کو فلم میں دیکھا تھا کہ نقاب لگایا تھا بچے نے بھی وہی اکٹنگ کیا۔ بچے کو کیا معلوم تھا کہ یہ اکٹنگ اس کیلئے جان لیوا ثابت ہوگا۔ نقاب پوش بچے کو دیکھتے ہی رینجر اہل کار کے ہوش وحواس اڑ گئے اور بچے پر فائر کھول دیا جس سے بچہ جان بحق ہوا بے چارہ سپاہی ناتجربہ کار تھا کیونکہ اس کو تو قابلیت یا تربیت کے بعد نہیں بلکہ یوں ہی بلا تجربہ

کرایہ پرلا کر ڈیوٹی پر کھڑا کر دیا گیا تھا اس سے پہلے بھی دو ایسے واقعات مشاہدے میں آئے کہ شیر خوار بچوں کے نام بھی دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کر دئے گئے جو بعد میں ان بچوں سے تھانوں میں نشان انگوٹھا لگوا کر رہا کئے گئے ۔اب عید قربان کے موقعہ پر قربانی جانوروں کی کھالوں کی شامت آئی کہ دینی مدارس یا دیگر خیراتی ادارے بغیر اجازت کھالیں جمع نہیں کر سکیں گے اس کی نگرانی کیلئے خصوصی مانیٹرنگ سیل قائم کیا گیا تا کہ ملک میں تمام اہل وطن کے قربانی کرنے والوں کا مکمل ریکارڈ فراہم کرے کیا ایسا اقدام خوف میں کمی کی ضمانت دے سکتا ہے ؟ حکمرانان پاکستان کا خوف ایٹم بم ، بھاری توپوں ،ایف سولہ طیاروں اور کوبرا ہیلی کاپٹروں کے ہوتے ہوئے بھی کم نہ ہوا اپنے آپ کو محفوظ بنانے کی کوئی بھی تدبیر عمل میں لائے بغیر نہ چھوڑا صرف ایک ہی حربہ باقی تھا کہ میڈیا پر پابندی لگائی جائے بی بی سی کے مطابق حکومت پاکستان نے پاکستانی میڈیا پر پابندی مزید سخت کر دی۔

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) نے ۲۷ تنظیموں کے متعلق کوریج کو ممنوع قرار دیا ہے مگر ساتھ ساتھ یہ مضحکہ خیز اور متضاد بیان بھی جاری کیا ہے کہ اس پابندی سے آزادی اظہار رائے پر بُرا اثر نہیں پڑے گا۔ایک طرف آزادی اظہار رائے کے بلند بانگ دعوے اور دوسری طرف میڈیا کوریج کو محدود کرنا۔اس پابندی کو فرعون وقت کے مفاد میں قانونی جواز بھی فراہم کیا گیا۔بی بی سی کے مطابق لاہور ہائیکورٹ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کہا ہے کہ ان پروگراموں کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے جرائم سے مراد طالبان کارروائیوں کا کوریج ہے نہ کہ فلموں ڈراموں اور فحاشیوں کی خبریں واشتہارات۔

یہ آزادی کیسی آزادی ہے کہ کسی کا موقف سننے کا حوصلہ ان حکمران اور فوج میں نہیں۔حکومتیں تو ہمیشہ افہام اور تفہیم کی باتیں کرتی ہیں لیکن جب خوف کا غلبہ ہوا تو انصاف کا گلا گھونٹنے کیلئے آزادی اظہار رائے پر پابندی لگا دی گئی اور مسلمانوں کی زبانوں پر قفل لگا کر قوت گویائی کو سلب کیا۔

لیکن دوسری جانب شرمین عبید کی زبان پر مہر سکوت نہ لگا سکے جب وہ پاکستان کو بدنام کرنے کی درپے تھی کیونکہ امریکہ جیسا ملک اس کی پشت پناہی کر رہا ہے۔

آپریشن ہی آپریشن

آپریشن کا نام سنتے ہی ہر کسی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ رونگٹے کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا جس طرح کہ لوگ مختلف ہوتے ہیں اسی طرح آپریشن بھی مختلف ہوتے ہیں طالبان کے خلاف آپریشن، طالبان کا حکمرانوں کے خلاف آپریشن، پولیس کے خلاف آپریشن، حکومت کا عوام کے خلاف آپریشن ،پولیس ہتھ ریڑوں کے خلاف آپریشن ،ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کا مریضوں کے خلاف آپریشن ، پاناما لیکس پیپر کا نواز شریف کے خلاف آپریشن الغرض ہر چیز کا آپریشن ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ آپریشن سے صرف وہ لوگ خوف کھاتے ہیں جس کو آپریشن کا سامنا ہو چاہے وہ کوئی بھی آپریشن ہو۔میڈیا پر آپریشن کا نام سنتے سنتے لوگ تھک چکے ہیں کہ آخر یہ بلا کب ٹل جائے گی جو کسی کی جان بخشی نہیں کرتی ہے بلکہ اس سایہ کی طرح ہے جو ہر انسان کے ساتھ لگی رہتی ہے۔

اس مرتبہ نواز شریف کو دیگر آپریشنوں کے علاوہ دل کے آپریشن کا سامنا ہوا شاید پاناما لیکس نے نواز شریف کے دل پر فشار بڑھا کر شریانوں کو نقصان سے دوچار کیا اب چار و ناچار پاکستان میں علاج کے بجائے لندن میں علاج کرنا ہی بہتر فیصلہ ہے کیونکہ جن لوگوں نے نواز شریف کے دل کے شریانوں میں خلل پیدا کیا تھا وہی لوگ اس کو بہتر طور پر ٹھیک کر سکتے ہیں لیکن ہمارا بھی ایک مفت مشورہ ہے کہ لندن میں ڈاکٹروں کو چاہئے کہ نواز شریف کا آپریشن کرتے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھے اول یہ کہ پہلی فرصت میں امریکہ سے دوستی کا خیال اس کے دل سے نکال پھینکے کیونکہ یہی جراثیم ہے کہ نواز شریف کی بیماری کا سبب ہے دوم یہ کہ چونکہ پاناما لیکس نے نواز شریف کو پاکستانیوں کے سامنے شرمندہ کیا ہے اس لئے ایک عدد پاناما لیکس پرچہ اس کے دل میں فٹ کریں تا کہ نواز شریف پاناما لیکس کی جفا کاری تا روز قیامت نہ بھول پائے۔

غفلت کا نبوی علاج:

نبی کریم ﷺ پر قربان جائیے کہ آپ ﷺ نے ایک ایسا طریقہ بتا دیا کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو پھر دنیا کے یہ کام تمہیں غافل نہیں کر پائیں گے، وہ طریقہ یہ بتا دیا کہ ہر قدم پر اور ہر کام سے پہلے ایک ایک دعا تلقین فرما دی ہے کہ:

جب صبح کو بیدار ہو تو یہ دعا پڑھو، جب گھر سے نکلو تو یہ دعا پڑھو، جب بازار میں جاؤ تو یہ دعا پڑھو ،جب کھانا سامنے آئے تو یہ دعا پڑھو، جب کھانا کھا چکو تو یہ دعا پڑھو، جب پانی پیو تو یہ دعا پڑھو، جب بیت الخلاء میں جاؤ تو یہ دعا پڑھو، جب بیت الخلاء سے باہر نکلو تو یہ دعا پڑھو، جب سونے کیلئے بستر پر لیٹو تو یہ دعا پڑھو، یہاں تک کہ فرمایا کہ جب میاں بیوی کی تعلقات قائم کرو تو یہ دعا پڑھو۔

یہ تمام مسنون دعائیں جو نبی کریم ﷺ نے تلقین فرمائی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو انسان دنیا کے کام دھندوں میں لگنے کی وجہ سے غفلت میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اس کو اس غفلت سے بچایا جائے ، جو آدمی ہر کام سے پہلے ایک دعا پڑھ رہا ہے تو ایسے شخص کو یہ دنیا اللہ تعالیٰ سے کیسے غافل کر دے گی؟ ایسے شخص کو یہ دنیا غافل نہیں کر سکتی، کیونکہ وہ تو ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے۔

(روح کی بیماریاں اوران کا علاج، از مفتی تقی عثمانی صاحب)

دکھی انسانیت تمہاری منتظر ہے

قاری زید مہند صاحب

اللہ رب العالمین نے اس کرہ ارض کو وجود بخشا اور اس میں مختلف اقسام کی مخلوقات پیدا کئے، بہتے دریا، جامد پہاڑ، لہلہاتے کھیت، گھنے جنگلات اور مختلف اقسام کے چوپائے، ان سب کو انسان کی سہولت کیلئے پیدا کیا اور ان سب مخلوقات میں سے انسان کے بارے میں فرمایا:

لَقَدُ خَلَقُنَا الُإِنسَانَ فِیُ أَحُسَنِ تَقُوِیُمٍ (التین)

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بہترین تخلیق (یعنی انسان) کے مقصد تخلیق کو بھی بیان فرمایا:

وَمَا خَلَقُتُ الُجِنَّ وَالُإِنسَ إِلَّا لِیَعُبُدُونِ (الذاریات)

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

لیکن دور حاضر کے سیکولر اور لادین طبقے نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کھلی بغاوت کی ہوئی ہے اور انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی بندگی سے دور کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ہر حال میں ادا کرنا چاہ رہے ہیں، ان کے مقابلے پر آئے ہوئے ہیں اور اپنی پوری توانائی اس پر صرف کر رہے ہیں، کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ یعنی اللہ کی عبادت اور زمین پر خلافت کے قیام سے ہٹا کر شیطان کی راہ یعنی ابلیس کی عبادت اور زمین پر جمہوریت کے قیام پر لگا دیا جائے۔

اگر پچھلے صرف ایک صدی کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اس سیکولر طبقے نے انسانیت کے خلاف بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کیا ہے، صرف مسلمانوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت کے خلاف کئے، اگر ایک طرف ہٹلر کی قتل وعارت ہو، جس نے لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور آباد شہر صفحۂ ہستی سے مٹ گئے یا پھر دوسری طرف ماوزے تھنگ کی خباثت کہ جس نے چین میں ایسا قانون نافذ کیا کہ ہر ایک خاندان ہر بچہ اور تمام مردوں کی نس بندیاں اور عورتوں کی ٹیوب بندیاں کر کے ایسا قتل عام کیا گیا کہ اگر ستر سالوں کے اعداد وشمار کو جمع کیا جائے تو بلا مبالغہ یہ اعداد وشمار کروڑوں میں ہونگے، یعنی کروڑوں انسانوں کو جینے سے پہلے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، انسانی حقوق کے ٹھیکہ دار امریکہ کی ہیروشیما اور ناگاسا کی پر ایٹم بم پھینکنا ہو یا افغانستان، عراق وشام میں کارپٹ بمباریاں، برما کے مظلوم مسلمانوں پر بدھاؤں کے مظالم ہو یا کشمیری مسلمانوں پر گائے کے ہولناک ظلم، یا یہودی فری میسنری کی لیبارٹریوں میں بننے والے جراثیم، جس سے براعظم افریقہ کے لاکھوں انسانوں کا قتل کیا گیا اور ان ایڈز اور نئے نئے بیماریوں کے تحفے دئے گئیں۔ عرض دنیا بھر میں ہر جگہ انسان اس سیکولر طبقے کی قتل وغارت سے پریشان ہیں اس نئے دین سیکولرزم کے پیروکار مختلف طریقوں سے انسانیت کا قتل عام کر رہے ہیں، جس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ٹیکس کے ذریعے

(۲) جدید ہتھیاروں کے ذریعے

(۳) جدید میڈیکل کے ذریعے

(۴) فیملی پلاننگ کے ذریعے

(۵) نشے کے نئے اقساموں کے ذریعے

(۶) زمین کے پلیٹوں سے چھیڑ چھاڑ کر کے مصنوعی زلزلوں کے ذریعے

اس سیکولر طبقے کی قتل وغارت سے آبی مخلوق بھی محفوظ نہ رہ سکی، سمندر میں جدید اور زہریلی میزائلی اور بموں کے تجربات کر کے لاکھوں آبی مخلوقات کا قتل کیا گیا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ان ہی لوگوں کے متعلق فرمایا:

ظَهَرَ الُفَسَادُ فِیُ الُبَرِّ وَالُبَحُرِ بِمَا كَسَبَتُ أَیُدِیُ النَّاسِ لِیُذِیُقَهُم بَعُضَ الَّذِیُ عَمِلُوا لَعَلَّهُمُ یَرُجِعُونَ (الروم)

ترجمہ: خرابی پھیل گئی ہے خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے نتیجہ میں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھادے اور وہ باز آجائیں۔

اور بقول شاعر:

زلزلے ہیں، بجلیاں ہیں، قحط ہے، آلام ہیں
جمہوریت کے ڈسنے سے انسانیت پر آئے یہ ایام ہیں

ایک طرف سیکولر طبقے کے مظالم ہیں اور دوسری طرف امت محمد ﷺ کے نوجوان جو خواب غفلت سے بیدار ہونے کا نام نہیں لے رہے، اس امت کا کام تو اس دنیا سے فتنے کی سرکوبی تھا اور ہے۔

اے نوجوانانِ امت! اپنا فرض سمجھو اور اسے انجام دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذمے لگایا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَقَاتِلُوهُمُ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتُنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّه فَإِنِ انتَهَوُاُ فَإِنَّ اللّهَ بِمَا يَعُمَلُونَ بَصِيرٌ (الانفال)

ترجمہ: اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد باقی نہ رہے۔

كُنتُمُ خَيُرَ أُمَّةٍ أُخُرِجَتُ لِلنَّاسِ تَأُمُرُونَ بِالُمَعُرُوفِ وَتَنُهَوُنَ عَنِ الُمُنكَرِ

وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰہِ (آل عمران)

ترجمہ:تم بہترین امت ہو جولوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی فتنہ ہو اس کی سرکوبی اور جہاں کہیں برے کام اور بری باتیں ہوں اس کا روکنا اس امت کی فرض منصبی ہے،تو امت کے نوجوانو!اٹھو اور انسانیت کو ان وحشی حیوانوں ، جادوگروں اور ان کالے بھیڑیوں سے آزاد کرو جو انسانیت سے خون کا آخری قطرہ بھی چوس لینا چاہتے ہیں ، میدان سج چکے ہیں آج مقابلہ ہے:

رحمانیت اور شیطانیت کا

حق اور باطل کا

انسانیت اور وحشی حیوانیت کا

علم اور جہالت کا

وحی اور طلسم کا

اسلام اور کفر کا

یہ انسانیت دشمن اس دنیا کو مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں لینا چاہتے ہیں ، جہاں پر ان کے بنائے ہوئے (انسان کے بنائے ہوئے) قوانین ہوتا کہ ان کے سفلی خواہشات کی تکمیل ہو سکے اور یہ قوانین ان کے وحشی حیوانی تسکین کا سامان کئے ہوئے ہوں اور الٰہی قوانین کے فوائد سے ساری انسانیت کو محروم کیا جائے ،انشاء اللہ آپ کے اٹھنے کی دیر ہے، بقول اقبالؒ:

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامین پیدا

آخر میں مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' سے ایک اقتباس نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں، چنانچہ مولانا فرماتے ہیں:

''عالم اسلامی کا پیغام اللہ ،رسول اور اس کی قیادت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے ،اس کا صلہ یہ ملے گا کہ تاریکیوں سے نکل کر روشنی کی طرف انسان کی عبادت سے نجات پا کر اللہ کی عبادت کی طرف دنیا کے تنگنائی سے نکل کر عالم کی وسعت کی طرف ، مذاہب کے جور وستم سے بچ کر عدل اسلامی کی طرف آنا نصیب ہوگا۔''

اس پیغام کی اہمیت سامنے آچکی ہے اور اس زمانہ میں اس کا سمجھنا دوسری زمانہ کی بنسبت زیادہ آسان اور سہل ہے، آج جاہلیت سر بازار رسوا ہو چکی ہے، اس کے چھپے ڈھکے عیب نگاہوں کے سامنے آگئے ہیں، دنیا اس سے عاجز آچکی ہے، لہٰذا جاہلی قیادت کو چھوڑ کر اسلامی قیادت کی طرف منتقل ہونے کا یہ خاص وقت ہے، بشرطیکہ عالم اسلامی اس کیلئے کھڑا ہو اور اس پیغام کو پوری عظم واخلاص وجرأت وعزیمت کیساتھ اپنالے اور اس پیغام کو دنیا کا نجات دہندہ باور کریں اور یقین کرے کہ پستی وتباہی سے دنیا کو صرف یہی پیغام نجات دلا سکتا ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

رباط یعنی پہرہ داری کا نصاب چالیس دن ہے

علامہ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت عطاء سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا مکمل رباط چالیس دن کا ہے (الاوسط)

امام احمد ابن حنبل سے پوچھا گیا کہ کیا رباط کیلئے کوئی مدت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں چالیس دن۔

اسحاق فرماتے ہیں کہ یہ رباط کی زیادہ سے زیادہ مدت کا بیان ہے ورنہ ایک دن ،ایک رات یا ایک گھڑی کے پہرہ داری بھی رباط ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مکمل پہرہ داری چالیس دن کی ہے جس نے چالیس دن تک پہرہ داری کی اور اس دوران اس نے خرید وفروخت بھی نہ کی اور کوئی بدعت بھی نہیں گھڑی، تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جس طرح ماں سے پیدا ہوتے وقت پاک تھا۔ (مجمع الزوائد،الطبرانی)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا رباط (پہرہ داری) سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سمندر کی پہرے داری ، پس جس شخص نے سمندر کے محاذ پر چالیس راتوں تک پہرہ دیا تو گویا اس نے ستر مقبول حج کر لئے اور یہ راتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اور اس کے تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (شفاء الصدور)

ایک روایت میں ہے کہ انصار میں سے ایک شخص حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس پر آپ نے پوچھا تم کہاں تھے؟ اس نے کہا میں پہرہ دینے سرحد پر گیا تھا، آپؓ نے پوچھا کتنے دن تم نے پہرہ دیا؟ اس نے کہا تیس دن، حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم نے چالیس دن کیوں نہ پوری کر لیئے؟ (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر کے ایک صاحبزادے نے تیس راتیں سرحد پر پہرہ دیا اور واپس لوٹ آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ واپس جاؤ اور دس راتیں اور پہرہ دیکر چالیس دن پوری کرو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

قسط پنجم

عالم اسلام کفری نظریاتی جنگ کے حصار میں

مولانا قاضی عمر مراد صاحب

کسی زمانے تک تو جزیرۃ العرب اس ناپاک مغربی تہذیب سے قدرے پاک رہا مگر بعض مورخین کے بقول جزیرۃ العرب اور مغرب کا یہ تعلق اور رشتہ ۱۹۳۲ء میں قائم ہوا یہ ماحول مغرب کیساتھ جزیرۃ العرب میں پائی جانی والی قدرتی تیل کی وافر مقدار میں پیداوار اور تجارت کے ذریعہ سے پیدا ہوا۔مغربی تہذیب نے جزیرۃ العرب کی ریتلی دیوار کو بآسانی عبور کیا جدید مصنوعات اور مغربی مال سیلاب کی طرح اُمنڈ پڑا وسائل راحت اور سامان تعیش کی فراوانی نے شیطانی معیار زندگی کو اچانک بلند کیا۔

مگر برخوردار کا اصل چہرہ اس وقت بے نقاب ہوا جب میڈیا پر بیان دیتے ہوئے کہنے لگے کہ مجاہدین دقیانوس اسلام پر عمل کر کے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔اس بیان کو جاری کرنے کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ شاہ سلمان اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے مجاہدین پر دقیانوسیت کا الزام لگا رہے ہیں ۔ تا کہ اہل مغرب کو مغرب پسندی اور روشن خیالی کا یقین دلایا جائے۔

زندگی کی وہ سادگی جفاکشی بلند ہمتی اور حوصلہ مندی جو کسی زمانے میں عربوں کی خصوصیات تھیں یکسر ختم ہوئیں چنانچہ ایک امریکی مصنف ڈان پریٹس اپنی کتاب ،دی میڈل ایسٹ ٹوڈے، میں لکھتا ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت سے روایتی اثرات ''دینی عقائد'' تیل سے حاصل ہونے والی دولت کی وجہ سے ضعیف ہوگئے اس لئے کہ عرب کے شیوخ اور اعلیٰ خاندانوں کے افراد تیل کی دولت سے مالا مال ہو چکے تھے ان کو مغربی مصنوعات انوکھی اور دلکش چیزوں نے متاثر کیا غریب طبقے نے شاہی خاندانوں کی شہزادوں کی یہ حالت دیکھ کر اپنی سابقہ محنت کشی اور سادگی کو چھوڑ کر شہروں کے اردگرد چکر لگانا شروع کیا۔اور صحرا میں خشک زندگی بسر کرنے والوں کو بدوی وغیرہ جیسے حقیر ناموں سے یاد کیا جانے لگے۔اب سعودی عرب میں پہلے زمانے کی طرح صحرا میں حکومت کرنے والے وہابی مکتبہ فکر کے شیوخ کی وہ حیثیت باقی نہ رہی بلکہ وہ مشرقی شان وشوکت کے ساتھ ہر قسم کے سامان راحت اور عیش کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں انتہائی مہنگے داموں والی گاڑیاں اور دیو ہیکل عالی شان محلات میں سو گھوڑے بیچ کر سوتے ہیں۔

اگر اہل عرب اپنے آپ کو دنیا میں خود کفیل بنانے کیلئے سنجیدہ کوشش کرتے اور مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ ملک کو تعمیری لائینوں پر ترقی دینے اور مستحکم کرنے کیلئے محنت کرتے تو یہ ملک آج بری طرح مغرب کا دست نگر نہ ہوتا جس سے اہل عرب کے حالات مزید بگڑ کر خراب ہوئے۔وہ عرب جو تمام دنیائے عرب وعجم کے مسلمانوں کی نظر میں حرمین شریفین کی وجہ سے معزز ترین مسلمان تصور کئے جاتے تھے اب ان کے دینی عقائد میں پختگی نہ رہی۔بلکہ مغرب اور مغربی تہذیب کی خوب دیوانے نکلے اس پر مولانا مسعود از ہر صاحب لکھتے ہیں۔حضور اکرم ﷺ تمام مسلمانوں کو عموماً اور عرب کے مسلمانوں کو خصوصاً یہود ونصاریٰ کے ناپاک اثرات سے بچانا چاہتے تھے۔وجہ یہ تھی کہ عربوں پر یہود ونصاریٰ کا اثر جلدی پڑتا ہے اور طویل عرصہ سے عرب کے اُمی یہودیوں کے ظاہری علوم وفنون سے بہت متاثر تھے جس طرح آج کے اوباش عرب یہودیوں کی تہذیب سے متاثر ہیں۔(یہود کی چالیس بیماریاں از مولانا مسعود از ہر صاحب ص۳۲ مکتبہ عرفان لاہور)

امام کعبہ قاری السدیس نے تو متعدد بار یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کے خاطر مجاہدین اسلام کی مخالفت اس کے علاوہ پرویز مشرف جیسے ظالم اور چنگیز صفت انسان کے حضور میں دعائیہ کلمات بھی پیش کئے رہی سہی کسر سعودی مفتی اعظم نے پوری کردی اس نے بلعم ابن باعور کی مثال قائم کی اور فدائیان اسلام کے متعلق ایک نامعقول اور غیر شرعی موقف اپنایا جس سے مسلمانوں کو بہت دکھ ہوا جب سعودی نیا فرمانروا شاہ سلمان تخت سلطنت پر براجمان ہوا تو بہت سے سادہ لوح مسلمان اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ نیا فرمانروا اسلامی ذہنیت کا مالک ہے شاید کمزور اور بے بس مسلمانوں کا سہارا بنے گا۔مگر برخوردار کا اصل چہرہ اس وقت بے نقاب ہوا جب میڈیا پر بیان دیتے ہوئے کہنے لگے کہ مجاہدین دقیانوس اسلام پر عمل کر کے اسلام کو بد نام کر رہے ہیں۔اس بیان کو جاری کرنے کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ شاہ سلمان اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے مجاہدین پر دقیانوسیت کا الزام لگا رہے ہیں۔تا کہ اہل مغرب کو مغرب پسندی اور روشن خیالی کا یقین دلایا جائے۔سعودی شاہان نے مغرب سے مزید سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اپنی ملک میں آزادی حقوق نسواں پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خواتین کیلئے ڈرائیونگ کی آزادی سرکاری اور غیر سرکاری محکمہ جات میں کام کرنیکی اجازت اور حرمین شریفین کی تعمیر میں غیر مسلموں سے مشورے اور داخلہ پر پابندی کو ختم کرنا یہ سب شاہوں کا نیا نظریہ مغرب پرستی کا واضح عملی ثبوت ہے۔

جبکہ شاہ صاحب کا یہود ونصاری سے نئے معاہدے اور دوستانہ تعلقات اور نیک نیتی پر مبنی داستان الگ ہے۔بعض مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ دراصل دقیانوسیت بعثت نبوی ﷺ سے پہلے دور جاہلیت کے زمانے کا نام ہے جس میں لوگ توہمات پر مبنی فرسودہ روایات کو اصلی سمجھتے تھے۔جب نور نبوت ﷺ کا ظہور ہوا اور آپ ﷺ نے ان

جعلی اور فرسودہ روایات پر عمل کرنے سے منع فرمایا اور متبادل میں اعلیٰ درجہ کا الٰہی نظام پیش کیا تو کفار نے جواباً کہا کہ آپ ﷺ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ بات ہم نے اپنے آباو اجداد سے سنی تک نہیں۔

یہ ہے اسلام اور دقیانوسیت کا آسان اور مختصر سا پس منظر اس سے ثابت ہوا کہ سعودی شاہ سلمان کا نظریہ زمانہ جاہلیت کا دقیانوس نظریہ ہے۔ اُس کے زعمِ باطل میں قرآن وحدیث پر عمل کرنا دقیانوسی ہے اہل عرب کے متعلق یہ مختصر سی بات مشت نمونہ خروار سے زیادہ نہیں درحقیقت عربوں کے آج کل کے حالات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو خون کی آنسو رونا پڑتا ہے کیونکہ اسلام کے رکھوالوں نے خود اسلام پر شب خون مارا بقول شیخ سعدی شیرازیؒ

شنیدم گوسفندے رابزرگے
رہانیداز دہان دست گرگے
شبانگاہ کار برحلقش بمالید
روان گوسفنداز وے بنالید
کہ از چنگال گرگم درربودی
چودیدم آخرش خودگرگ بودی

ترجمہ: کسی زمانے میں ایک شخص تھا جس نے بکری کو ایک درندے کے چنگل سے چھڑایا گھر آکر رات گئے اس شخص نے بکری کے حلق پر چھری پھیر دی تو اس وقت بکری کی روح نے قیدِ جسم سے پرواز کر کے روتی ہوئی کہہ رہی تھی کہ تو نے مجھے پہلے درندے کی چنگل سے آزاد کرایا لیکن آخر میں تو خود میرے لئے ایک درندہ ثابت ہوا۔

سعودی فرمانروا نے ایک اور نرالا کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ مجاہدین کو کچلنے کیلئے بننے والی اتحاد کی سرپرستی کا بیڑا اپنے سر پر اُٹھالیا گویا کہ اسلام اور مسلمانی کی آڑ میں اسلام کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔

ترکی اور مغربی تہذیب:

ترکیہ میں مغربی تہذیب کی مداخلت بڑا دلچسپ اور سنسنی خیز ہونے کیساتھ رونگٹے کھڑی کردینے والی داستان ہے کیونکہ ترکیہ وہ ملک تھا جس میں ماضی قریب تک خلافت قائم تھی اس نظام خلافت کو اسلام دشمن اور مغرب پرست عناصر نے سرنگوں کیا جس سے مسلمان قوم ہمیشہ کیلئے زبون حالی کا شکار اور زخم خوردہ ہوگئی اور شاید یہ زخم عرصہ دراز تک مندمل ہونے میں نہیں آئے گا۔

کیونکہ مغربی تہذیب تیزی سے ترکیہ میں داخل ہورہی تھی وہاں کے قائدین رہنما علماء کرام نے کوتاہی اور تغافل سے کام لیا فکری رہنمائی اور جرأت کا ثبوت دینے میں ناکام رہے کیونکہ ترکی اُمرآء نے خلافت کو اپنے مخصوص مصالح اور ذاتی مفاد کیلئے استعمال کیا ۱۹۰۰ء سے پہلے ترکیہ میں عثمانی خلافت طاقتور تازہ دم اور ترقی سے بھرپور ملک تھا ہر طرح کی احساس کمتری سے محفوظ خودشناسی اور خوداعتمادی کی دولت سے مالا مال تھا اور کسی کی ذہنی غلامی اور مرعوبیت میں مبتلاء نہیں تھا اُس وقت اہل ترک کی مثال ایک فاتح قوم کی سی تھی پھر ۱۹۰۰ء کی ابتداء میں آہستہ آہستہ اپنی مفتوح قوم کی تہذیب معاشرت اور علوم وفنون سے متاثر ہونے لگی آخر کار اُنہوں نے مفتوح قوم کا دین اور اُن کی تہذیب پوری طرح قبول کیا خوداعتمادی اور خودشناسی کا جوہر ان کے اندر باقی نہ رہا۔

۱۹۰۸ء میں مصطفیٰ کمال جو کہ فرانس کا تربیت یافتہ تھا حکومت میں اصلاحات کے نام پر تبدیلیاں شروع کی اور ملک کو جدید خطوط پر اُستوار کرنے اور مزید تعمیر وترقی کی خاطر مغربی اصولوں سے ہم آہنگی پیدا کر کے تجدّد پسندی کا نظریہ عام کیا سلطان سلیم ثالث ۱۸۰۷ء کی مخالفت کی اُس وقت ترکیہ میں دیگر تحریکیں بھی تھیں جو سلطان سلیم ثالث سے دست وگریبان تھیں ان تحریکوں کی مخالفت کی وجوہات یہ تھی کہ سلطان سلیم ثالث سے خلافت میں موجود خامیوں اور کمزوریوں کو دور کر کے اصلاح کے خواہاں تھے مگر بدقسمتی سے ان تحریکوں کا شوروغوغا مصطفیٰ کمال کے حق میں مفید ثابت ہوا دوسری جانب ترکیہ کی وہ نئی نسل جو مغربی ممالک کی درس گاہوں سے لکھ پڑھ کر فارغ ہوچکی تھی مصطفیٰ کمال کی آواز میں آواز ملا کر عثمانی خلافت کو سوہانِ روح تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوئی اِس نسل کی فکری لغزش اور باغیانہ سوچ نے ترکیہ کو جلد از جلد مغربی بنانے پر کمربستہ کیا مصطفیٰ کمال کو اپنے کارکنوں اور حامیوں سے یہی اُمید تھی مصطفیٰ کمال کے نزدیک ترکی کی حیثیت ایک مُردہ جسم کی سی تھی جس میں وہ مغربیت اور جمہوریت کی ایک نئی روح پھونکنا چاہتے تھے ترکیہ کو جدید خطوط پر اُستوار کرنے کیلئے مصطفیٰ کمال کی قیادت میں دینی شعور اور اسلامی جذبہ کو کچلنے کیلئے قوم کا رُخ مادہ پرستی قوم پرستی اور مغربی تہذیب کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تشدد سے کام لینا پڑا۔

مورخین کے بقول مصطفیٰ کمال کی سنِ پیدائش ۱۸۸۰ء یا ۱۸۸۱ء ہے بعض مورخین نے والد کا نام علی رضا بتایا ہے مگر ابوحیدر المقدسی ترجمہ دکتور عبداللہ عبدالرحمٰن نے اپنی تصنیف کتاب الرجل الصنم میں من هذالرجل یعنی یہ شخص کون ہے کے عنوان کی ذیل میں لکھا ہے کہ والدہ کا نام توزبیدہ ہے جو کہ ایک فاحشہ عورت تھی اور والد کا نام معلوم نہیں کیونکہ جب زبیدہ شہر سلانیک میں ابدوش آغا نامی شخص کے ساتھ رہتی تھی اور وہ مرگیا تو مصطفیٰ کمال بارہ سال عمر کا تھا اپنے خاندان والوں نے اس کو میراث میں حق دینے سے اس لئے انکار کیا کہ یہ حرامی ہے اس وجہ سے مصنف لکھتے ہیں:

جعله الله بلا نسب عبرة أو لى الألباب لما حارب دين الله :

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ کمال کو بلانسب رکھا عقلمندوں کی عبرت کیلئے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے دین کا مقابلہ کیا۔

تعلیم وتربیت حاصل کرنے میں مختلف مراحل سے گُزرا یہ سلطان عبدالحمید ثانی کا زمانہ تھا سلطان کی مخالفت کی وجہ سے ملک بدر ہوکر دمشق چلا گیا سلطان کی معزولی کے بعد وطن واپس آیا اور فوج میں بڑی قسم کی نوکری مل گئی ۱۹۱۰ء میں وہ

فوجی مسئولیت کے تحت فرانس چلا گیا اس سفر نے کمال کو اپنی مشن میں کامیابی کیلئے مزید بے چین کیا اِسی دوران یعنی ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی حاکم وقت سلطان سلیم ثالث نے جرمنی کے ساتھ جنگ میں معاونت کا معاہدہ کیا مصطفیٰ کمال نے اس فیصلے سے سخت مخالفت ظاہر کی کیونکہ کمال کی رائے یہ تھی کہ اس جنگ میں ترکیہ کو غیر جانبدار رہنا چاہئے خلاصہ یہ کہ جرمنی کو شکست ہوئی اور ملک سخت بحران کا شکار ہوا سلطان سمیت دیگر قائدین ترکیہ نے ملک چھوڑا اور مصطفیٰ کمال کیلئے میدان صاف ہوگیا ۱۹۲۴ء میں عثمانی خلافت جو کہ مصطفیٰ کمال کا ناپسندیدہ نظام تھا مکمل طور پے ختم کر کے جمہوریت کا اعلان کیا اور ملک کا پہلا صدر منتخب ہوا۔

ترکیہ کی مخلص اور اسلام پسند عوام نے مصطفیٰ کمال کی لادینی حکومت کے قیام کے ردّعمل میں سخت مخالفت کی اس طرح ملک میں بدامنی کی ایک عظیم لہر برپا ہوئی مصطفیٰ کمال نے اِن تحریکوں کو کچلنے کیلئے ہر ستم روا رکھا تھا اسلامی اور دینی قائدین کو پھانسیاں دی گئیں مشتعلین اور بلوائیوں کو طاقت کے ذریعے خاموش کیا گیا کہیں بھی رحم ورعایت سے کام نہیں لیا گیا اُس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ اپنے منصوبے کی تکمیل کیلئے کونسے ذرائع اور طریقے استعمال کرنے ہیں لوگ گرفتار کئے جاتے تھے اور پھانسی پر چڑھائے جاتے تھے بے خطا اور مجرم دونوں یکساں اس کا نشانہ بنے اور متکبّرانہ انداز میں کہا کرتا تھا کہ، میں ہی ترکی ہوں،

مصطفیٰ کمال ۱۹۳۸ء میں انتقال کر گیا مورخین نے اس کی نجی اور سیاسی زندگی کے متعلق تصویر کشی کی ہے کہ زرد رنگ بالوں اور سبز آنکھوں کا مصطفیٰ کمال طالب العلمی کے وقت سے اپنے دوستوں میں نا مقبول شخصیت کے مالک، جلد مشتعل ہوکر جنگجویانہ صفات کے حامل تھا البتہ ذہین اور شراب نوشی کا عادی تھا، عورتیں اس کیلئے مقناطیسی حیثیت رکھتی تھیں اور چلنے کا انداز انتہائی متکبرانہ تھا۔ ۱۹۰۰ء میں پیشنگوئی کی کہ عثمانی خلافت اور سلطنت کا خاتمہ قریب ہے۔

دوسروں پر ظلم کرنے سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا مغربی تہذیب کا پُجاری اور حواری تھا اس کے اندر نہ خُدا کا تصور تھا اور نہ روزِ قیامت کا۔ اسلامی نظام خلافت کی عمارت کو زمین بوس کیا۔

صدر منتخب ہونے کے بعد اسلام دشمنی تدابیر کا باقاعدہ آغاز کیا انگریزی ٹوپی جسے ہیٹ کہتے ہیں سر پر رکھنا لازمی کیا دین کو سیاست سے الگ کر کے بے دخل کیا اسلام کے دائرہ کار سے باہر نکلنے کی آزادی دلائی مخلوط تعلیم کا نفاذ اور آذان پر پابندی کا قانون پاس کیا، علماء اور مذہبی رہنماوں سے اختیارات واپس لیکر نظر بند کیا عثمانی خلافت کی تمام نشانات وعلامات کو مٹا دیا خواتین پر حجاب نہ کرنے کی پابندی عائد کی مصطفیٰ کمال کے بقول پُر جوش مذہبی حامی افراد شیطان کا الہ کاربن کے جہاد کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔

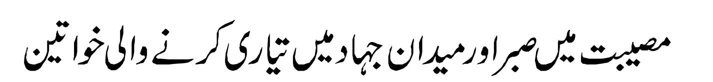
دینی محکمہ قضاء کو منسوخ اور اس کے بجائے سوئزرلینڈ کا قانون دیوانی اٹلی کا قانونِ فوجداری اور جرمنی کا قانون بین الاقوامی تجارت نافذ کیا عربی زبان کی تعلیم وتعلّم پر پابندی اور عربی الف با کو ممنوع قرار دیا اس کے بجائے لاطینی حروف تہجی کو مروّج کیا اسلام دشمنی میں مصطفیٰ کمال نے ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا جو اس سے پہلے اسلام دشمن عناصر کو معلوم نہیں تھا۔ وہ یہ کہ اس سے پہلے اسلام دشمن عناصر اسلامی کتب کو سمندر میں یا آگ میں ڈال کر ضائع کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو اتنا بڑا نقصان اُٹھانا نہیں پڑتا تھا کیونکہ اس کے بجائے دینی علماء دوسری کتابوں کی تصنیف وتالیف کا اہتمام کر دیتے لیکن مصطفیٰ کمال نے اسلام دشمنی میں کمال دکھایا کہ عربی زبان کی حروف تہجی پر پابندی لگائی جس سے عربی زبان دانی ناپید ہوگی اور مسلمانوں کو اسلامی اور شرعی احکام سمجھنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ قران وحدیث اور دیگر تمام شرعی مسائل کی اصل بنیاد عربی زبان ہے۔ غرض یہ کہ اس بے دین حکمران نے اسلام دشمنی کی انتہاء کردی اور کوئی کسر باقی نہیں چھوڑا۔

دوسرے مشرقی مسلمان مصطفیٰ کمال کو اپنا آئیڈیل سمجھتے ہیں خصوصاً سابق صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف جس وقت لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر آگ کے بم برسا کر طلباء اور کمزور طالبات پر بدمعاشی دکھائی دے رہا تھا نے کہا کہ مصطفیٰ کمال میرا آئیڈیل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مصطفیٰ کمال نے اسلامی نظام خلافت کا خاتمہ کر کے دنیا میں مسلمانوں کو کمزور طبقہ متعارف کرایا اسی طرح پرویز مشرف نے بھی افغانستان میں امارت اسلامی کی سقوط میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور لال مسجد میں بے گناہ نہتے دینی علماء کرام طلباء اور طالبات پر ظلم کے پہاڑ توڑ کر مثال قائم کی مسلمانوں کے نظریہ کی اصل بنیاد کا سر چشمہ قران وحدیث نبوی ﷺ ہیں جبکہ مصطفیٰ کمال کے نظریہ کی بنیاد مغربی جمہوریت ہے جس کے درمیاں زمین واسمان کا فرق ہے اور حد درجہ تضاد ہے تو پھر یہ کس طرح مسلمانوں کا آئیڈیل بن سکتا ہے البتہ ایک دوسرے سے کافی مماثلت ہے اور وہ یہ کہ جب محمد علی جناح نے مغربی باداروں کی سچی خدمت اور بہترین کارکردگی کا ثبوت دیا تو مغرب سے داد تحسین وصول کر کے تحفہ میں قائداعظم کا لقب عطاء فرمایا۔ اسی طرح مصطفیٰ کمال کو بھی بہترین کارکردگی کے نتیجے میں اُتاترک کا لقب ملا۔ ترکی زبان میں اتا باپ کو کہتے ہیں یعنی ترکوں کا باپ۔

امّا أتا ترك فمعناه أبو الأتراك وهو اِسم أطلقه عليه أحد المدّاحيين فيما بعد وألصقه بأسمه (كتاب الرجل الصنم ابو حيدر المقدسی) ترجمہ: ہرچہ اتا ترک ہے تو اس کا معنیٰ ہے کہ ترکیوں کا باپ یہ نام ان کے مداحوں نے ایجاد کر کے اس کے لئے خاص کیا اور دونوں اِن القابات کے مستحق بھی ہیں کیونکہ دونوں مغربی باداروں کے معیار پر پورا اُترے۔

جاری ہے

قسط دوم



مصیبت میں صبر اور میدان جہاد میں تیاری کرنے والی خواتین

مولانا ابونعمان سلمہ اللہ تعالیٰ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کیلئے آب زم زم کا چشمہ جاری کیا اور انہوں نے مکہ میں باقاعدہ رہائش اختیار کی اور قبیلہ جرھم نامی لوگوں کو علم ہوا کہ یہاں پانی موجود ہے تو حضرت ہاجرہؓ سے رہائش کی اجازت طلب کی جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا تو حضرت ہاجرہ نے ایک مشروط رہائش کی اجازت دے دی وہ لوگ مطمئن ہوئے اور زندگی گزارنے کا سلسلہ شروع ہوا اس عرصہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام زمانہ شباب کو پہنچے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اسی جرھم خاندان میں ایک لڑکی جس کا نام جداء بنت سعد جرہمیہ تھی سے نکاح کیا۔ (حاشیہ البدایہ والنہایہ)

کچھ عرصہ بعد جب کہ حضرت ھاجرہؓ وفات ہوچکی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ملاقات کیلئے تشریف لائے اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہیں تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو سے خیریت پوچھی اور حال احوال کے بارے میں استفسار کیا تو جواب میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی صاحبہ نے فقر و فاقہ کی شکایت کی کہ حالات اچھے نہیں اور مشکلات ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی پوشیدہ حکمت کے تحت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے انتظار کئے بغیر وہاں سے واپس جانے کا ارادہ فرمایا اور جاتے ہوئے بہو کو اپنے لخت جگر کے نام ایک پیغام چھوڑا اور کہا کہ جب تیرا خاوند گھر آجائے تو میرا سلام کہنا اور سلام کے بعد یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو تبدیل کریں (کیونکہ نبیؑ کے خاندان میں ایسی عورت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ خوامخواہ ناشکری کرے یا کسی ایسی چیز کے بارے میں شکایت کرے جو بزرگوں اور بڑی ہستیوں کے شایان شان کے منافی ہو۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعلق ایک ایسی ذات سے جڑا ہوا تھا جو کہ ہر صورت میں قربانی کی بلند درجات پر اپنے بندے کو فائز کرنا چاہتی تھی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے واضح ہے)

جب حضرت اسمٰعیل علیہ لسلام گھر واپس ہوئے تو بیوی صاحبہ نے اس بوڑھے بزرگ کی آمد کا واقعہ سنایا اور ساتھ ہی پیغام پہنچانے میں بھی دیر نہیں کی۔ یہ سن کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ میرے والد محترم تھے اور وہ یہ پیغام بھی دے رہے ہیں کہ میں اس بیوی کو طلاق دوں۔

اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بیوی کو طلاق دے کر قبیلہ جرھم کی ایک دوسری لڑکی سے نکاح کیا جس کا نام بنابر اختلاف رعلہ یا سیدہ تھی کچھ عرصہ بعد ایک بار پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے حالات معلوم کرنے کی خاطر مکہ تشریف لائے اس مرتبہ بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دوسری بہو رعلہ یا سیدہ سے گفتگو کرتے ہوئے حالات کے متعلق دریافت فرمایا تو اس بہو نے سابقہ بہو کے خلاف کہا کہ خدا کا شکر ہے اور ہر چیز کی خوب فراوانی ہے اور ہم خوش و راضی ہیں گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خوشی کا اظہار کرکے یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ ان کیلئے گوشت اور پانی میں خیر و برکت عطا فرما بخاری کی روایت میں ہے کہ اس زمانے میں ان کے پاس کھانے کیلئے یہی دو چیزیں تھیں اگر ان کے پاس غلہ ہوتا تو اس میں بھی زیادت کیلئے دعا فرماتے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لیجاتے ہوئے اپنی ہوشیار بہو سے کہا کہ جب تیرا خاوند گھر کو واپس لوٹے تو میرا سلام کہنا اور یہ پیغام بھی دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ اپنی جگہ رہنے دیں۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر لوٹے تو بیوی نے بتایا کہ ایک باوقار خوبصورت شکل کا سفید ریش آدمی جو شیریں زبان بھی تھا نے آکر ہمارے خیریت وعافیت کیلئے دعا کی اور آپ کو سلام کہا اور یہ پیغام بھی دے کر چلا گیا کہ تو شوہر سے کہنا کہ دروازے کی یہ چوکھٹ درست ہے۔

اسی طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس مرتبہ بھی سمجھ گئے کہ یہ میرے والد بزرگوار تھے جس نے مجھے یہ پیغام بھی دیا ہے کہ یہ بیوی ساتھ رکھنے کے قابل ایک شکر گزار، اور دعا کی مستحق عورت ہے۔

اس واقعہ میں ہماری ماؤں بہنوں کیلئے چند سبق آموز باتیں ہیں۔

اول یہ کہ ہر مسلمان عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ان تمام مشکلات میں ہاتھ بٹائے جس سے وہ دوچار ہے اور شوہر کے ساتھ شوہر کے بس و طاقت کے مطابق مطالبہ کرے اگر ایسا نہ ہو تو بیوی اپنے شوہر کے وہ حقوق ادا نہیں کر سکتی جو اسکے

> ایک دن کا وقعہ ہے کہ فرعون نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ایک بھاری پتھر اٹھا کر اسکے سر پر دے مارو اسی دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ کو جنت میں وہ مقام دکھایا جو اس کیلئے تیار کیا گیا تھا حضرت آسیہؓ نے وہ مقام دیکھا تو خوشی اور اطمینان کے باعث ہنس پڑی فرعون نے کہا کہ اس وقت آسیہ کی دیوانگی عروج پر ہے کیونکہ ہم اس کو سزا دے رہے ہیں اور یہ ہنس رہی ہے فرعون کے نوکروں نے قبل اس کے کہ وہ پتھر اٹھا کر حضرت آسیہ پر دے مارے وہ شہادت کے درجے پر فائز ہوچکی تھی۔

ذمے لازم ہیں جبکہ دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور کفران نعمت کا سبب ہے اور جس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا جائے تو اللہ اس سے وہ نعمت بھی واپس لے لیتا ہے جو اسے دی گئی ہو۔

دوہم یہ کہ جیسا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پہلی بیوی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضور میں ناشکری کا مظاہرہ کیا تو اسے خاندان نبوت سے جدا ہونا پڑا اور جب دوسری بیوی نے خدا کا شکر ادا کیا اور صبر استقامت و کفایت شعاری کا مظاہرہ کیا تو خاندان نبوت کی رفاقت ہمیشہ کیلئے نصیب ہوئی جو راحت امن اور خوشحالی کا ضامن ہے۔

سویم یہ کہ ہر ایک عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کیساتھ ایسی زندگی گزارے جو شوہر کی خوشی کا سبب ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے خصوصاً ایسے حالات میں جب شوہر کے مالی حالات بہتر نہ ہو اس سے فرمان الٰہی کے مطابق نعمتوں میں اضافہ ہو گا۔

آسیہ بنت مزاحمؓ

مزاحم نامی شخص کی بیٹی آسیہ فرعون کی بیوی تھی جس نے اللہ کی رضا کی خاطر بے شمار تکلیفیں برداشت کیں یہ وہ عورت تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہر سے اٹھا کر بچایا تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے مجبوری کے تحت لکڑی کے صندوق میں بند کر کے سمندر میں ڈال دیا تھا جب فرعون کو خبر ہوئی تو فرعون نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والا وہ بچہ ہو جس سے فرعون بہت ہی خائف تھا لیکن حضرت آسیہؓ نے یہ کہہ کر منع کیا کہ یہ بچہ اسرائیلی نہیں ہوسکتا کیونکہ نہ معلوم سمندر میں بہہ کر کہاں سے آیا ہے اور یہ کہ ہماری اولاد نہیں ہم اس کو اپنا بچہ سمجھ کر پال لیں گے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی اور حضرت آسیہؓ کو یہ علم بھی تھا کہ یہ بچہ بنی اسرائیل میں سے ہے اس وجہ سے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو باقاعدہ خرچہ بھی دیا کرتی تھی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ میں کامیاب ہوئے تو حضرت آسیہؓ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی اور ایمان کی روشنی سے دل منور ہوا گذشتہ عارضی دنیاوی آسانی و راحت کی زندگی کو خیر باد کہہ کر ہمیشہ کیلئے کامیابی سے ہم کنار ہوئی فرعون کو جب خبر ہوئی تو مختلف اور مشکل سزاؤں کا سامنا ہوا مگر وہ استقلال سے ڈٹی رہی اور کوئی بھی سزا اس کی پائے استقلال میں لغزش نہ لا سکی۔

فرعون نے بی بی آسیہؓ کو ایسی سزائیں دیں کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تپتی سورج میں گرم کنکریوں پر لٹائی جاتی تھی بالآخر فرعون نے ایک دن حضرت آسیہؓ کو زمین پر لٹا کر اس کے بدن پر آہنی میخ ٹھونک دی ایک دن کا وقعہ ہے کہ فرعون نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ایک بھاری پتھر اٹھا کر اسکے سر پر دے مارو اسی دوران اللہ تعالی نے حضرت آسیہ کو جنت میں وہ مقام دکھایا جو اس کیلئے تیار کیا گیا تھا حضرت آسیہؓ نے وہ مقام دیکھا تو خوشی اور اطمینان کے باعث ہنس پڑی فرعون نے کہا کہ اس وقت آسیہ کی دیوانگی عروج پر ہے کیونکہ ہم اس کو سزا دے رہے ہیں اور یہ ہنس رہی ہے فرعون کے نوکروں نے قبل اس کے کہ وہ پتھر اٹھا کر حضرت آسیہ پر دے مارے وہ شہادت کے درجے پر فائز ہو چکی تھی

(قصص الانبیاء لابن کثیر)

اس قربانی کو اللہ تعالیٰ نے بہت پسند فرمایا اور اپنے کلام مجید میں یوں تذکرہ فرمایا۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً لِّلَّذِينَ آمَنُوا اِمۡرَأَةَ فِرۡعَوۡنَ إِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِيۡ عِندَكَ بَيۡتاً فِيۡ الۡجَنَّةِ وَنَجِّنِيۡ مِن فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِيۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظَّالِمِيۡنَ (التحریم)

ترجمہ:۔ اور مومنوں کے لئے (ایک) مثال (تو) فرعون کی بیوی کی بیان فرمائی کہ اس نے اللہ سے التجا کی کہ اے پروردگار! میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال (زشت مآل) اور ظالم لوگوں کے ہاتھوں سے مجھ کو نجات عطا فرما۔

اس واقعہ میں بھی خواتین کیلئے چند اہم اور کارآمد باتیں ہیں

اول یہ کہ ہر عورت کو چاہئے کہ وہ اپنی عقل سے کام لیں اور اپنی عقل کے ذریعے راہ حق اور جہادی کی حقانیت کو اپنی دل میں اتار دیں اور اپنی ہجرت اور جہاد پر پشیمان نہ ہوں کیونکہ یہ پشیمانی نیک اعمال کی بربادی کا سبب ہے جیسا کہ حضرت آسیہؓ نے عقل سے کام لیا اور اپنی صحیح عقل کے نتیجے میں فرعون کی الوہیت سے انکار کر بیٹھی اور صرف ایک خدا پر ایمان لائی۔

دوہم یہ ہر عورت کو چاہئے کہ دین کی خاطر ہر قسم تکالیف برداشت کریں (پھر خصوصاً وہ عورتیں جنہوں نے ہجرتیں کیں ہوں) اور دنیاوی عیش و عشرت پر نظر نہ رکھیں بلکہ رضائے الٰہی کے حصول کی نیت سے اپنی زندگی میں ہر قسم تکالیف برداشت کریں اور ایمان کا ایک اہم جزء جو کہ رضا بالقضاء ہے عملی کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ زندگی پر صبر کریں۔

جیسا کہ حضرت آسیہؓ نے رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر دنیا کے تمام سہولتوں ،خوشیوں ،اور لذتوں کو خیر باد کہہ کر قربان کر دی اس لئے کہ وہ ایک ایسے شخص کی بیوی تھی جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا اور مصر کی تمام مرد و عورت اس کیلئے خدمات پر مامور تھے لیکن یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر قربان کر دی۔

سویم یہ کہ ہر عورت کو چاہئے کہ ہر قسم تکالیف اور مصیبتوں کا مقابلہ کریں اور تکالیف کی وجہ سے اپنی ہجرت ، جہادی مصروفیات اور اعمال نہ چھوڑیں جیسا کہ حضرت آسیہؓ نے اپنی بدن پر آہنی میخیں ٹھونکنا برداشت کیا لیکن پھر بھی اللہ کے دین سے پیچھے نہیں ہٹی۔

دارالافتاء سے جواب

دارالافتاء سے باقاعدہ سلسلہ وارترتیب ان شاءاللہ جاری رہے گی قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ کسی بھی مشکل کوقرآن وسنت اوراقوال فقہاء کرام کی روشنی میں معلوم کرنے کیلئے ادارۃ التحقیق والمعارف کے زیرسایہ دارالافتاء سے رجوع کریں برائے کرم سوال کوتحریری پیش کرنالازمی ہے۔

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اورمفتیان شرع شریف اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پیشاب یا پاخانہ کے بعد استنجاء کرے بعد میں سو جائے جب نیند سے بیدار ہوجائے تو کیا وضوء کرتے وقت دوبارہ استنجاء کرنا پڑے گا یا وہی استنجاء کافی ہے جو کہ اس نے پہلے کیا تھا کیونکہ اس استنجاء کے بعد اس نے پیشاب یا قضاء حاجت نہیں کیا ہے۔

المستفتی عبداللہ

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسے میں صرف چاراندام یعنی وضوء کرنا ہوگا اگرکوئی اس استنجاء کوضروری سمجھتا ہو جس کا ذکر سوال میں ہے تو یہ بدعت ہے اس کیلئے شرعی دلیل درج ذیل ہے۔

ان الاستنجاء علیٰ خمسة اوجه الخامس بدعة وهوالاستنجاء من الريح و ايضاً من كل ما يخرج من السبيلين الاالريح (الفتاوىٰ الشاميه ص٣٣٦)

وفی شرحه اعلم ان الاستنجاء علیٰ خمسة اوجهٍ والخامسة بدعة وهو الاستنجاء من الريح اذا لم يظهر الحدث من السبيلين

(الاختيار لتعليل المختار ص ٣٣٥)

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اورمفتیان شرع شریف اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام سورۃ الفاتحہ کے بعد آمین کہے گا یانہیں۔دوم یہ کہ امام یا مقتدی سورۃ الفاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے گا یانہیں اوراسی طرح دوسری رکعت کی ابتداء میں سورۃ الفاتحہ سے پہلے اورسورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بعداورسورت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھے گا یا نہیں۔

بینواتوجروا المستفتی مشکور

الجواب باسم الملک الوھاب

امام اورمقتدی دونوں کوآمین پڑھنا چاہئے۔

لقوله عليه السلام اذا أمن الاما م فأمنوا فأنه من وافق تأمينه تأمين الملئكة غفر له ما تقدم من ذنبه (متفق عليه)

و عن علقمة بن واثل رضـ انه صلىٰ مع النبى ﷺ فلما بلغ غير المغضوب عليهم

و لاالضالين قال آمين و اخفىٰ بها صوته ـ

(رواه احمد والطبرانى)والدار قطنى والحاكم فى المستدرك بحواله فتح القدير ص ٦٧)

وفى الهدايه اذا قال الامام و لاالضالين قال آمين و يقوله المؤتم لقوله عليه السلام اذا أمنه الامام فأمنوا (الهدايه ص ٥٠)

الفاتحہ اورسورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا سنت مؤکدہ نہیں البتہ اگرکسی نے پڑھا تو جائز ہے

ولايأتى بها (اى التسمية) بين السورتين والفاتحة الا عند محمد رحـ فأنه يأتى بها فى صلوة المخافة (الهدايه ص ٥٠)

لأنه اقرب الى متابعة المصحف (العنايه ص٢٩٣ ج١) وكذا فى بحر الرائق فلا تسن التسمية بين الفاتحة والسورة مطلقاً و قال محمد رحـ تسن لو خافت لا ان جهر و صحح قولهما فى البدائع والخلاف فى الأستسنان اما غير الكراهية فمتفق عليه و لهٰذا صرح فى الذخيرة والمجتبىٰ بأنه ان سمىٰ بين الفاتحة والسورة كان حسناً عند أبى حنيفة رحـ سواء كانت تلك السورة مقروءة سراً او جهراً (البحرا ئق)

لیکن ہررکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا ہوگا۔

وقوله فى كل ركعة اى فى ابتداء كل ركعة (البحر الرائق ص ٥٠ ج ١)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اورمفتیان شرع شریف اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم دونوں میاں بیوی کے بدن میں کچھ ایسی بیماری ہے کہ جس کے نتیجے میں ہمارے ہاں ایسے بچے پیدا ہوتے ہیں جوکہ پیدائشی بیمار ہوتے ہیں یہ بیماری بہت پیچیدہ ہوتی ہے اوراس کا علاج بیرون ملک ممکن ہے مگر پھر بھی چندان تسلی بخش نہیں اورعلاج کا طریقہ کار یہ ہے کہ چونکہ بچے کا جگرناکارہ ہوتا ہے اس وجہ سے آپریشن کے ذریعے نکال کرکسی دوسرے انسان کے جگر کا کچھ حصہ اس میں پیوند کیا جاتا ہے اورآہستہ آہستہ یہ پیوند شدہ حصہ نشونما کرتا ہوا اس بچے کا جگر مکمل ہوکر کام کرنے کے قابل ہوجاتا ہے اب جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ یہ بہت مشکل کام ہے خرچہ بھی بہت

آتا ہے اور علاج تسلی بخش بھی نہیں تو ایسی صورت میں کیا اسقاط حمل جائز ہے یا مانع حمل ادویات یا کوئی ایسا طریقہ اپنا سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں اولاد پیدا نہ ہوں۔

بینوا توجروا   المستفتی ابوعبید

الجواب ومنہ الصدق والصواب

اسقاط حمل یا ضبط ولادت کا عمل عموماً تین وجوہات کی بنا پر اپنایا جاتا ہے اول فقر وفاقہ کے خوف سے دوم تحدید النسل کی غرض سے اور سوم عذر شرعی کی وجہ سے اول الذکر دو وجوہات کی بنا پر ضبط ولادت یا اسقاط حمل جائز نہیں اور اس پر کافی نصوص وارد ہیں جبکہ عذر شرعی کی بنا پر ضبط ولادت جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا آپریشن یا دوائی استعمال نہ کی جائے جس کے استعمال سے انسان ہمیشہ کیلئے بانجھ پن کا شکار ہو جائے جیسا کہ مردوں میں ٹیوب بندی اور عورتوں میں نس بندی کا آپریشن ہوتا ہے۔

عن بن مسعود قال كنا نغزوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ليس لنا نساء فقلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا نختصى فنهانا عن ذالك (رواه البخارى و مسلم) وفى روايت ابن أبى شيبة و نحن شباب قال فقلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا نختصى ؟ قال لا ثم قرأعبد الله يا أيها الذين آمنو ا لاتحرموا طيبات ما احل الله لكم (فتح البارى ص ٩٧ ج ٩)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوا کرتیں تو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ بنا دیں؟ پس آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایسا کرنے سے روکا روایت کیا اس کو امام بخاری اور مسلم نے جبکہ ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ہم جوان تھے تو ہم نے اپنے آپ کو خصی کرنے کا مطالبہ کیا تو آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حلال و پاک چیزوں کو حرام نہ کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسی کوئی تدبیر جائز نہیں کہ جس سے انسان ہمیشہ کیلئے اولاد پیدا کرنے کا قابل نہ رہے البتہ جیسا کہ بالا اس کا ذکر ہوا عذر شرعی کی وجہ سے مانع حمل کی موقتی تدبیر جائز ہے۔

وفى الفتاوىٰ ان خاف من الولد سوء فى الحرة يسعه العزل بغير رضا ها لفساد الزمان فليعتبر مثله من لاعذار مسقطاً لاذنها (رد المختار ص ١٧٦ ج ٣)

اسی طرح مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنی کتاب'' آپ کے مسائل اوران کا حل''میں ایک سائل کے جواب میں لکھا ہے۔

البتہ عذر شرعی اور مجبوری کے حالات ہر جگہ مستثنیٰ ہوا کرتے ہیں یہاں خاص اعذار کی حالت میں یہ کراہیت باقی نہیں رہتی کہ جس کی تفصیل ردالمختار وغیرہ میں مذکور ہے مثلاً عورت کمزور ہے بار حمل کا تحمل نہیں کر سکتی یا کسی دور دراز کے سفر میں ہے یا کسی ایسے مقام میں ہے کہ جہاں پر قیام وقرار کا امکان نہیں یا خطرہ لاحق ہے یا زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہیں علیحدگی کا قصد ہے ان سب اعذار کا خلاصہ یہ ہے کہ شخصی اور انفرادی طور پر کسی شخص کو عذر پیش آجائے تو عذر کی حد تک اس طرح کا عمل بلا کراہیت جائز ہوگا عذر دفع ہونے کے بعد اس کیلئے جائز نہیں اور عام لوگوں کیلئے اجتماعی طور پر اس کی ترویج بہرحال ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔

(ضبط ولادت کی شرعی حیثیت از مولانا محمد یوسفؒ لدھیانوی)

صورت مسئولہ کے دوسرے سوال کے جواب میں عرض ہے کہ اسقاط حمل کے متعلق فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ قرار حمل کے ابتدائی چار مہینوں کے مکمل ہونے سے پہلے عذر شرعی کی وجہ سے اسقاط حمل مع الکراہیت جائز ہے کراہیت کی وجہ وہ حدیث ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے اس کو بھی وأدِ الخفی یعنی زندہ درگور کرنے کی ایک صورت بیان فرمائی ہے۔

قوله و جاز لعذر قالوا يباح لها ان تعالج فى استنزال الدم مادام الحمل مضغة او علقة لم يخلق له و قدروا تلك المدة بمأ ت و عشرين يوماً ۔

(رد المختار ص ٤٢٩ ج ٤)

عذر شرعی کی بنا پر جائز ہے کہ اسقاط حمل ایسے وقت میں کیا جائے کہ جب تک حمل گوشت کا ایک ٹکڑا یا خون کا لوتھڑا ہو یعنی حمل کے جسمانی اعضاء مرتب نہ ہوئے ہوں یہ ایک سو بیس دن سے پہلے کا عرصہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اعذار شرعی کی بنا پر استقرار حمل کو روکنا یا ابتدائی چار ماہ سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سلام کرنے کا ضابطہ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سوار پیدل کو سلام کرے چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے (بخاری، مسلم مشکوۃ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے (بخاری ومشکوۃ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ سے قریب ترین شخص وہ ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔ (رواہ احمد، ترمذی، مشکوۃ)

گھر والوں کو سلام کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو اس کے باشندوں کو سلام کرو اور جب جانے لگو تو ان کو سلام کر کے رخصت کرو (بیہقی، مشکوۃ)

پاکستانی مرتد فوج اور خفیہ ادارے یعنی آئی ایس آئی کے قید خانوں میں مجاہدین پر مظالم

تحریر: یحیٰ سواتی

۲۰۰۷ء کی بات ہے کہ میرا ایک قریبی دوست تھا وہ ایک مرتبہ سودا سلف خریدنے بازار گیا تھا واپس نہ آیا قریباً ایک سال بعد پتہ چلا کہ آئی ایس آئی نے اٹھا کر کسی نامعلوم مقام منتقل کرنے کے بعد گناہ ناکردہ کے الزام میں جیل کے حوالے کیا تھا جو بمشکل تین سال بعد رہا ہوا یہ داستان یا آنکھوں دیکھا حال اسی بے چارے کی زبانی ہے۔

۱) تحقیق کے دوران مارنا، پیٹنا، گالی دینا، اللہ ورسول ﷺ کی توہین کرنا معمول کی بات ہے جب کوئی مسلمان تشدد کے دوران اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے تو صاف الفاظ میں مرتد فوج اور خفیہ اداروں کے کارندے یہ کہتے ہیں کہ آؤ بلاؤ اپنے رب کو تاکہ تم کو ہم سے نجات دلائے آنحضرت ﷺ اور قرآنی نظام یعنی شریعت محمدی ﷺ کو ایسی گالیاں دیتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ گالیاں اسرائیل اور ہندو مذہب کے پیروکار بھی مسلمانوں کے حق میں دینے کے قائل نہیں۔

۲) قید خانوں میں انسانی تقدس وحرمت کو پامال کیا جاتا ہے مسلمان خواتین کے ساتھ جیلوں میں کھلے عام زبردستی زنا کرتے ہیں اگر دیکھا جائے تو ایسا سلوک دنیا کی کوئی بھی قوم وملک والے نہیں کرتے اس پر زیادہ تفصیل لکھنے سے قلم بھی شرماتا ہے یہاں تک کہ جس کو جاسوسی پر مقرر کیا جاتا ہے تو اوپر والا افسر اس کارندے کے ساتھ کچھ عرصہ تک لواطت کرتا رہتا ہے۔

۳) قید خانوں میں ہر عمر کے افراد ہیں کم سن بچوں سے لیکر جوان مرد، عورتیں ، بوڑھے غرض ہر قسم ناتواں کمزور وضعیف ، بیمار سب کو ہر حال میں علیحدہ علیحدہ قید میں رکھا جاتا ہے تاکہ کوئی دوسرا قیدی ان لاچاروں کی خدمت کرنے کا موقعہ نہ پائے وہ بچے جو حالات سے بے خبر اور کسی ظالم کے ظلم وکفر سے لاعلم تن تنہا اپنی ماؤں کے گود میں بیٹھ کر تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں جان بلب ہو چکے ہیں بے چارے بچوں کو یہ علم تک نہیں کہ یہ کیوں؟۔

۴) جس کو شہید کرنا مقصود ہو تو ڈریل مشینوں کے ذریعے سب کے سامنے شہید کیا جاتا ہے تاکہ دیگر قیدی یہ دیکھ کر مرعوب کیا جاسکے۔

۵) جیل میں بزرگ علماء کرام ، مفتیان حضرات کو بلیک میل کرنے اور توہین کی خاطر پنجابی خنزیروں کی بیویاں لاکر سرعام زبردستی زنا کرانے کی کوشش کی جاتی ہے مگر میں ان ایمان والوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جو زندہ ہیں انہوں نے اب تک ان مشکل ترین مصیبتوں کا مقابلہ جاری رکھا ہوا ہے اور جو شہید ہو چکے ہیں زناکاری پر مجبوری کے باوجود انہوں نے اپنے ایمان کو کمزور ہونے سے محفوظ رکھا اور گناہ پر شہادت کو ترجیح دی۔

۶) جیل میں تلاوت قران ، حفظ قرآن کا اہتمام کرنا یا دیگر دینی کتابوں کا اندر لیجانا سخت جرم تصور کیا جاتا ہے آپ نے میڈیا پر یہ سنا ہوگا کہ سوات میں خواتین قیدیوں کو رہا کرتے وقت فوجی افسروں کی نگرانی میں ایک پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں فوجی افسروں نے لوگوں کو یہ باور کرایا کہ اب یہ خواتین سمجھدار ہو چکی ہیں اور اپنے اندر عام معاشرہ میں زندگی گزارنے کی صلاحیت رکھتی ہے کیونکہ ان عورتوں کو اسلامی تربیت دینے کے بجائے جدید تربیت دی گئی ہے۔

۷) قیدی سے تحقیق وتفتیش کے دوران ایسے ایسے کارنامے سرانجام دئے جاتے ہیں کہ یہ دیکھ کر شیطان بھی شرماتا ہے مثلاً ایک عرب قیدی کے بارے میں مجھے بتایا گیا کہ جب وہ امریکیوں کی قید میں تھا امریکیوں نے اس عرب مجاہد سے معلومات حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر کوئی معلومات حاصل نہ کرسکے بالآخر امریکیوں نے اس عرب مجاہد کو تحقیق کی خاطر پاکستان کے حوالے کر دیا جب پاکستانی خفیہ ادارے نے تحقیق شروع کی تو پہلے مرحلے میں تحقیق کرنے والوں نے قیدی کے سامنے ایک دوسرے سے کہا کہ پہلے اس سے لواطت کرو بعد میں تحقیق کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر تحقیق نامکمل ہوگی یہ سن کر عرب قیدی نے راز اُگلنے کا وعدہ کیا اور اسی طرح وہ تمام رازوں کو بتاتا چلا گیا کیونکہ اس عرب مجاہد نے اس بے غرتی کو برداشت کرنے کے بجائے راز بتانے میں عافیت سمجھا ، میرے پاس پاکستانی خفیہ اداروں کی ایسی بہت معلومات ہیں جن کو میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے مگر قلم ہے کہ لکھنے کی اجازت سے منکر ہے۔

۸) ان باتوں کے کہنے اور بتانے سے مرا مقصد یہ ہے کہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو علم ہونا چاہئے کہ پاکستانی حکمرانوں اور خفیہ اداروں کی فریب کاری کا شکار نہ ہوں ، ہر چند کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن خبردار یہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ مسلمان ہونا تو درکنار انسانیت سے بھی کوسوں دور ہیں۔

اکثر اور عام طور پر ان اداروں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے والوں نے یہ مناظر خود دیکھے ہیں کہ قیدیوں کے ساتھ کیسا غیر انسانی اور غیر اخلاقی سلوک کیا جاتا ہے اگر کسی نے دیکھا نہیں تو کم از کم سنا تو ضرور ہوگا کہ ان مرتدین نے مجاہدین کے رشتہ داروں، ماؤں، بہنوں، بھائیوں، اور علماء کرام کے ساتھ کیا کچھ بدسلوکیاں نہیں کیں ہیں۔

۹) اب صد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان ظالم اور کفری اعمال کے باوجود بعض لوگ اس ظالم و بے دین حکمران اور فوج کے سامنے سرینڈر ہو کر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

۱۰) باعث حیرت اور ناقابل تسلیم ہے کہ جہاد پر امادہ کرنے والے اور پاکستانی حکمرانوں اور فوج کو مرتد کہنے والے وہ علماء جنہوں نے خود اس جہاد میں حصہ لیا اور قربانیاں بھی دیں اب اسی ظالم کے سامنے تسلیم ہونے میں شرم محسوس نہیں کرتے حالانکہ بہت سے مخلص مسلمانوں نے بھی ان علماء اور شیوخ کے کہنے پر جہاد شروع کیا یہاں تک کہ کسی بھی مالی و جانی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا کیونکہ یہی علماء پاکستان کے خلاف جنگ کو جہاد کہہ کر دعوت دے رہے تھے جس پر مسلمانوں نے لبیک کہا اور پاکستانی فوج سے جہاد میں مشکلات برداشت کیں بھوکے، پیاسے، ننگے پاؤں ہجرتوں پر کمر بستہ ہوئے اور اسی مرتد فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے اور نامعلوم مقامات پر اجتماعی قبروں میں دفنا دئے گئے۔ وہ لوگ جو قربانی دینے اور دوسروں کو جہاد پر امادہ کرنے کے بعد ان ظالموں کے سامنے تسلیم ہوتے ہیں یا اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیتے ہیں تو یہ کس شرعی حکم کے مطابق جائز ہے؟ یا یہ لوگ روز قیامت میں اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ یا پھر ان مجاہدین کو کیا جواب دیں گے جو ان علماء کے کہنے پر اٹھ کھڑے ہو کر شہید ہو چکے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ اب بھی جہاد میں مصروف ہیں؟۔

۱۱) اگر کوئی یہ دلیل پیش کرنا چاہتا ہے کہ پاکستانی فوج کے سامنے سرینڈر ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کیونکہ مجاہدین کے اندر اختلاف ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اختلاف کی صورت میں یہ کہاں جائز ہے؟ کہ ایک بندہ جا کر کسی مرتد کے گود میں بیٹھ جائے بالکل ایسا ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی مسلمانوں کے اندر اختلاف تھا مگر کسی بھی مسلمان نے اپنے لئے یہ جائز نہیں سمجھا کہ آپس میں اختلاف کی وجہ سے دشمنان اسلام سے مصالحت کی جائے یہ تو مسلمانوں کے خلاف دشمنان اسلام کی اعانت ہے۔

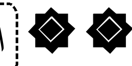
۱۲) اگر کوئی یہ کہے کہ اسلام میں دشمن سے صلح بھی جنگ کا ایک حصہ ہے تو بھی ناحق ہے کیونکہ اسلام میں جس صلح کی اجازت ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جا کر دشمن کے گود میں بیٹھ جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مقرر اور معین مدت تک دشمن سے لڑنا بند ہو اور مقررہ مدت گزرنے کے بعد وہی جنگ پھر سے شروع ہو، موجودہ صورت تو دوستی کی ہے نہ کہ مجوزہ صلح کی۔

۱۳) اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ بچوں کا مستقبل خراب ہوگا تو یہ بھی ایک باطل سوچ ہے کیونکہ اگر اللہ پر یقین کامل اور توکل ہو تو پھر کوئی بھی شے نقصان نہیں دے سکتی اور پھر اللہ نے کہاں اپنے ایسے مخلوق کو برباد کیا ہوا ہے بلکہ وہ تو مہربان ذات ہے جس نے مکہ معظمہ کو ایک شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے توسط سے آباد کیا تو کیا اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مستقبل خراب کرنا چاہتے تھے؟۔

کیا سیرت نبوی ﷺ میں کوئی مثال ہے جو اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ فلاں موقعہ پر بچوں کے مستقبل کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اور وہاں جہاد کو معطل کیا گیا ہو یا اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہیں ایسا عمل کیا ہو جس سے یہ واضح ہو کہ یہاں ایسا کرنا جائز ہے بلکہ اسلام تو ہمیشہ قربانی کا درس دیتا ہے، بلکہ بچوں کی اصل خرابی اور تاریک مستقبل اس میں ہے کہ ان بچوں کو دین سے بے خبر رکھا جائے اور یہ اس وقت زیادہ نقصان دہ ہے جب بچوں کو دینی تعلیم کے بجائے انگریزی تعلیم دلوایا جائے۔

۱۴) اب آخر میں میں ایسے لوگوں سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ ایسی حرکات سے باز آجائیں کیونکہ آپ کو تو بہت سے مسلمانوں نے اپنا رہبر و رہنما تسلیم کیا تھا اور تمہارے کہنے پر اللہ کی رضا کی خاطر جان ہتھیلی پر رکھ کر قربانیاں دی ہیں آپ ہی نے تو کہا تھا کہ یہ مرتد حکومت ہے اس کے خلاف لڑنا جہاد کرنا مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے اب کیا ہوا کہ اس مرتد حکومت کے سامنے سرینڈر ہو رہے ہو؟ کیا اس مرتد حکومت نے کفر سے توبہ کر کے اسلام کو بطور قانون تسلیم کی ہے؟ کیا اس حکومت نے کفار سے دوستی کرنا چھوڑ دی ہے؟ کیا اس حکومت نے مجاہدین قیدیوں کو رہا کر دی ہے؟ کیا یہ مرتد حکومت مجاہدین کے خلاف لڑنے شہید کرنے سے منع ہو چکی ہے؟ کیا یہ امن کے نام پر دجالی جنت نہیں؟ اگر ان چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا تو پھر ان کے سامنے سرینڈر ہونا کس قانون کے تحت جائز ہے؟۔

> اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:
> بارہا بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرہ ۲۴۹)



ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے

از صادق یار مومند

اکثر لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پاکستانی مجاہدین پاکستان کے خلاف سرگرمی میں مصروف ہیں تو ہندوستان یا افغانستان کے خلاف اقدامات کیوں نہیں کرتے تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری جنگ پاکستان کے خلاف ہرگز نہیں۔ بلکہ پاکستان ہمارا ملک ہے اور ہم ہی اس ملک کے اصل محافظ ہیں۔رہی جنگ کی بات تو ہماری جنگ اس قانون کے خلاف ہے جو انسانوں کا بنایا ہوا قانون ہے اور اس ملک میں نافذ العمل بھی ہے اس قانون کو تبدیل کرکے اس کے بجائے اللہ تعالیٰ نازل کردہ قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں اور ہم سب کا فریضہ ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اب اس بات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کہ آیا پاکستان میں اسلامی قانون ہے یا نہیں بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ اس ملک میں اسلامی قانون نہیں اگر اسلامی قانون ہوتا ہے تو اس کا شمار دہشتگرد ملک کی لیسٹ میں ہوتا

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (المائدہ)

ترجمہ: اور جو اللہ کے فرمائے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔اب اس بات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کہ آیا پاکستان میں اسلامی قانون ہے یا نہیں بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ اس ملک میں اسلامی قانون نہیں اگر اسلامی قانون ہوتا ہے تو اس کا شمار دہشتگرد ملک کی لیسٹ میں ہوتا اگر چہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہاں تو مسلمانوں کو مکمل آزادی حاصل ہے، تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ آزادی اس کو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنے، زکواۃ دینے یا روزہ رکھنے سے کوئی نہیں روکتا تو پھر اس سے بہتر آزادی روس، امریکہ، برطانیہ ہندوستان اور خطے کے دیگر کفری ممالک میں ہے، اگر خطے کے دیگر کفری ممالک پر نظر رکھی جائے تو آج کل کہیں بھی مساجد یا مدارس پر پابندی عائد نہیں کی گئی ہے، لیکن پاکستان میں سینکڑوں مدارس اور مساجد کو غیر رجسٹرڈ کا نام دیکر پابندیاں عائد کی گئی ہیں، بلکہ بہتوں کو تو مسمار بھی کر دیا گیا ہے سانحہ لال مسجد کی مثال تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ اس میں سینکڑوں بچے اور بچیاں شہید ہوئیں راولپنڈی مدرسہ تعلیم القرآن جس میں درجنوں معصوم طلبہ کو شہید کیا گیا اور کسی شیعہ رافضی پر مقدمہ تک درج نہیں کیا گیا، مسلمان قیدیوں کو جعلی مقابلوں میں شہید کرنا اس کالے قانون کا مشہور ومعروف مشغلہ ہے اور روزانہ کی بنیاد پر بوری بند لاشیں مل جانا اس کالے قانون کی کالی برکات ہیں، گستاخان رسول کو قتل کرنے والوں کو مجرم ٹھہرا کر اور اس کفری قانون کو جواز بنا کر سولی پر لٹکائے جاتے ہیں، کیا ڈالروں سے محبت نے اس ملک کے درندوں کو اپنے ہی بچوں اور بچیوں کو کفار کے ہاتھوں فروخ کرنے پر مجبور نہیں کیا، کیا عافیہ صدیقی اس ملک کی بچی نہیں تھی ، کیا ائمل کانسی اس ملک کا بچہ نہیں تھا، کیا حکمرانان پاکستان نے علماء امت کی بزرگ ہستیاں جس میں شیخ القرآن والحدیث مولانا نصیب خان شہید، شیخ القرآن والحدیث مولانا عارف شہید، مولانا استاد یار شہید، مولانا اکبر سعید شہید، مولانا غازی عبدالرشید شہید، مفتی نظام الدین شامزئی شہید، مولانا علی شیر حیدری شہید، مولانا شیخ شفی اکبر شہید، وغیرہ کی ایک طویل فہرست اس وقت موجود ہے کہ ان سب کو اس مرتد حکومت وقت نے شہید کیا جب پاکستانی فوج قبائلی علاقہ جات میں مختلف ناموں سے آپریشنز کرتی ہے اور قبائلی مسلمانوں کو جانی ومالی نقصان پہنچاتی ہے کیا یہ لوگ مسلمان نہیں، کیا یہ وہ لوگ نہیں کہ جنہوں نے آزادی پاکستان میں سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں، اسلام کے ان سپوتوں کو دہشتگرد، انتہاء پسند اور القاعدہ سے منسوب ناموں کے بہانوں سے قتل کر دیتے ہیں، علماء کا قتل کافروں کی خصوصیات اور ایک انتہائی قبیح عمل ہے اس عمل کی قباحت وشناعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (آل عمران)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور جو انصاف (کرنے) کا حکم دیتے ہیں انہیں بھی مار ڈالتے ہیں، اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

پاکستان ہمارا ملک ہے سب سے پہلے ہم اپنے ملک میں اسلامی قانون کا نفاذ چاہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (التوبہ)

ترجمہ: اے اہلِ ایمان! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں (اپنے لئے) سختی معلوم کریں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اب جبکہ پاکستانی حکمرانوں میں یہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں تو پھر شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہی پس یہ بات جان لینی چاہئے کہ کفار کے جو عادتیں ہیں وہ سب پاکستانی حکمرانوں میں ہیں، اس ضرورت کے تحت ان حکمرانوں کے خلاف جہاد ہمارا مقدس فریضہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قسط سوم

حکومت اسلامیہ قائم کرنے کیلئے اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی جائز نہیں

مولانا ابوعمر حقانی صاحب

وَقَاتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُواْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبِّ الْمُعْتَدِينَ(البقرہ)

ترجمہ :اور جولوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں اُن سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال و اعمال و نیات سے باخبر ہے اس لئے جہاد میں کسی مصلحت سے اس کی رضا کے خلاف کوئی کام نہ ہونے پائے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلاَّ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُواْ مِنْهُ إِلاَّ قَلِيلاً مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ قَالُواْ لاَ طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُممُّلاَقُو اللّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ وَاللّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ()وَلَمَّا بَرَزُواْ لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُواْ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ(البقرہ)

ترجمہ: غرض جب طالوت فوجیں لیکر روانہ ہوا تو اُس نے (اُن سے) کہا کہ اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے۔ جوشخص اُس میں سے پانی پی لے گا (اُس کی نسبت تصور کیا جائیگا کہ) وہ میرا نہیں اور جو نہ پئے گا وہ (سمجھا جائیگا کہ) میرا ہے۔ ہاں اگر کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی لے لے (تو خیر جب وہ لوگ نہر پر پہنچے) تو چند اشخاص کے سوا سب نے خوب سیر کر پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور مومن لوگ جو اُس کیساتھ تھے نہر کے پار ہوگئے تو جنہوں نے سیر ہو کر پانی پی لیا تھا کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ اُن کو اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کیساتھ ہے۔ اور جب وہ لوگ جالوت اور اُس کے لشکر کے مقابلے میں آئے تو (اللہ سے) دعا کی کہ اے اللہ ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح عطا فرما۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ''اس دعا کی ترتیب سے ثابت ہوا کہ دین پر استقامت سے ثبات اقدام حاصل ہوتا ہے اور پھر کفار پر نصرت'' جیسا کہ دوسری جگہ میں ارشاد فرماتے ہیں

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلاَّ أَن قَالُواْ ربَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ(147)فَآتَاهُمُ اللّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الآخِرَةِ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ(آل عمران)

ترجمہ: اور (اس حالت میں) اُن کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو یہی کہ اے رب ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے رہے ہیں معاف فرما۔ اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دنیا میں بھی بدلا دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلا (دے گا) اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

اس میں اللہ والوں کا معمول یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ثابت قدم ونصرت الٰہیہ کی دعا مانگنے سے پہلے اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی مانگتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ معاصی ثبات اقدام ونصرت الٰہی سے مانع بن جاتے ہیں ان کے اس عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا وآخرت دونوں میں فلاح وکامیابی سے نوازا اور اس سے بڑھ کر اپنی محبوبیت کا تمغہ عطا فرمایا۔

مجاہدین بھائیوں سے عرض ہے کہ جب میدان جہاد میں اُترنا ہو تو پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تا کہ ثابت قدمی اور نصرت الٰہیہ میں کوئی رکاوٹ نہ بن جائے اور باہمی اختلافات سے اجتناب کرے کیونکہ یہ بھی نصرت الٰہیہ سے مانع ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ(آل عمران)

ترجمہ: اور اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اُس وقت جب کہ تم کافروں کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے اللہ نے تم کو دکھا دیا اُس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اُس کی نافرمانی کی بعض تو تم میں

خلافت معاویہؓ کے زمانے میں حضرت عقبہ بن نافعؓ فتح افریقہ کے بعد مصالح جہاد کے پیش نظر جب وہاں ایک نیا شہر بسانا چاہا تو حضرت عقبہ بن نافعؓ کے فوجیوں نے کہا کہ یہاں درندے، سانپ، بچھو وغیرہ موذی جانور بہت ہیں اس لئے ہمیں یہاں ٹھہرنے میں خطرہ ہے حضرت عقبہ بن نافعؓ نے اپنے لشکر سے حضرات صحابہؓ کو جمع کیا جن جن کی تعداد اٹھارہ تھی پھر اعلان کیا کہ اے زمین کے اندر رہنے والے موذی جانور و اور درندو ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں یہاں رہنا چاہتے ہیں اس لئے تم یہاں سے چلے جاو۔

سے دنیا کے طلبگار تھے اور بعض (جہاد میں) آخرت کے طالب۔ اُس وقت اللہ نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے اگر دشمن سے سخت خطرہ کی حالت ہو تب بھی حفاظت کی مصلحت سے کسی ممنوع کام کا ارتکاب جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران)

ترجمہ: یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تو اگر تم مومن ہو تو اُن سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں انسان کو تقویٰ اختیار کرنے اور اپنی ذات سے ڈرانے کا حکم دیا اور انسان کی کامیابی کا راز اسی میں مضمر کیا اور کہیں نصرت الٰہیہ اور کامیابی کو اعمال سے معلق کیا ہے کہیں مسلمانوں کے غلبہ کو اللہ اور مؤمنوں کے ساتھ دوستی رکھنے پر منحصر کیا ہے اگر ہم قران مجید کے اوراق کو گردانیں تو ہم کو کامیابی اور نصرت الٰہیہ صرف اسی میں نظر آئیں گے کہ ہم ترک معاصی کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النور)

ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔

اس آیت کریمہ میں ایمان اور اعمال صالحہ پر فتح ونصرت کا وعدہ کیا ہے اور عمل صالح کی بنیاد ترک معصیت ہی ہے، معصیت کی وجہ سے فتح ونصرت ناکامی و نامرادی میں بدل جاتی ہے جس کا بیان او پر گزر چکا ہے اب ہم چند واقعات لکھتے ہیں اپنے اس مضمون کے تائید میں جس سے یہ واضح ہو جائیگا کہ گناہ فتح ونصرت میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اعمال صالحہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی امداد ساتھ رہتی ہے۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں جنگ اجنادین میں رومیوں سے زبردست جنگ ہوئی اس میں یہ قصہ پیش آیا کہ رومیوں کے سپہ سالار نے ایک عربی شخص کو مسلمانوں کے حالات کی تحقیق کرنے کیلئے جاسوس بنا کر بھیجا اور اس سے کہا کہ ایک دن رات مسلمانوں کے لشکر میں رہ کر ان کے حالات کی خبر دیں چونکہ وہ عربی تھا اس لئے ان میں ایک دن رات بے تکلف رہا اس نے واپس جا کر بتایا کہ یہ لوگ رات کو راہب اور دن میں شہسوار یعنی رات بھر اللہ کے سامنے ناک رگڑ کر اور دن بھر گھوڑوں پر سوار ہو کر جہاد کرتے ہیں اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو حمایت حق کیلئے اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور اگر زنا کرے تو اس کو بھی سنگسار کر دیا جاتا ہے۔ سپہ سالار نے کہا اگر تو نے سچ کہا ہے تو ایسے لوگوں کے مقابلہ سے موت بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ ہمیں ہمارے بزرگوں سے میراث میں عبادت کرنا ملی ہے نہ کہ لہو لعب۔

(۲) جب ہرقل کے ساتھ جنگ کا مرحلہ آیا تو مجاہدین امراء نے حضرت ابو بکر صدیقؓ وحضرت عمرؓ کی خدمت میں ہرقل کی فوج کی زبردست کثرت وقوت کی خبر لکھ دی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب میں تحریر فرمایا تم سب مل کر ایک لشکر بن جاو اور مشرکین کا مقابلہ کرو تم اللہ کے انصار ہو اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبرداروں کی مدد فرماتے ہیں اور نافرمانوں کو ذلیل کرتے ہیں تم قلت تعداد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوسکتے لیکن معاصی میں مبتلاء ہونے سے کثرت تعداد کے باوجود مغلوب ہونگے اس لئے معاصی سے بچو۔

(۳) حضرت خالد بن ولیدؓ کو غزوہ یرموک کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ نصیحت تحریر فرمائی: تمہارے اندر عجب وغرور ہرگز نہ آنے پائے اس سے نقصان اٹھاؤ گے اپنے کسی عمل پر ناز ہرگز نہ کرنا بلاشبہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے اور وہی جزا دینے والا ہے۔

(۴) حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ کو امیر لشکر بنا کر یہ وصیت فرمائی کہ حتیٰ الامکان تقویٰ اختیار کرنا اور انصاف سے فیصلہ کرنا اور نماز کو بروقت ادا کرنا ذکر اللہ کثرت سے جاری رکھنا۔

(۵) البدایہ والنہایہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو عراق کی جنگ میں امیر لشکر بنایا تو ان کو نصیحت فرمائی جس کو ہم اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اے سعدؓ اس پر غرور نہ کرنا کہ تم کو رسول اللہ کا ماموں اور آپ ﷺ کا صحابی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتے بلکہ برائی کو بھلائی سے مٹاتے ہیں اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی رشتہ نہیں اس سے صرف بندگی کا معاملہ ہے اس کے ہاں شریف وذلیل سب برابر ہیں اگر باہم تفاوت مراتب ہے تو عافیت نفس اور گناہوں سے بچنے میں ہیں اللہ کے انعامات اس کی اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی آپ کے سامنے ہے اس کو پیش نظر رکھنا اور اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، امیر المؤمنین نے مزید ارشاد فرمایا کہ تم ایک بہت سخت اور دشوار کام کیلئے بھیجے جارہے ہو جس کی ذمہ داریوں سے اخلاص اتباع حق کے سوا اور کسی میں نہیں ہوسکتی اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کا بنانا، اللہ کا خوف کرنا اور اللہ کا خوف دو چیزوں میں مجتمع ہے اس کی اطاعت میں اور اس کے گناہوں سے اجتناب میں، حضرت سعدؓ

کو دو فضیلتیں حاصل تھیں آپ ﷺ کے ماموں ہونے اور صحابیت کا لیکن یہ دونوں کچھ کام نہ آئے جب تک اعمال صحیح نہ ہوں جیسا کہ حضرت عمرؓ کی وصیت سے معلوم ہوتا ہے۔

(۶) حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم طلیحہ کذاب سے نمٹ کر فارغ ہوئے اور اس کی شوکت کچھ زیادہ نہ تھی اس کے بعد بنی حنیفہ کی طرف متوجہ ہوئے تو میری زبان سے ایک کلمہ عجب نکل گیا اور مصیبت گویائی سے وابستہ ہے میں نے کہہ دیا بنی حنیفہ ہے کیا چیز؟ یہ بھی طلیحہ کی جماعت جیسے ہی ہے جن سے ہم نمٹ چکے ہیں مگر جب بنی حنیفہ سے مڈبھیڑ ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ ان جیسی کوئی طاقتور جماعت نہیں طلوع آفتاب سے لیکر نماز عصر تک وہ برابر مقابلہ میں ڈتے رہے اس کے بعد ان کو شکست ہوئی۔

منہ سے ایسا کلمہ نکل جانے کا یہ اثر ہوا تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ نصرت کیسے آسکتی ہے، مجاہدین اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہوتے ہیں اور پسندیدہ لوگوں کے منہ سے ایسی بات نکلنا ان کے شایان شان نہیں۔

(۷) حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ جب تک لشکر میں ظلم نہ ہو اور نیکیوں گناہ پر غالب نہ ہو تو اللہ اپنے دین کو ضرور غالب کری گا اور اپنے دشمنوں کو ضرور مغلوب کرے گا۔

افسوس کی بات ہے ہم میں سب کچھ ہے اس وجہ سے تو ہمارے اوپر فتوحات کے در وازے بند ہیں اگر آپ اللہ تعالیٰ کے مطیع بن جائیں پھر جنگل کے حیوانات بھی آپکے تابعدار بن جائیں گے۔

(۸) حضرت سعدؓ نے جنگ قادسیہ میں ایک ماہ قیام فرما کر دیکھا کہ لشکر کے پاس خورد ونوش کیلئے کچھ بھی نہیں تو انہوں نے حضرت عاصم بن عمرؓ کو میسان (ایک جگہ کا نام) کی طرف بھیجا انہوں لشکر کیلئے گائے وغیرہ تلاش کی مگر دستیاب نہ ہوئی ایک چرواہے سے پوچھا اس نے انکار کیا کہ یہاں کچھ نہیں ہے اسی اثنا میں جنگل کے اندر سے ایک بیل نے آواز دی کہ کذب عدو اللہ یعنی اللہ کے اس دشمن نے جھوٹ بولا پھر حضرت عاصم نے لشکر کے پاس وہ جانور لایا اور لشکر نے خوب کھایا۔

کہتے ہیں کہ حجاج بن یوسف کے زمانے میں اِس کے سامنے اُس قصہ کا تذکرہ ہوا تو اِس نے اس کی تصدیق لوگوں سے کروائی، حجاج نے کہا کہ یہ تب ہوسکتا ہے کہ پورا لشکر متقی وصالح ہو لوگوں نے کہا کہ اُن کے ظاہر میں ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کے بارے میں اُن سے زیادہ زاہد اور دنیا کے ساتھ زیادہ بغض رکھنے والے ہم نے کوئی نہیں دیکھا اور اُن میں کوئی بزدل شریر غدار نہ تھا۔

(۹) حضرت سفینہؓ روم میں لشکر سے بچھڑ گئے، یا قید سے چھوٹ کر بھاگے اچانک ایک شیر سامنے آگیا انہوں نے اس سے فرمایا میں رسول ﷺ کا غلام ہوں لشکر سے بچھڑ گیا ہوں وہ شیر دُم ہلاتا ہوا ان کے ساتھ ہولیا جہاں کوئی خطرہ کی آواز سنتا وہ اس طرف جھپٹتا اس سے نمٹ کر پھر ان کے ساتھ چلنے لگتا حتیٰ کی ان کو لشکر تک پہنچا کر واپس چلا گیا اللہ کی شان دیکھو کہ درندوں کو بھی انسان کے تابع بنا دیتے ہیں۔

(۱۰) خلافت معاویہؓ کے زمانے میں حضرت عقبہ بن نافعؓ فتح افریقہ کے بعد مصالح جہاد کے پیش نظر جب وہاں ایک نیا شہر بسانا چاہا تو حضرت عقبہ بن نافعؓ کے فوجیوں نے کہا کہ یہاں درندے، سانپ، بچھو وغیرہ موذی جانور بہت ہیں اس لئے ہمیں یہاں ٹھہرنے میں خطرہ ہے حضرت عقبہ بن نافعؓ نے اپنے لشکر سے حضرات صحابہؓ کو جمع کیا جن کی تعداد اٹھارہ تھی پھر اعلان کیا کہ اے زمین کے اندر رہنے والے موذی جانورو اور درندو ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں یہاں رہنا چاہتے ہیں اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ اس کے بعد تم سے جس کو بھی ہم یہاں پائیں گے قتل کردیں گے۔ پھر دیکھا گیا کہ شیر بھیڑیں اور سانپ بچھو وغیرہ اپنے بچوں کو اٹھاتے ہوئے غول درغول بھاگے جارہے تھے یہ دیکھ کر دشمن کی قوم کے بہت لوگ مسلمان ہوگئے اس کے بعد یہ حضرات وہاں چالیس سال تک رہے وہاں کوئی موذی جانور نہیں دیکھا گیا یہ تھے ہمارے اکابرین جن کی تابعداری جانور بھی کرتے تھے۔

البدایہ والنہایہ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سعدؓ نے کسریٰ کی فتح کا ارادہ کیا تو اس کے درمیاں دریائے دجلہ حائل تھا چونکہ حضرت سعدؓ نے کسریٰ پر حملے کا عزم کررکھا تھا اور کشتیاں نہیں مل رہی تھی اور دریائے دجلہ میں سخت طوفان برپا تھا اور پانی موجوں کے ٹھکراو کی وجہ سے بالکل سیاہ نظر آرہا تھا

(۱۱) البدایہ والنہایہ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سعدؓ نے کسریٰ کی فتح کا ارادہ کیا تو اس کے درمیاں دریائے دجلہ حائل تھا چونکہ حضرت سعدؓ نے کسریٰ پر حملے کا عزم کررکھا تھا اور کشتیاں نہیں مل رہی تھی اور دریائے دجلہ میں سخت طوفان برپا تھا اور پانی موجوں کے ٹھکراو کی وجہ سے بالکل سیاہ نظر آرہا تھا۔

حضرت سعدؓ دریائے دجلہ کے کنارے پر مجاہدین اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے حمد وثنا کے بعد فرمایا دشمن تک پہنچنے کیلئے اس دریا کو عبور کرنا ہے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں میں نے اس سمندر کو قطع کر کے دشمن تک پہنچنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو پورے لشکر نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا آپؓ نے حکم دیا کہ دریا میں گھوڑے ڈال دو دشمن یہ منظر دیکھ کر چلانے لگے ''دیو آگئے دیو آگئے'' پھر آپس میں کہنے لگے کہ تم انسانوں سے مقابلہ نہیں کررہے ہو بلکہ تمہارا مقابلہ جنّات سے ہے، دریا میں گھوڑے اتارتے وقت حضرت سعدؓ نے لشکر کو ان کلمات کے ورد کرنے کا بھی حکم دیا۔

نستعین باللہ ونتوکل علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر آپؓ اور ساتھ ہی تمام لشکر نے گھوڑے دریا میں ڈال دئے مزے کی بات یہ ہے کہ جب کوئی گھوڑا تھک جاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ایک ٹیلہ بلند فرماتے وہ اس پر رک کر تازہ دم ہوجاتا اور پھر دریا میں چلنے لگتا دریا میں حضرت سعدؓ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔

حسبنا الله و نعم الوكيل و لينصرن الله وليه وليظهرن الله دينه وليهزمن الله عدوه ان لم يكن في الجيش بغي او ذنوب تغلب الحسنات ۔

یعنی اللہ ہی ہمارے لئے کافی اور کارساز ہے اور اللہ ضرور اپنے دوستوں کی مدد فرمائے گا اور ضرور اللہ تعالیٰ ہمارے دشمن کو شکست دے گا بشرطیکہ لشکر میں بغاوت اور گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔

گھوڑے جب دریا سے نکلے تو اپنی گردنوں کے بال جھاڑ کر مستی سے ہنہنا رہے تھے یہ لشکر جب مدائن میں داخل ہوا تو کسریٰ اپنی فوج سمیت وہاں سے بھاگ چکا تھا اور شہر خالی تھا۔

(۱۲) اسی طرح حضرت علاء حضرمیؓ کو بھی ایک واقعہ پیش آیا جب وہ بحرین کی فتح سے فارغ ہو گئے دشمن کے تعاقب میں دارین کا قصد کیا وہاں تک پہنچنے کیلئے سمندر کو عبور کرنا تھا سمندر ایسا زبردست تھا کہ اس میں نہ پہلے کوئی داخل ہوا تھا نہ بعد میں حضرت علاء حضرمیؓ نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی'' یا حلیم یا علی یا عظیم اجزنا'' پھر گھوڑے کی باگ پکڑ کر سمندر میں کود پڑے اور لشکر کو بھی حکم دیا کہ اللہ کا نام لیکر کود جاو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم پانی پر چل رہے تھے اور اللہ کی قسم نہ ہمارا قدم بھیگا نہ موزہ بھیگا اور نہ ہی گھوڑے کے سم بھیگے حالانکہ یہ چار ہزار کا لشکر تھا اور بعض روایات میں ہے کہ ایک دن کی مسافت تھی۔

ہم نے یہاں مشت نمونہ خروار کے طور پر چند آیات واحادیث پر اکتفا کیا ورنہ بہت سے ایسے واقعات ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے ان میں بعض تو فوز وفلاح کیلئے صراحتاً شرط مذکور ہے اور بعض میں مقتضیات تقویٰ یعنی ایمان باللہ تعلق مع اللہ توکل علی اللہ صبر واستقامت وغیرہ کا ذکر ہے۔

حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر حضرات نے ہر فیصلہ اور ہر قدم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو پیش نظر رکھا اور قادر مطلق ذات کے قانون اور اس کی رضا جوئی کو ہر سیاست و مصلحت پر مقدم رکھا اللہ نے ہر مرحلہ اور ہر قدم پر ان کو فتح ونصرت سے ہمکنار کیا اور تمام تر اسباب ظاہرہ کے سراسر خلاف ایسے ذرائع سے مدد فرمائی جن کو اہل دنیا کی عقل ناممکن سمجھتی ہے میں تمام مجاہدین سے درخواست کرتا ہوں کہ شریعت کے پابند رہیں گناہوں سے اجتناب کریں اور تقویٰ کو لازم کریں تاکہ آپ کو فتح ونصرت الٰہی نصیب ہو۔

☆☆☆☆

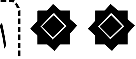
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جھنم میں بنالے۔

(رواہ مسلم فی صحیحہ)

ایمان اور اسلام کیا ہے؟

عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد محترم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے اور بال نہایت کالے تھے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اس کو نہیں پہچانتا تھا، وہ آ کر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملادئے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ دئے (جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمدؐ بتلاؤ مجھ کو کہ اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے (یعنی زبان سے کہدے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے خدا کے اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھ سے ہو سکے (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف نہ ہو) وہ بولا آپ نے سچ کہا، (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی ہے اور پھر تصدیق بھی کرتا ہے جیسا کہ اس کو علم ہو حالانکہ ہر پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے) پھر وہ شخص بولا بتاؤ مجھ کو کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجالاتے ہیں) اور اس کے پیغمبروں پر (جن کو اس نے سیدھی راہ بتلانے کیلئے بھیجا) اور روز قیامت پر (یعنی قیامت کے دن جس روز حساب کتاب ہوگا اچھے اور بُرے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ اچھا اور بُرا سب اللہ کی طرف سے ہے اور سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا آپؐ نے، پھر اس شخص نے پوچھا کہ بتلاؤ احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے پھر وہ شخص بولا بتائے کہ قیام قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا مجھ کو پوچھنے والے سے زیادہ علم نہیں (یعنی جیسا تم نہیں جانتے ویسا میں بھی نہیں جانتا) وہ شخص پھر بولا کہ تو مجھے اس کی نشانیاں بتاؤ؟ آپؐ نے فرمایا ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی، دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا ننگوں کو جن کے پاؤں میں جوتا تھا اور نہ تن پر کپڑا کہ وہ بڑی بڑی عمارتیں ٹھونک رہے ہیں، راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا، اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے کہا اے عمرؓ کیا تو جانتے ہو کہ یہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے کہا اللہ ورسولؐ خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیلؑ تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

(رواہ مسلم فی کتاب الایمان)



حکمرانان پاکستان کی شرعی حیثیت

مرتبہ ابوسلمہ محبؔ

چونکہ بہت سے لوگ پاکستان کے سابقہ یا موجودہ حکمرانوں کو مسلمان تصور کرتے ہیں اور غالباً وجہ یہ ہے کہ پاکستانی حکمران نماز پڑھتے ہیں، حج و عمرہ ادا کرتے ہیں، وزارت حج و اوقاف، روائیت ہلال کمیٹی مولوی منیب الرحمٰن و دیگر مفتیان حضرات کی سرکردگی میں چلاتے ہیں اور فوج میں شامل فوجی صوم و صلوۃ کی پابندی کرتے ہیں، مساجد و مدارس وغیرہ بناتے ہیں تو ایسے لوگ عموماً مسلمان تصور کئے جاتے ہیں، حالانکہ بات ایسی نہیں جس طرح کہ یہ سادہ لوح لوگ سمجھتے ہیں لیکن اصل مقصود کو بیان کرنے سے پہلے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم کی پہچان اور حیثیت قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیا جائے تا کہ کسی انسان پر مسلم یا غیر مسلم کا حکم لگانا آسان ہو تو اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے عموماً کفار کی دو قسمیں ہیں۔

کفار اصلی کی بنسبت مرتدین مسلمانوں کے حق میں بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہو کر بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں جبکہ کفار اصلی کے متعلق تو تمام مسلمانوں کو علم ہوتا ہے کہ یہ کافر ہیں اور مل جل کر رہنے کے بجائے ان سے نفرت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

اول کافر اصلی: اس سے مراد یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اسلام قبول کیا ہی نہ ہو اور اس میں بھی دو بڑے اقسام ہیں اول وہ کافر اصلی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان تو رکھتا ہو مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اُور کو بھی الوہیت کا حقدار سمجھتا ہو جیسے کہ مشرکین مکہ یا آج کل کے یہود و نصاریٰ کیونکہ مشرکین مکہ بھی مورتیوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک ٹھہرانے پر عقیدہ رکھتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قرآن مجید شاہد ہے چنانچہ فرمایا۔

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (سورۃ الزمر)

ترجمہ:۔خبردار عبادت خالص اللہ ہی کے لئے (زیبا ہے) اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان میں ان کا فیصلہ کر دے گا بیشک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

اسی طرح یہ بات کئی دوسری آیات کریمات سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تو رب تسلیم کرتے تھے مگر ساتھ ساتھ شراکت داری کا بھی معتقد تھے۔ یہ لوگ کافر اصلی ہیں لھذا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں پر کفر کا حکم لگایا تا کہ کسی کو شبہ نہ ہو اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی کافر اصلی ٹھہرے جب وہ لوگ اصل دین سے منحرف ہو کر دیگر خرافات پر یقین کرنے لگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُواْ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُواْ اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ (المائدہ)

ترجمہ: وہ لوگ بلا شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ بے شک اللہ ہی مریم کے بیٹے (عیسیٰ) ہیں حالانکہ مسیح یہودیوں سے کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کیساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ لوگ اس لئے بھی کافر ٹھہرے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؑ کو بندہ تسلیم کرنے کے بجائے خدا سمجھ کر عبادت کرنے لگے اور الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا کہ اُس نے ہمیں یہ بتایا ہے جو کہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (المائدہ)

ترجمہ: اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایان تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھے معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اُسے میں نہیں جانتا بیشک تو علام الغیوب ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتْ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ () اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَـهاً وَاحِداً لاَّ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (التوبہ)

ترجمہ: اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے

ہیں یہ ان کے منہ کی بلا دلیل باتیں ہیں پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی انہیں کی ریس کرنے لگے ہیں اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔۔ انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا معبود بنالیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

دوسرے وہ کفار ہیں جو کہ اللہ کے وجود سے منکر ہیں یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو قابل وجود تسلیم ہی نہیں کرتے کہ کائنات کا بھی کوئی خالق و مالک ہے۔ یہ عقیدہ روسیوں اور ان جیسے لوگوں کا ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ متعارف ہیں جنہیں سیکولر کہا جاتا ہے۔

تیسری قسم مرتدین ہیں جو کہ ہمارا اصل موضوع ہے، کفار اصلی کی بنسبت مرتدین مسلمانوں کے حق میں بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہو کر بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں جبکہ کفار اصلی کے متعلق تو تمام مسلمانوں کو علم ہوتا ہے کہ یہ کافر ہیں اور مل جل کر رہنے کے بجائے ان سے نفرت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اسی نفرت کی وجہ سے زیادہ تر مسلمان اس کے ضرر سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کی طرف سے کفار کے خلاف پروپیگنڈے چلتے رہتے ہیں لیکن مرتدین کو کافر سمجھنے کے بجائے مسلمان تصور کیا جاتا ہے کہ وہ کلمہ گو ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔

مرتدین کے متعلق یہاں چند موٹی موٹی باتیں لکھی جاتی ہیں کیونکہ ارتداد کیعوامل و اسباب بے شمار ہیں جن کا یہ مختصر رسالہ احاطہ نہیں کرسکتا بہر حال یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو پہلے تو مسلمان ہوں لیکن قبول اسلام کے بعد پورے اسلام سے یا اسلام کے کسی حکم کے ماننے سے منکر ہو چکے ہوں چاہے وہ کوئی بھی حکم ہو یعنی مرتد کے ارتداد کیلئے ضروری نہیں کہ وہ اسلام کی کسی خاص حکم کو ماننے سے انکار کرے بلکہ ہر وہ حکم جو ضروریات دین میں سے ہو اگر اس سے انکار کیا جائے تو انکار کرنے والے کو مرتد سمجھا جائے گا اور اس پر ارتداد کا حکم چسپاں ہوگا۔ مزید تفصیل کیلئے شاہ انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب اکفار الملحدین کا مطالعہ بہت ہی مفید ہے۔ وہ باتیں جس کے سرزد ہونے سے کوئی مسلمان یا وہ حکمران جو اسلام کا دعویدار ہو مرتد ہو جاتا ہے یہ کہ اسلامی قانون کے بجائے کسی دوسرے ایسے قانون پر عمل کرے یا اس پر یقین رکھتا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہ ہو وہ شخص بلا شک وشبہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کے ارتداد میں کوئی شک نہیں کیا جائے گا اگر چہ وہ خود کو مسلمان تصور کرتا ہو یا دوسرے مسلمان اس کو مسلمان سمجھتا ہو چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فِيهِ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ(المائدہ)

ترجمہ: اور اہلِ انجیل کو چاہئے کہ جو احکام اللہ نے اس میں نازل فرمائے ہیں اس کے مطابق حکم دیا کریں اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ ہی نافرمان ہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُواْ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُواْ إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُواْ أَن يَكْفُرُواْ بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيدًا (النساء)

ترجمہ: کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں اُن سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لیجا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اُس سے انکار کریں اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ اُن کو بہکا کر رستے سے دُور ڈال دے۔

اسی طرح آگے جا کر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے کفر وارتداد کے بارے میں جو کہ الٰہی قانون پر راضی نہ ہوں حکم صادر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً(النساء)

ترجمہ: تیرے رب کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اُس سے اپنے دل میں تنگی محسوس نہ ہو اور اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔

یہود ونصاریٰ یا دیگر کفری مذاہب کے ماننے والوں سے دوستانہ اور نیک نیتی پر مبنی تعلقات بھی ارتداد کا سبب اور ذریعہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(المائدہ)

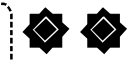
ترجمہ: اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اور آنحضرت ﷺ نے کفار کی دوستی سے برأت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

عن عبدالله بن عمر و بن العاص رضی الله عنهما قال سمعت رسول الله ﷺ جهاراًغير سرٍ يقول ان آل بنى فلان ليسوا بأوليائى انما وليى الله و صالح المؤمنين (مففق عليه)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ علانیہ یہ فرماتے تھے کہ میرا فلاں قبیلہ میرے دوست نہیں بلکہ اگر دوستی ہے تو فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں سے ہے۔

اب اللہ تبارک وتعالیٰ ہم پر یہ واضح فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ قانون کو دستور العمل بناتے اور کفار سے



دوستی نہ رکھتے اب جبکہ یہ لوگ نہ تو الٰہی قانون کو دستور العمل بناتے ہیں اور نہ ہی کفار سے دوستی کرنے سے رک جاتے ہیں تو نتیجہ میں ایسے لوگ فاسق ہی ٹھہرے جو کہ کفر کے معنیٰ میں ہے کیونکہ اس آیت کریمہ کی ابتدا میں یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے نبیؐ پر ایمان رکھتے تو کافروں سے دوستی نہ رکھتے چونکہ یہ ایمان نہ دار اس وجہ سے کفار سے دوستی کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے بلکہ یہ دوستی وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِالله والنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاء وَلَكِنَّ كَثِيراً مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ(المائدہ)

ترجمہ: اور اگر وہ اللہ پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب اُن پر نازل ہوئی تھی اُس پر یقین رکھتے تو اُن لوگوں کو دوست نہ بناتے لیکن اُن میں اکثر بدکردار ہیں۔

اب جبکہ قرآن وحدیث نبویﷺ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ قانون کے بجائے کسی دوسرے قانون پر عمل کرنے والے کافر ہی ٹھہرے تو پاکستانی حکمرانوں کا کفر وارتداد میں کوئی شبہ نہ رہا کیونکہ ۱۹۴۷ء سے لیکر اب تک ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اسلامی قانون کے نفاذ کیلئے کوئی بھی اقدام دیکھنے میں نہیں آیا بلکہ جمہوری نظام کے قیام کیلئے انتھک محنت اور اس نظام کے بغیر اس ملک کو پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ شمار کیا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا مسلم حقیقت ہے کہ جسے آج کل کے برسر اقتدار حکمران بھی بلا چون و چرا تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی قانون نافذ نہیں اور جو لوگ پاکستان میں اسلامی قانون کی نفاذ کیلئے جدوجہد میں مصروف ہیں انہیں دہشتگرد، شدت پسند، انتہا پسند وغیرہ ناموں سے نہ صرف یہ کہ یاد کرتے ہیں بلکہ ان کے خلاف عملی اقدامات بھی کرتے ہیں ایسے میں مجاہدین کو گرفتار کرکے تختہ دار پر لٹکا دیتے ہیں اور خفیہ جیل خانوں میں قیدیوں بے رحمانہ تشدد کے بعد بوری بندلاشے سڑکوں پر پھینکنا روزانہ کا معمول بن چکا ہے اس دشمنی کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ موجودہ برسر اقتدار حکمران اسلامی نظام قانون کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور اسلامی قانون کو فرسودہ قرار دیکر اس کے بجائے جمہوری نظام کی حکمرانی چاہتے ہیں جو کہ کفار کا پسندیدہ نظام ہے۔ اب اس قرآنی قاعدے کے تحت پاکستانی حکمران اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ قانون کے بجائے کوئی دوسرا قانون نافذ العمل کریگا جیسا کہ نافذ بھی کر چکے ہیں، وہ کافر ظالم اور منافق ہی ہوگا۔ جب اس حکمران کا کفر وظلم اور منافقت ثابت ہوا تو اس کے خلاف جہاد کرنے میں بھی کوئی شبہ نہ رہا۔

دوہم یہ کہ کفار سے دوستی کی حرمت قرآن مجید کی آیات سے بخوبی ثابت ہوئی کہ کسی بھی صورت میں کفار سے دوستی رکھنا جائز نہیں چہ جائیکہ کفار سے تعاون کیا جائے اگر غور سے دیکھا جائے تو پاکستانی حکمرانوں کا یہود ونصاریٰ سے تعاون اور دوستانہ تعلقات کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ ملکی نظام کو چلانے میں یہود ونصاریٰ کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ امریکی اور برطانوی طرز زندگی کو پاکستانی حکمرانوں نے اپنے لئے معیار قرار دیا ہے۔

امریکیوں سے دوستی میں خود کو سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں، کیونکہ امریکہ کی خوشنودی کیلئے جتنی قربانیاں پاکستانی حکمرانوں نے دی ہیں کسی دوسری ملک نے ایسی قربانی نہیں دی حتیٰ کہ ریمنڈ ڈیوس جیسا قاتل کو بھی صرف اس وجہ سے معاف کیا گیا کہ وہ امریکی باشندہ تھا کیونکہ امریکیوں کو خود سے بہتر سمجھتے ہیں جبکہ تحفظ ناموس رسالت کے سپاہی ممتاز قادریؒ کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ امریکی مفادات کے خلاف کام کا مرتکب ہو چکا تھا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُواْ نَصِيباً مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُواْ هَؤُلاء أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُواْ سَبِيلاً(النساء)

ترجمہ: بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں۔

پاکستانی حکمرانوں کے نزدیک کسی بھی پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہے کہ وہ امریکی یا برطانوی پروگراموں سے ہم آہنگ ہو کیونکہ کامیابی کی ضمانت اسی میں تلاش کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ میں جنرل اسمبلی کی رکنیت اور افغانستان میں امارت اسلامی کے خلاف نیٹو افواج کا اتحادی ہے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے فوج کے سربراہ راحیل امریکی وزارت دفاع سے طالبان کے خلاف کاروائیوں میں تعاون کرنے میں ڈومور (مزید تعاون کرو) کے مطالبات جاری رکھتا ہے کہ امریکی ڈرون طیارے طالبان رہنماؤں کو نشانہ بنائے۔

جب بھی کسی امریکی ایلچی نے پاکستان کا دورہ کیا ہے تو طالبان کے خلاف کاروائیوں میں پاکستانی حکمرانوں کو سراہتے بغیر کبھی دورہ مکمل نہیں کیا اور پاکستانی حکمران اس پر جشن مناتے ہیں کہ امریکہ نے ہماری قربانیوں کا اعتراف کیا ہے۔

گستاخ رسولﷺ کی پشت پناہی کی جاتی اور تحفظ ناموس رسالت کے پاسبانوں کو تختہ دار پر لٹکا دیتے ہیں۔ اسلام کے جان نثاروں کو قتل اور گرفتار کے جیلوں میں قید کیا جاتا ہے۔

یہی وجوہات ہیں جو کہ پاکستانی حکمرانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتی ہیں اور یہی چند بڑی بڑی باتیں ہیں جو قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کی گئیں جو کہ ایسے حکمرانوں کے ارتداد کا سبب ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سے مسلمانوں نے ان حکمرانوں کے خلاف اعلان جہاد کر رکھا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی رہتا ہے۔

اسلامی نظام خلافت میں دار القضاء کی اہمیت

قاضی ابوسلمان حفظہ اللہ تعالیٰ

جس طرح کہ گذشتہ بیان سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام سے کثرت مال کا وجود عدل وانصاف کے قیام سے ہی ممکن ہوا تھا جیسا کہ حدیث عدی بن حاتمؓ کی روایت سے ظاہر ہے اور تاریخ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ زمانہ خیر القرون میں افریقہ میں ایسا وقت بھی مسلمانوں نے دیکھا تھا کہ زکوٰۃ قبول کرنے والا دستیاب نہ تھا جیسا کہ یحیٰ ابن سعیدؒ فرماتے ہیں۔

قال یحیٰ بن سعیدؒ بعثنی عمر بن عبد العزیزؒ علیٰ صدقات افریقیه فاقتضیتها و طلبت فقراء نعطیها لهم فلم نجد بها فقیراً و لم نجد من یأ خذ ها منی فاشتریت بها رقاباً فأعتقتهم وولاؤ هم للمسلمین وقال رجل من ولد زید بن خطاب انما ولیٰ عمر بن عبد العزیزؒ سنتین و نصف فذالك ثلاثون شهراً فما مات حتی 'جعل الرجل یأ تینا بالمال العظیم فیقول اجعلوا هذا حیث ترون فی الفقراء فما یبرح بماله یتذ کر من یضعه فیهم فما یجده فیر جع بماله قد اغنیٰ عمر بن عبد العزیزؒ الناس قال محمد الصلابیؒ فهٰذا الفوائد العامة من برکات الحکومة الاسلامیه التی شرع الله تعالی۔

'(الدولة الامویه ج٤ ص١٩٩ لعلی محمد الصلابیؒ)

ترجمہ: یحیٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے مجھے زکوٰۃ کی وصولی کی غرض سے افریقہ بھیجا میں نے وہاں تعمیل حکم کے مطابق جا کر زکوۃ کو جمع کرنے کے بعد مال تقسیم کرنے کی نیت سے وہاں کے فقراء کو تلاش کیا لیکن مجھے کوئی ایسا مستحق فقیر نہیں ملا جس کو میں ذکوۃ کے مال سے اس کو مال دوں، تو میں نے اس مجبوری کے تحت غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا شروع کیا اور ان غلاموں کے میراث کو مسلمانوں کے نام کر دیا نیز زید بن خطابؓ کی اولاد میں سے ایک شخص نے کہا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ ڈھائی سال تک خلیفہ رہے اس دوران ہم کو ایک شخص مال دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لو اور جہاں چاہو اس کو فقیروں پر خرچ کرو اور ہمیشہ یہ تذکرہ بھی کرتا تھا کہ آیا کوئی ہے جو اس مال کو اپنے پاس رکھے مگر کوئی ایسا شخص نہ ملتا کہ وہ یہ مال لے جائے تو وہ اپنے مال کو واپس ساتھ لیجا تا کیونکہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لوگوں کو مالدار بنا دیا تھا محمد الصلابیؒ لکھتے ہیں کہ یہ فوائد عامہ اس اسلامی حکومت کی برکات ہیں کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو نافذ کیا تھا جس کے نتیجے میں لوگوں کے پاس مال اتنا زیادہ ہوا کہ ذکوۃ لینے والا نہ تھا اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عدل وانصاف قائم کیا تھا اور اس امت کے بعد میں آنے والوں کا بھی یہی حال ہوگا بشرطیکہ وہ بھی عدل وانصاف قائم کریں کیونکہ اس بات کی پیشگوئی آپ ﷺ نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ذکر فرمائی تھی

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریمؑ حکماً مقسطاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ویضع الجزیة و یفیض المال حتیٰ لا یقبله أحد (صحیح البخاری و مسلم)

> **ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری روح ہے کہ عنقریب عدل انصاف سے فیصلہ کرنے والے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ آسمان سے اُتر کر صلیب کو توڑ کر اور خنزیر کو قتل کریں گے اور کفار پر جزیہ دینا لازم کریں گے اور مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی بھی اس کو قبول کرنے والا نہ ہوگا۔**

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری روح ہے کہ عنقریب عدل انصاف سے فیصلہ کرنے والے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ آسمان سے اُتر کر صلیب کو توڑ کر اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ دینا ختم کریں گے (کیونکہ اسلام کے علاوہ کوئی چیز قابل قبول نہ ہوگی) اور مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی بھی اس کو قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

یعنی جب حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ زمین پر اُترنے کے بعد عدل وانصاف قائم کریں گے تو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت نازل فرمائے گا اور وہ برکات یہ ہیں کہ مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ ذکوۃ قبول کرنے والا نہ ہوگا کیونکہ ہر ایک کے پاس اتنا زیادہ مال ہوگا کہ وہ کسی بھی صورت میں مزید مال لینے کا خواہشمند نہ ہوگا جس کی اصل وجہ نظام عدل وانصاف کا قیام ہی ہے ایسا ہی حال اس سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں بھی ہوگا کہ وہ شمار کئے بغیر لوگوں کو مال دیتا رہے گا اس بات کی بھی پیشگوئی آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

عن أبی سعید الخدریؓ ان النبی ﷺ قال یکون فی أمتی المهدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیه أمتی نعمة لم ینعموا قط مثلها تؤتی أکلها و لا تدخر منهم والمال یومئذ کدوس فیقوم الرجل فیقول یا مهدی أعطنی فیقول خذ (سنن ابن ماجه)

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں امام مہدی کا ظہور ہوگا جس کا کم زمانہ خلافت سات سال اور زیادہ سے زیادہ نو سال ہوگا پس اس زمانہ میں میری امت کو ایسی نعمتیں ملے گی کہ اس سے پہلے اتنی بڑی نعمتیں میری

امت کو حاصل نہیں ہوئی ہوگی اور اچھی خوراکوں کی فراوانی ہوگی اور ذخیرہ اندوزی نہیں کریں گے کیونکہ مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص کہے گا کہ اے مہدی مجھے مال دو پس وہ جواب میں کہے گا کہ یہ لو۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث نبوی ﷺ میں ہے

عن أبي سعيد خدريؓ قال قال رسول الله ﷺ أبشر كم بالمهدى يبعث فى أمتي علىٰ اختلاف من الناس و زلازل فيملأ الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت جوراً و ظلماً يرضى عنه ساكن السماء وساكن الارض يقسم المال صحاحاً فقال رجل ماصحاحاً قال بالسوية بين الناس قال و يملأ الله أمة محمد ﷺ غنىٰ و يسعهم عدله حتىٰ يأ مر منادياً فينادى فيقول من له فى مالٍ حاجة فما يقوم الناس الا رجل واحد فيقول له احث حتىٰ اذا جعله فى حجره و أبرزه ندم فيقول كنت اجشع أمة محمد ﷺ نفساً فيرده فلا يقبله منه (مسند احمد المكنز)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فر مایا کہ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ ایک ایسے وقت میں امام مہدیؒ کا ظہور ہوگا کہ میری امت میں اختلاف اور زلزلوں کا دور دورہ ہوگا پس وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسا بھر دے گا جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے بھری تھی کہ آسمان وزمین والے سب راضی ہونگے کیونکہ مال کو برابر برابر تقسیم کرے گا اور نیز یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امت محمد یہ کے دلوں کو غنیٰ یعنی مالداری سے بھر دے گا سب کو انصاف ملے گا یہاں تک کہ ایک آدمی کو حکم دیا جائے گا کہ اُٹھ کھڑے ہوکر بلند آواز سے یہ کہے کہ اگر کسی کو مال کی ضرورت ہو تو یہ لے لو یہ سن کر ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوگا پس اس کو کہا جائے گا کہ بغیر حساب کے مال لے لو وہ شخص مال کو اپنی گود میں لینے کے بعد پشیمان ہو جائے گا اور یہ بھی کہے گا کہ شاید امت محمدی ﷺ میں میں ہی سب سے زیادہ حریص ہوں پھر وہ بھی اس مال کی قبولیت سے انکار کرے گا۔

تو ان مذکورہ روایات سے صاف ظاہر ہے کہ نظام عدل کے قیام ہی سے کامیابی وکامرانی وابستہ ہے اور اسی سے نظام معیشت میں وسعت ممکن ہے اور یہ کسی مخصوص طبقہ اہل اسلام کیلئے نہیں بلکہ ہر زمانہ میں جہاں بھی اہل حق نے نظام عدل کے قیام کیلئے محنت کی ہے تو اس کے بدلے میں وسعت رزق اور کثرت مال کے ثمرہ سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔

مگر بدقسمتی سے دور حاضر میں زیادہ تر لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مروجہ نظام، طریقہ معاش منافع بخش اور کثرت مال کیلئے ایک بہت بڑا سبب ہے جبکہ شرعی نظام عدل سے لوگ غربت وافلاس کا شکار ہو جائیں گے کیونکہ موجودہ طریقہ تجارت ومعاش شرعی نظام عدل سے متضاد ہے تو اس بنا پر موجودہ نظام یا طریقہ کار کو شرعی اصولوں کے مطابق بنانا ہوگا جس سے غربت کا اندیشہ ہے۔

مگر یہ نظریہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے جو شرعی اور عقلی تجربات کے بھی منافی ہے شرعاً اس لئے کہ اللہ تعالی نے وسعت رزق اور کثرت مال کو شرعی نظام عدل ہی سے مشروط کر رکھا ہے جیسا کہ فرمایا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيهِم مِّن رَّبِّهِمْ لأَكَلُواْ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاء مَا يَعْمَلُونَ (المائده)

ترجمہ: اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کو قائم رکھتے تو (ان پر رزق مینہ کی طرح برستا) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے ان میں کچھ لوگ میانہ رَو ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال بُرے ہیں۔

اگر چہ بظاہر مذکورہ آیت اہل کتاب سے مخاطب ہے لیکن مفسرین کے نزدیک قاعدہ یہ کہ (العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب) یعنی اعتبار واہمیت عموم کیلئے ہے نہ کہ کسی مخصوص سبب کیلئے۔

عقلی اور اصولی طور پر بھی مذکورہ بالا نظریہ نا قابل التفات ہے کیونکہ یہ تو سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربان ہے کہ ایک غیر مسلم اور منکر خدا کو بھی رزق فراہم کرتا ہے اور وہ مہربان ذات ہر صورت میں اپنے بندوں کیلئے وہی نظام پسند کرے گا جو بندوں کیلئے ہی مفید ہو اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ جب بھی نظام عدل وانصاف کا قیام ممکن ہوا ہے وہاں وسعت رزق اور کثرت مال کے ساتھ ساتھ لوگ خوشحالی سے مالا مال ہو چکے ہیں۔

یہ باطل نظریہ مغرب نے مروج کیا ہے کہ اگر ہم ذرائع معاش وتجارت کے نئے اصولوں کے بجائے شرعی نظام عدل کے اصولوں پر کار بند ہوں اور جدید طریقوں کو چھوڑ کر مشروط طریقوں پر عمل کریں گے تو گویا غربت وافلاس کیلئے راستہ ہموار ہو جائے گا حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اہل مغرب اسلام دشمن پالیسی کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنے دین ومذہب سے دور کرنا چاہتے ہیں۔

ذکر الٰہی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ابن آدم فجر اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی سی دیر کیلئے میرا ذکر کر لیا کرو تو میں دونوں نمازوں کے درمیانی وقت کیلئے تجھ کو کفایت کروں گا (ابونعیم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے اس قدر مشغول رکھا کہ وہ مجھ سے سوال نہ کر سکا تو میں ایسے بندوں کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔ (بخاری وبیہقی)

حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس نے مجھے کسی دن یاد کیا ہو یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو اس کو آگ سے نکال لو۔ (ترمذی وبیہقی)

مجھ پر کیا گزری
ایک سچی اور حقیقی کہانی

دُرِ نایاب

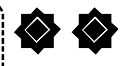
عصر کا وقت تھا آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے گرد آلود ہوائیں چل رہی تھیں مرجھائے ہوئے درختوں اور پودوں کو دیکھ کر نا امیدی کا سماں تھا، دونوں بچے بیمار تھے، بخار تھا کہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، کئی دن بخار میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے کھانے پینے سے بھی بچوں کا دل اچاٹ ہوگیا تھا کئی بار ڈاکٹر نے دوائی دی مگر کوئی فاقہ نہیں ہوا مزید علاج کرنے کی سکت میرے اندر نہ تھی کیونکہ جیب اجازت نہیں دے رہی تھی، جب بچوں پر بخار اور بھی تیز ہوگیا تو بیوی صاحبہ نے بچے کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ بخار تو اور بھی تیز ہوگیا اور میری طرف قہر آلود نظروں سے دیکھنے لگی، گویا کہ وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ تیرے دل میں بیمار بچوں کیلئے کوئی فکر نہیں، میں سمجھ گیا اور آنکھیں چرا کر دروازے کی طرف رخ کر کے باہر نکلا،

یہ ہمارا وہ گھر تھا جس میں ہم اپنے علاقے سے ہجرت کر کے ابھی ابھی سکونت پذیر ہوئے تھے، بظاہر تو اس کو گھر کا نام دیا جا سکتا تھا مگر حقیقت میں ایک گھر نما کھنڈر ہی تھا جابجا ٹوٹ پھوٹ کا شکار یہ گھر کیڑوں مکوڑوں کی اماجگاہ تھی لیکن کیا کرتے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔ سانپ یا بچھو کے کاٹنے کے خوف سے بچے ہمیشہ چارپائی سے نیچے نہیں اترتے تھے۔ گھر سے نکل کر میں بے کسی کے عالم میں یہ سوچ رہا تھا کہ آخر ہمارا گناہ کیا تھا کہ ہمیں ملک بدر کیا گیا؟ ہمارے بہت سے بے گناہ پڑوسیوں کو پاکستان آرمی نے کیوں شہید کئے؟ ہمارے مال مویشیوں کو کیوں مارا گیا؟ گندم کی تیار فصل جو کہ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ تھا کھڑی کہ کھڑی رہ گئی؟۔

وہ گذشتہ المناک کہانی میرے حافظے میں محفوظ تھی اور اس وقت فلم کی طرح میرا دماغی حافظہ میری آنکھوں میں وہ فلم کسی زندہ تصویر کی طرح پیش کر رہی تھی گویا وہ تمام صورتحال میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ہاں ہمیں ملک بدر کیا گیا، وہ بھی بے سروسامانی کی حالت میں، جب صبح سے لیکر شام تک اور پھر شام سے لیکر صبح تک پاکستان آرمی کی کیمپ سے بھاری توپوں کے وزنی اور بے لگام گولوں کے دھماکے کان کے پردوں کو پھاڑ دینے والے تھے، جو کہ ہر طرف پھینکے جا رہے تھے، تھک جانے کے نام سے نا آشنا ایک ایسے تابعدار ملازم کی طرح جو کہ اپنے مالک کی خدمت پر دن رات کمربستہ ہوتا ہے، پاکستانی آرمی کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ یہ وزنی گولے کسی کے سر یا کسی کے گھر پر پڑتے ہیں۔ بھاگتے، لڑکھتے، پچھاڑے کھاتے بچے عورتیں کسی محفوظ جگہ تک پہنچنے کیلئے بے تحاشا ادھر ادھر دوڑ رہے تھے، کوئی بھی جگہ تسلی بخش نہیں تھی کیونکہ نہ معلوم کہ مارٹر گولہ کس مقام پر گرتا ہے، ہر ایک یہ سمجھ رہا تھا کہ گولہ ابھی میرے سر پر ہی گرنے والا ہے۔ لوگ گھروں کو چھوڑ کر باہر کہیں چھپ جانے کی کوشش کر رہے تھے مگر خوف تھا کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، ون تھرٹی نامی توپوں کے گولے بغیر کسی وقفے کے فائر کئے جا رہے تھے، ہر طرف دہشت ہی دہشت طاری تھی کسی کو کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور کیوں ہو رہا ہے؟ ہر کوئی فیصلہ کرنے کی صلاحیت کھو چکا تھا، ہم جہاں اور جس طرف دیکھتے تو توپوں کے یہ گولے کہیں انسانوں اور کہیں بے زبان جانوروں پر گرتے، گولہ گرنے کے فوراً بعد بچوں، عورتوں اور جانوروں کی چیخ و پکار کا ایک غوغا برپا ہوتا اور چاروں طرف قیامت صغریٰ کا منظر پیش ہو رہا تھا، میرے بچوں نے کئی مرتبہ مجھ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ابا جان ہمیں کہیں اور لے جا، یا کم از کم گھر کے کسی کونے میں کھدائی کر کے ہمارے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ کا انتظام کروتا کہ پاکستانی فوج جس وقت مارٹر گولے فائر کرتے ہیں اس وقت اس پناہ گاہ کا سہارا لے کر شائد ہم بچ سکے مگر میں نے بچوں کا مطالبہ تسلیم نہیں کیا کیونکہ میں یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ پاکستانی افواج ہمارے جیسے بے گناہ لوگوں کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرے گی، تمام گاؤں والوں کی بے گناہی کا تصور کر کے میں مطمئن تھا کہ پاکستانی فوج کیونکر ہمارے گاؤں کو تباہ کر کے رکھدے گی۔

یہ وہ فوج تھی کہ جب افغانستان میں امریکی افواج نے طالبان حکومت کو گرایا تو امریکی افواج کو طالبان سے محفوظ بنانے کی غرض سے پاکستانی فوج کو اپنی اپنی بیرکوں سے نکال کر پاک افغان سرحد کے ڈیڑھ ہزار طویل بارڈر پر تعینات کرنا پڑا اسی طرح ہمارے علاقے میں فوجیوں، ہیلی کاپٹروں، موٹر کاڑیوں کی آمد و رفت نے ماحول کو خوب مصروف رکھا تھا، چونکہ ہمارا علاقہ ایک پسماندہ اور دور جدید کے مشینی آلات سے محروم تھا اور علاقہ مکین نے کبھی موٹر گاڑیوں، ہیلی کاپٹروں اور دیگر سائنسی آلات کو قریب سے نہیں دیکھا تھا اس لئے حیرت و استعجاب کے مارے اپنی خوشیاں

بابا جی کی حالت پر مجھے بہت ترس آ رہا تھا کہ وہ ضعیف العمر تھا اور اپنے آپ کو ہرگز کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا اور ہچکولے کھاتا ہوا بڑبڑاتا رہا جسے گاڑی کی شور کی وجہ سے میں نہیں سن پا رہا تھا، ہیڈکوارٹر تک پہنچنے کا راستہ دو گھنٹوں میں طے ہوگیا اور پہنچ کر ہمیں گاڑی سے اتار دیا گیا اسی وقت ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئیں اور دس بارہ افراد پر مشتمل یہ چھوٹا سا قافلہ نابیناؤں کی طرح کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ کردیا گیا۔



نہیں سما سکے اور یہ گہما گہمی دیکھ کر لوگ حد درجہ خوش تھے، فوجیوں کو بڑے احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور علاقہ میں نئی سہولتوں کی فراہمی فوجیوں سے محبت میں اضافے کا باعث تھی۔ مگر ان سادہ لوح مسلمانوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہی مسیحا کچھ عرصہ بعد ہمارا جینا حرام کردیں گے۔

زمانہ کسی کا انتظار کئے بغیر گزر تا رہا اور حالات تیور بدلتے رہے پاک فوج نے جو ترقیاتی منصوبے شد و مد سے شروع کئے تھے وہ بند کردئے گئے اور آہستہ آہستہ ماحول میں تبدیلی دیکھنے میں آرہی تھی، یہاں تک کہ ۲۰۰۹ء میں ہمارا علاقہ میدان جنگ بن گیا اس جنگ میں ایسے نہتے عوام فوج کے نشانے پر تھے جو اپنی دفاع کرنے سے عاجز تھے کبھی فضا میں گرجنے والے جہازوں کی بمباری تو کبھی توپوں کی گولہ باری ،جس سے ہمارے اوسان خطا ہو چکے تھے۔

لیکن اس مرتبہ پھر پاکستانی فوج نے کل اور پرسوں کی طرح مارٹر گولے پھینکنا شروع کردئے ہمارے گاؤں کو نشانہ بنایا گیا جو آناً فاناً بے شمار لوگوں کے قتل کا ذریعہ بنا، بارود کا دھواں آسمان سے باتیں کررہا تھا۔ بچے ہوئے لوگ مدد کیلئے پکار رہے تھے مدد کرو مدد کرو کی گونج ہر طرف سنائی دیتی رہی یہ ان انسانوں کی آوازیں تھیں جن کے اندر زندگی کی کچھ رمق باقی تھی اور جو جام شہادت نوش کر چکے تھے وہ خاموشی کے عالم میں یہ پیغام دے رہے تھے کہ ہمارا کیا گناہ تھا؟ ہم کو کیوں قتل کیا گیا؟ ہم سے ہماری زندگی کیوں چھین لی گئی؟۔ کیا کوئی ہے کہ ان ظالموں سے ہمارا بدلہ لے سکے اور ہمارے خون کا حساب کر کے ہماری روحوں کو تسلی دلا سکے؟ آخر وہ کون ہوگا؟ اور کب آئے گا؟۔

کسی کے اندر لاشوں کو اٹھانے کا حوصلہ نہ تھا اور نہ ہی زخمیوں کو کسی ڈاکٹر کے پاس لیجانے کا انتظام، کیونکہ راستے میں ایسی پاکستانی خونخوار فوج تھی، جو کہ ہمارے خون کی پیاسی تھی۔ نہ جانے یہ لوگ کیوں ہمارے خون کے پیاسے تھے؟ ہمارا گناہ صرف یہ تھا کہ ہم اس علاقے کے مکین تھے جس کے وہ لوگ دہشت گردوں کے خلاف نام نہاد آپریشن کرنے کے آڑ میں اپنے اہل وطن کو قتل کرنے، جلاوطن کرنے کا پختہ عزم کر چکے تھے۔ تھوڑی دیر کیلئے گولہ باری رک چکی تھی اس حادثہ میں سینکڑوں انسانی لاشوں اور زخمیوں کو خاک و خون میں لت پت دیکھنے کا موقعہ ملا، بے زبان جانوروں کی طرف تو کسی نے توجہ ہی نہیں کی۔

گھروں میں آگ لگ کر راکھ کی ڈھیروں میں تبدیل ہو گئے گویا کہ یہ سابقہ زمانے کے کھنڈرات ہوں ابھی تک تو یہ ایک ہنستی ہوئی بستی تھی مگر اب کیا ہوا کہ اس گاؤں کے مکینوں کا جینا حرام کردیا گیا۔ آس پاس کی دوسری بستیوں کا حال بھی ہم سے بہتر نہیں تھا۔ بچ جانے والوں کیلئے کوئی پناہ گاہ نہ تھی، شام ہونے والی تھی، ہم زندہ بچ جانے والوں نے تمام لاشوں کو ایک جگہ جمع کر کے دفن کرنے کی فکر ہمیں کھائی جارہی تھی کیونکہ اگر ہم کفن دفن میں مشغول ہوں تو شائد دوبارہ گولہ باری شروع ہوجائے اور باقی ماندہ افراد بھی لقمہ اجل بن جائیں گے، یہ سوچ کر ہمارا خون خشک ہو رہا تھا، بالآخر ہمت کر کے سب مرد و عورت ملکر قبرستان میں قبروں کی کھدائی شروع کی، خدا خدا کر کے ہم سارے شہیدوں کو گور گھڑا کرنے میں کامیاب ہوئے، اس وقت رات کا آخری پہر تھا اور تین بج چکے تھے، رات کو آنکھوں میں کاٹ دیا، گزشتہ دن سے کسی نے نہ کچھ کھایا پیا تھا، سب کو بھوکے پیاسے تھے، پریشانی اور تھکاوٹ کے مارے یوں لگ رہا تھا کہ بخار چڑھ گیا ہو۔ اس فراغت کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ صبح کی روشنی پھیلتے ہی قریب میں واقع پاکستانی فوجی کیمپ میں جا کر شکایت کریں گے ،شائد کہ اعلیٰ افسران کو ہمارے بارے میں علم نہ ہو یا کسی نے غلط رپورٹ دیکر ہمیں حکومت مخالف ثابت کیا ہو۔ یہ مارچ کا مہینہ تھا، گندم کی فصل تیار تھی اور سال بھر کی محنت نے ہمارے اندر خود اعتمادی پیدا کردی تھی کہ گندم کی فصل کاٹ کر چند مہینوں کا نان نفقہ کما کر اطمینان حاصل ہوگا۔ لیکن ہمارا یہ اندازہ اس وقت غلط ثابت ہوا جس وقت ہم چند افراد نے جا کر اپنے لئے اور اپنے گاؤں والوں کیلئے آرمی کرنل سے زندگی کی بھیک مانگی، ہوا یوں کہ جب ہم قریبی آرمی کیمپ کے گیٹ پر پہنچے تو ایک فوجی جو چوکیداری کے فرائض پر مامور تھا ہمیں دیکھتے ہی سخت گیر آواز میں اپنی جگہ کھڑا رہنے کا آرڈر دیا، ہم میں سے ایک ساتھی نے خوف زدہ لہجے میں کہا کہ ہم تو کرنل صاحب سے ملنا چاہتے ہیں یہ سن کر چوکیدار فوجی شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے کہنے لگا کہ دور ہٹ جاؤ یہ وقت کرنل صاحب سے ملاقات کرنے کا نہیں، ہم نے بہت منت سماجت کی کہ تم کرنال صاب کو اطلاع دو ان سے ملنا بہت ضروری ہے ہم یہیں پاس گاؤں کے رہنے والے ہیں یہ سن کر چوکیدار نے ناگواری کا موڈ بناتا ہوا گیٹ کی دوسری جانب بیٹھے ہوئے شخص سے کہا کہ کرنل صاحب کو اطلاع دو کہ کچھ عوام تم سے ملنے آئے ہیں، وہ شخص کرنل کو اطلاع دینے چلا گیا اور چوکیدار نے ہم کو پیچھے ہٹا کر انتظار کرنے کا کہا۔

اگر ہم یہیں سے الٹے پاؤں چلے جاتے تو کتنا بہتر ہوتا مگر تقدیر میں لکھا ہوا پتھر پر لکیر ہے جو کسی بھی صورت میں نہیں مٹایا جا سکتا جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ بیٹھے بیٹھے ہم نے انتظار میں آنکھیں سفید کئے ایک طویل وقت گزرنے کے بعد چوکیدار نے ہم کو اندر آنے کا کہا جب ہم گیٹ کے قریب پہنچے تو ایک دوسرا فوجی نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں ایک آلہ تھا جو جامہ تلاشی کے وقت انسانی بدن پر استعمال کر کے کسی اسلحہ یا غیر قانونی چیز کی نشاندہی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جامہ تلاشی کے بعد ہمیں ایک برآمدہ میں زمین پر بیٹھنے کا اشارہ دیا گیا، سو ہم بیٹھ گئے، چند منٹ توقف کے بعد سامنے والے کمرے سے ایک بدنما آرمی وردی میں ملبوس عوج بن عنق جیسا لمبا تڑنگا ایک شخص کا رخ ہماری طرف تھا، وہ سیاہ رنگ اور موٹے ہونٹوں، بڑے دانتوں، چھوٹی

اور اندر دھنسی ہوئی آنکھوں کا مالک تھا، امتیازی ستاروں کے نشانات اس کے کندھوں پر آویزاں تھے، چلتے قدموں سے تکبر وغرور کا تأثر پیش کر رہا تھا، علیک سلیک کئے بغیر سامنے کھڑا ہوتے ہی درشت اور تلخ لہجے میں بولا کہ ''مجھ سے کیا کام ہے''؟ جلدی جلدی بتاؤ میں فارغ نہیں ہوں۔

ایک ہی لمحہ میں مجھے اندازہ ہوا کہ ہم نے یہاں آ کر بڑی غلطی کی کیونکہ ہم تو بے تحاشہ گولہ باری کے بارے میں مالی اور جانی نقصانات بتانے اور دل کی گانٹھ کھولنے آئے تھے اور شکایت ایسے لوگوں سے کیا جاتا ہے جو کہ ایک رحم دل انسان ہو اور مظلوموں کے درد کو جانتا ہو، اس کے سینے میں گوشت سے بنا ہوا دل ہو۔ یہ تو ایک سنگ دل انسان نما جانور تھا جو کہ صرف آرڈر راز آرڈر کو ہی جانتا تھا۔ وہ زبان کھولتے ہی ہم سب لرزہ براندام ہوئے ہمیں ایسی توقع ہرگز نہیں تھی کہ شکایت کرنے سے شکایت نہ کرنا ہی بہتر تھا، ہم دہشت زدہ ہو چکے تھے، بات نہیں ہو رہی تھی اس نے پھر غرا کر کہا کہ کیوں گم سم بیٹھے ہو۔ میں نے تمام تر جوابی قوت مجتمع کر کے کہا کہ گذشتہ ایک ماہ سے ہماری گاؤں پر گولہ باری ہو رہی ہے جس سے ہمیں مالی اور جانی نقصان ہوا ہے، میں نے بات مکمل نہیں کی تھی کہ وہ درمیان میں بول پڑا کہ اچھا تم یہ بات کرنے آئے ہو، میں تو چاہتا ہوں کہ ابھی تم کو مار مار کر ادھ موا کر دوں، تم تو طالبان کو پناہ دیتے ہو اور دہشت گردوں کی سہولت کاری کرتے ہو، پاکستان سے غدار لوگ ہم مار دیتے ہیں میں ابھی آرڈر کر کے گاؤں کے بچے کچے لوگوں کو ختم کر کے رکھ دوں گا پھر میں دیکھوں کہ کون ہے جو طالبان کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ اس نے یہ باتیں پنجابی لہجے میں کی اور بات کرنے کے دوران منہ سے جھاگ کسی تیز فوارے کی طرح پھینک رہا تھا اس صورتحال سے ہماری خوف میں مزید اضافہ ہوا اور عاجزی و مسکینی کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس بدنما شخص کی طرف دیکھ رہے تھے۔

میں نے کہنا چاہا کہ نہ نہ نہ.....لیکن اس نے اپنے سیاہ اور موٹے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے بات نہ کرنے کا اشارہ دے کر کہا کہ شٹ آپ۔ یہ سن کر میں فوراً خاموش ہو گیا میرے پہلو میں بیٹھے ان پڑھ بابا جی جو بے چارہ انگریزی زبان سے ناواقف تھا نے میرے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا میں تو کچھ سمجھا نہیں کہ کیا بات ہوئی اس نے آخر میں شٹ آپ کہہ کر کیا مطلب؟ میں نے کہا کہ بابا جی اس نے ہمیں خاموش رہنے کا کہا، یہ سن کر بابا جی جذباتی ہو گیا اور زور زور سے کہنے لگا کہ پاکستان ہمارا ہے، آزادی پاکستان کیلئے ہم قربانیاں دی ہیں میں خود اس جنگ میں شریک رہا، اس وقت میں جوان تھا، انگریزوں کو ہم نے شکست دی ہے صرف میں اس جنگ میں اکیلا نہیں تھا بلکہ میرے دوسرے ہم عمر ساتھی بھی تھے جو کہ اب وفات پا چکے ہیں، اب صرف میں ہی زندہ ہوں، غدار پاکستان تو ہم نہیں بلکہ یہ فوج تھی کہ جس نے ۱۹۷۱ء کی جنگ میں سینکڑوں کی تعداد میں ہندوستانی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال کر ہمیشہ کیلئے ہم کو بدنام کر کے ایک ایسا طعنہ میراث میں چھوڑتے چلے گئے کہ شرم کے مارے ہماری آنکھیں زمین سے لگ گئیں، پھر بھی غدار ہم کو ہی ٹھہرایا جاتا ہے؟۔

ہر چند میں نے بابا جی کو خاموش کرنے کی کوشش کی مگر اس نے میری ایک نہ سنی اور بولتا رہا، اگرچہ وہ سچ بول رہا تھا مگر یہ موقعہ نہیں تھا کیونکہ ایسی باتیں تو دردمند اور قدردان انسان سے کی جاتی ہے یہ لوگ تو قدردانی تو دور کی بات ہماری ہلاکت کے درپے تھے، بابا جی کی یہ ادھ سنی باتوں کے جواب میں فوجی کرنل نے صرف اتنا کہا کہ ٹھہرو میں ابھی کوئی چارہ کر کے بتا دیتا ہوں۔ میں مزید خوفزدہ ہوا کیونکہ اسکی یہ بات مجھے معنی خیز معلوم ہو رہی تھی کہ شائد یہ دھمکی دے رہا ہے اور ابھی ہمارے خلاف کوئی بھی قدم اٹھانے کو ہے، میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی، بعد میں پتہ چلا کہ اس کرنل کا نام بشیر اور اس کا تعلق ضلع ہری پور سے تھا۔ میرا اندازہ صحیح نکلا کیونکہ کچھ زیادہ وقت نہیں گزر رہا تھا کہ پاس کھڑی ہینو گاڑی سٹارٹ ہوئی اور ریورس گیر لگا کر ہماری طرف خراماں خراماں آتی گئی، جیسا کہ فوجی کچھ اٹھا کر اس میں رکھ دینا چاہتے ہوں، گاڑی ہمارے قریب آئی اور اس دوران ایک اور شخص نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں تھیں، یہ ہتھکڑیاں دیکھ ہمارے حواس اڑ گئے ابھی شک یقین میں تبدیل ہوا اس نے ہر ایک کو ہتھکڑی پہناتے ہوئے گاڑی پر سوار ہونے کا اشارہ دیا۔ اس لمحہ مجھے بابا پر بہت غصہ آیا کہ فوجی کرنل کے روبرو حقائق بیان کر کے خوامخواہ ہمیں مشکل میں ڈال دیا، اس وقت تک کم از کم مجھے یہ یقین تھا کہ بابا جی نے جو باتیں کیں فوجی یہ برا مان کر ہمیں گرفتار کر رہے ہیں، بہر تقدیر ہمارے ہاتھوں کو پیچھے کر کے ہتھکڑیوں میں باندھنے کے بعد گاڑی پر سوار ہونے کا کہا جا رہا تھا، گاڑی پر چڑھنے کیلئے تو کھلے ہاتھوں کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے ہاتھ پیچھے باندھ دئے گئے ہو تو بھلا وہ آدمی کیسے گاڑی پر چڑھ سکتا ہے وہ بھی ٹرک جیسی گاڑی، جبکہ یہ گاڑی بہت بلند تھی اور اس پر ایسے میں سوار ہونا ناممکن تھا اس کے باوجود ہم نے اوپر چڑھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے، یہ دیکھ کر فوجی غرا کر کہنے لگا کہ تمہارا ارادہ سوار ہونے کا نہیں، یہ کہتے ہی اس نے ہم پر لاتوں اور گھونسوں کی بارش شروع کر دی ہمیں خوب مارا پیٹا، اگرچہ ہم نے چلا کر کہا کہ ہمارے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں لیکن ایک بھی نہیں سنی گئی۔

اس تحقیر کے باوجود میں خود تو اتنا زیادہ پریشان نہیں تھا، لیکن میرے ساتھ بزرگ لوگ تھے ان کے ساتھ یہ سلوک دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا کہ ان بے غیرتوں کو بزرگوں کا احترام تک نہیں سکھایا گیا، حالانکہ لوگ چاہے کسی بھی مذہب کا عقیدہ رکھتے ہوں بزرگوں کا احترام کرتے ہیں، لیکن یہ بات سچی ہے کہ پاکستان میں کوئی قانون نہیں بلکہ لاقانونیت ہی لاقانونیت ہے، اس فوج سے انسانیت کے احترام کی توقع رکھنا کسی عقلمند انسان کا کام نہیں کیونکہ باوثوق ذرائع سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پاکستانی فوج میں کسی نوجوان کو اس وقت تک بھرتی نہیں کیا جاتا جب تک کہ

اس کی بے غیرتی کا امتحان نہیں لیا جائے، جب تجربے سے خوب معلوم ہو جائے کہ بے غیرتی کی انتہا پر ہے اور کسی اسلامی تنظیم سے تعلق بھی نہیں تب جا کر اس کو بھرتی کیا جاتا ہے۔

پھر ہمیں گاڑی پر اس طرح سوار کیا گیا جیسے کہ سامان کی بھری بوریاں گاڑی پر لوڈ کیا جاتا ہو، گاڑی نے حرکت کی اور آہستہ آہستہ گیٹ کے قریب ہونے لگی اس روانگی کے وقت کچھ دوسرے افراد بھی اس گاڑی میں ہمارے ساتھ سوار ہوئے جن کے پاس بندوقیں تھیں، گاڑی گیٹ سے نکل کر ناہموار اور نیم پختہ سڑک پر چل پڑی مجھے معلوم ہوا کہ ہم کو ہیڈ کوارٹر کی طرف لے جایا جا رہا ہے، یہ سمجھ کر فوراً میری رونگٹے کھڑے ہونے لگے، بدتمیزی، مار پیٹ، سیاہ دروازوں کے پیچھے سیاہ اور تنگ وتاریک کوٹھڑیوں کی تصویر میری آنکھوں میں گومنے لگیں اور بار بار دل میں بابا جی کو کوس رہا تھا کہ تم نے طیش میں آکر ہم کو مشکل میں ڈال دیا اور ان بے رحموں نے بابا جی کو نہ تو معذور سمجھا اور نہ کسی درگزر کا مظاہرہ کیا بلکہ جانوروں کی طرح ہم کو گاڑی پر لاد کر لوڈ کیا گیا۔ ناہموار سڑک پر بے رحم گاڑی چلتی رہی اور ہم کو ایک دوسرے کے ساتھ اور کبھی گاڑی کی مضبوط آہنی باڈی کے ساتھ ٹکراتے رہے کیونکہ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور اپنے آپ کو گاڑی کی جمپ کے وقت قابو میں نہیں رکھ سکتے تھے۔ اوپر سے چوکیدار فوجی دھمکیاں بھی دیتا رہا کہ خبردار اگر کسی نے بھاگنے کے لئے کوئی حرکت کی تو مجھے فوراً گولی ماردینے کا حکم ہے۔

بابا جی کی حالت پر مجھے بہت ترس آرہا تھا کہ وہ ضعیف العمر تھا اور اپنے آپ کو ہر گز کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا اور ہچکولے کھاتا ہوا بڑبڑاتا رہا جسے گاڑی کی شور کی وجہ سے میں نہیں سن پا رہا تھا، ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا راستہ دو گھنٹوں میں طے ہو گیا اور پہنچ کر ہمیں گاڑی سے اتار دیا گیا اسی وقت ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئیں اور دس بارہ افراد پر مشتمل یہ چھوٹا سا قافلہ نابیناؤں کی طرح کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ کر دیا گیا اُس جگہ کی اونچ نیچ معلوم نہ تھی اس لئے احتیاط سے جانا پڑ رہا تھا اگر چہ ایک آدمی جسے میں نہیں دیکھ پا رہا تھا میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مجھے آگے کی طرف دھکیل تا ہوا، گھسیٹتا ہوا لے جا رہا تھا، میں کچھ پریشان ضرور تھا مگر دہشت زدہ اسلئے نہیں تھا کہ میرا یقین تھا کہ بابا جی نے جو باتیں فوجی کیمپ میں کی تھیں اسی کے مقدار میں تھوڑا بہت سزا بھگتنے کے بعد ہمیں رہا کیا جائے گا مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا۔

جب ہم کسی نامعلوم جگہ پر پہنچے تو ہماری آنکھوں سے پٹیاں اتار دی گئیں، میں نے تیزی سے آس پاس کے ماحول پر نظر ڈالی تو وہ ایک قلعہ نما بلند و بالا دیواروں کے اندر ایک تنگ جگہ تھی جس میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے تھے، ان کمروں میں سے ایک کمرہ ہمارے لئے منتخب کیا گیا اور ہم کو اس کمرے میں ڈال دیا گیا، یہ ایک کمرہ نما قفس تھا جس کی لمبائی تین میٹر اور چوڑائی دو میٹر تھی، فرش ٹوٹی ہوئی تھی اور اس میں جا بجا بڑے کھڈے نظر آرہے تھے ایک جانب کھڑکی تھی جس میں شیشہ نہیں لگوایا گیا تھا البتہ لوہے کی موٹی سلاخیں اس میں ضرورت سے زیادہ تعداد میں نصب کی گئی تھیں، شائد کسی زمانے میں بجلی کا انتظام تھا لیکن ابھی نہیں کیونکہ بجلی کی لائنوں کے صرف نشانات باقی تھے، ہم نے ابھی پوری طرح ماحول کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ پھر کالے رنگ کا ایک فوجی ہمارے اس کمرہ نما قفس میں آدھمکا، بدتمیزی تو نہیں کی البتہ انداز سے ایک گھٹیا انسان معلوم ہو رہا تھا اور تفصیل سے ہمارے ناموں کی فہرست لکھ کر چلا گیا، شائد یہ بیرک ماسٹر تھا۔

چند لمحہ گزرنے کے بعد پھر دوبارہ وہی کالا نمودار ہو گیا اس مرتبہ کچھ زیادہ پھرتی دکھا رہا تھا، ہم سب میں سے مجھے منتخب کر کے اٹھ کھڑے ہونے کا اشارہ کیا، پہلے میرے دونوں ہاتھوں میں پلاسٹک سے تیار شدہ سخت ار مضبوط ہتھکڑی ڈال دی اور کوٹ کے جیب سے ایک سیاہ کپڑہ نکال کر میری آنکھوں پر کس دیا، میرے ساتھیوں نے مجھے چھڑانے کی غرض سے مزاحمت شروع کر دی، اس پر فوجی نے سخت برہمی کا اظہار کیا اور اپنی بندوق کی برسٹ مار کر سب کو قتل کرنے کی دھمکی دی وہ سب بے چارے خاموش ہو گئے اور میں نے بھی ان کو دلاسہ دیا کہ صبر سے کام لو مجھے یقین ہے کہ ہم کو باعزت طور پر رہا کیا جائے گا اس پر میرے ساتھیوں کے اندر اعتماد پیدا ہو گیا، کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے مجھے ایک جگہ زمین پر بیٹھا کر چلا گیا مجھے لگ رہا تھا کہ میں یہاں اکیلا ہوں کیونکہ میرے قریب کسی چیز کی آہٹ نہیں تھی، مجھے بہت تشویش لاحق ہوئی اور طرح طرح کے خیالات نے ذہن کو مشغول کیا ہوا تھا، میں کسی نئی مصیبت کا انتظار کر رہا تھا اور آنے والے لمحوں کے بارے میں نہیں جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے اس وجہ سے میں کسی قسم کے فیصلہ کرنے کے قابل ہی نہیں تھا کہ اچانک چند افراد کے بولنے کی آوازوں سے میں چونک اٹھا کہ وہ آپس میں کچھ سہولت کار جیسے باتیں کر رہے تھے، لیکن میں پوری طرح نہیں سمجھا کہ سہولت کار سے کیا مراد ہے وہ لوگ بہت قریب آئے اور میری آنکھوں پر سے پٹی ہٹا دی گئی اب میں پوری طرح بینا تھا اور بڑی تیزی سے سامنے تین افراد کا جائزہ لے رہا تھا جو کہ سادہ لباس میں ملبوس تھے، ان تینوں میں سے ایک شخص کوئی اہم معلوم ہو رہا تھا کیونکہ باقی دو افراد اس کو جی سر، جی سر کہہ رہے تھے جسے سر کہہ کر مخاطب کیا جاتا تھا وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور باقی دو کھڑے رہے اس کرسی کیساتھ لکڑی کا ایک ادھ ٹوٹا ہوا میز تھا جس پر تشدد کرنے کے آلات سجا کر رکھ دئے گئے تھے۔

جاری ہے۔

طارق بن زیاد رحمہ اللہ کا اپنی فوج سے ایمان افروز خطاب

جب طارق دشمن کے قریب پہنچے تو انہوں نے اپنی فوج کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو جہاد اور شہادت کی ترغیب دلائی اور کہا:

''اے لوگو! اب راہِ فرار کہاں ہے؟ سمندر تمہارے پیچھے اور دشمن تمہارے آگے۔ اللہ کی قسم! تمہارے لئے صدق وصبر کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ جان لو! تم اس جزیرہ نما میں اس قدر بے وقعت ہو کہ کم ظرف لوگوں کے دسترخوان پر یتیم بھی اتنے بے وقعت نہیں ہوتے۔ تمہارا دشمن اپنے لشکر، اسلحے اور وافر خوراک کے ساتھ تمہارے مقابلے میں نکلا ہے۔ ادھر تمہارے پاس کچھ نہیں سوائے اپنی تلواروں کے۔ یہاں اگر تمہارے اجنبیت کے دن لمبے ہو گئے تو تمہارے لئے خوراک بس وہی ہے جو تم اپنے دشمن کے ہاتھوں سے چھین لو۔ اگر تم یہاں کوئی معرکہ نہ مار سکے تو تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور تمہاری جرأت کے بجائے تمہارے دلوں پر دشمن کا رعب بیٹھ جائے گا۔ اس سرکش قوم کی کامیابی کے نتیجے میں تمہیں جس ذلت ورسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ دشمن نے اپنے قلعہ بند شہر تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں ۔ اگر تم جان کی بازی لگانے کو تیار ہو جاؤ تو تم اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ میں تمہیں ایسے کسی خطرے میں نہیں ڈال رہا جس میں کودنے سے خود گریز کروں ......اس جزیرہ نما میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور اس کے دین کو فروغ دینے پر اللہ کی طرف سے ثواب تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ یہاں کے غنائم خلیفہ اور مسلمانوں کے علاوہ خاص تمہارے لئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی تمہارے قسمت میں لکھ دی ہے، اس پر دونوں جہانوں میں تمہارا ذکر ہوگا۔ یاد رکھو! میں تمہیں جس چیز کی دعوت دیتا ہوں اس پر خود لبیک کہہ رہا ہوں۔ میں میدان جنگ میں اس قوم کے سرکش راڈرک پر خود حملہ آور ہوں گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسے قتل کر ڈالوں گا۔ تم سب میرے ساتھ ہی حملہ کر دینا۔ اگر اس کی ہلاکت کے بعد میں مارا جاؤں تو تمہیں کسی اور ذی فہم قائد کی ضرورت نہیں رہے گی اور اگر میں اس تک پہنچنے سے پہلے مارا جاؤں تو میرے عزم کی پیروی کرتے ہوئے جنگ جاری رکھنا اور سب مل کر اس پر ہلّہ بول دینا۔ اس کے قتل کے بعد جزیرہ نما کی فتح کا کام پایہ تکمیل کو پہنچانا۔ راڈرک کے بعد اس کی قوم مطیع ہو جائے گی۔''

(وفیات الأعیان: 5\321،322)

کفر اور اسلام کے مابین جاری صلیبی جنگ کے نوے (۹۰) فیصد حصہ ”میڈیا وار“ میں صلیب سے بر سر پیکار ادارہ احیائے خلافت (عربی، اردو، پشتو اور انگریزی میں)
دنیا کی جہادی تحریکوں تنظیموں کی بلا تفریق خدمت کرتا ہے۔
پوری دنیا کے جہادی قائدین کے انٹرویوز اور بیانات آپ تک پہنچاتا ہے۔
کفر کے جھوٹے میڈیا کو سچی خبروں کے ذریعے جھٹلاتا ہے۔
کفر کے نشریاتی طوفان میں چھپے دنیا بھر کے مجاہدین کے عملیات کی سچی خبروں کی آپ تک رسائی کرتی ہے۔
جہاد اور مجاہدین فی سبیل اللہ شرعی مسائل، فضائل اصول اور ہدایات آپ تک پہنچاتا ہے
مسلکی اختلافات سے بالاتر تمام شرعی مسائل سے آپ کو باخبر رکھتا ہے۔
علماء کرام اور مذہبی سکالروں کے تحریری اور تقریری بیانات و مضامین آپ تک پہنچاتا ہے۔
حالات حاضرہ پر دقیق نظر اور تجزیوں سے عالم کفر کے مقاصد اور مظالم آپ پر آشکارا کرتا ہے۔
شہداء اور غازیوں کی تصاویر، ویڈیوز اور سوانح عمری آپ تک پہچاتا ہے۔
مجاہدین عالم اسلام کو بدنام کرنے کے عالم کفر کی سازش اور ایجنڈے کو ناکام بناتا ہے۔

آیئے!

احیائے خلافت مجلہ، احیائے خلافت ویب سائٹ، احیائے خلافت ایف ایم سنٹر
احیائے خلافت سٹوڈیو اور احیائے خلافت لائبریری کیلئے خبریں اور مضامین ارسال کیجئے
نادر تصاویر اور ویڈیوز بھیجئے ، مفید مشورے دیجئے ، سامان مہیا کیجئے ، مالی تعاون کیجئے
ماہرین آکر خدمت کیجئے، مقامی بیورو رپورٹر بنئے، رپورٹنگ کیجئے، ادارہ کی نشریات پھیلائے
اور ہمارے بیورو رپورٹروں سے رابطہ کر کے عالم کفر کے میڈیا کی خطرناک جنگ کے مقابلے میں حصہ لے کر اسلام اور مسلمانوں کا ساتھ دیجئے ۔

منجانب: ادارہ احیائے خلافت برائے نشر و اشاعت (جماعت الاحرار)

برائے رابطہ / fb / Ihyaekhilafat Magazine Ihyaekhilafat@gmail.com